إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا

ترجمہ: بے شک یہ نصیحت ہے جو چاہے اپنے رب کی راہ اختیار کرے

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المومن فتاش والمنافق نقاش

مومن تحقیق اور تفتیش کرنے والا ہوتا ہے اور منافق حق کو چھپانے والا ہوتا ہے

مصنفہ

حضرت مولانا مفتی خلیل احمد خان صاحب قادری برکاتی بجنوری ثم البدایونی مدظلہ العالی

سرپرست مدرسہ ظفر العلوم بڑھ والی مسجد محلہ سوتھہ بدایوں یو پی

باہتمام

مولوی قاری فضیل الظفر خان ناظم مدرسہ ظفر العلوم بڑھ والی مسجد محلہ سوتھہ بدایوں یو پی

إِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا

ترجمہ: بے شک یہ نصیحت ہے جو چاہے اپنے رب کی راہ اختیار کرے

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المومن فتاش والمنافق لقاف

مومن تحقیق اور تفتیش کرنے والا ہوتا ہے اور منافق حق کو چھپانے والا ہوتا ہے

تلخیص الحبیر فی احکام التکفیر

انکشاف حق

مصنفہ

حضرت مولانا مفتی خلیل احمد خاں صاحب قادری برکاتی بجنوری ثم البدایونی مدظلہ العالی

سرپرست مدرسہ ظفر العلوم بڑھ والی مسجد محلہ سوتھہ بدایوں یوپی

باہتمام

مولوی قاری فضیل الظفر خاں ناظم مدرسہ ظفر العلوم بڑھ والی

مسجد محلہ سوتھہ بدایوں یوپی

نام کتاب ـــــ انکشاف حق

تصنیف ـــــ مفتی محمد خلیل احمد خان

مطبوعہ ـــــ جمال پریس، دہلی ۶

ناشر ـــــ قاری فضیل الظفر خاں

تعداد ـــــ ایک ھزار (۱۰۰۰)

بارِ اول ـــــ جمادی الاولی ۱۴۰۴ھ

قیمت ـــــ 16/-

کاتب ـــــ محمد اجمل بجنوری

ملنے کے پتے

دار الخلیل محلہ سوتھہ بدایوں یو پی

بخاری کلینک بھٹہ ابو خاں غازی آباد (یو۔ پی)

نمبر شمار	فہرست مضامین کتاب	صفحہ	سطر
۱	کتاب کا مقصد و تعیین موقف	۷	۵
۲	بریلی کے تکفیری فتووں پر غور و فکر	۹	۵
۳	مولوی احمد رضا خاں صاحب کے دو مسئلے جن کی بنا پر امت مسلمہ میں جھگڑے ہوئے	۱۳	۱۲
۴	متبعین فاضل بریلوی کو ایک نیک صلاح	۱۶	۱۵
۵	مولوی شاہد خان کی ایک تحریر جس میں محال شرعی مطلب سے ناواقفیت	۱۷	۳
۶	اس کتاب میں جو مقالات ہیں ان کے خلاصے	۲۰	[illegible]
۷	نوٹ	۲۵	۳۳و۳۴
۸	کتاب کی ابتداء اور خطبہ	۲۷	۲
۹	علماء سوء امتۂ عید ہیں	۳۱	۲۱
۱۰	ان علماء کرام کے اسمائے گرامی جو حسام الحرمین کے احکام سے متفق نہیں ہیں	۳۵	۱۶
۱۱	شرعی مسئلہ اور اس کی حقیقت	۳۸	۲۰
۱۲	مصنف کے موقف کی تبدیلی اور اس کی وجہ	۳۹	۱۱
۱۳	دوسری مرتبہ کی بدایوں کی گفتگو	۴۲	۸
۱۴	تیسری مرتبہ کی بدایوں کی گفتگو	۴۶	۴
۱۵	مبادی مناظرہ	۴۷	۹
۱۶	نتیجہ شرعی فیصلہ میں اذا حدث کذب کا نقشہ	۵۳	۶
۱۷	پیشوایانِ اسلام کی اجتہادی آراؤں پر تبصرہ	۵۵	
۱۸	سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ پر خطیب بغدادی نے بربنا، غلط فہمی فتویٰ کفر دیدیا اس کا بیان	۵۵	۱۳
۱۹	حضرت منصور پر فتویٰ کفر دینے والے علماء کا تذکرہ	۶۱	
۲۰	ان حضرات کے اسمائے گرامی جنہوں نے فرعون کو مسلمان کہا	۶۲	۱۲
۲۱	ابو طالب عم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتمہ علی الکفر ہونا اور		

سطر	صفحہ	فہرست مضامین کتاب	نمبر شمار

بیان مقصد و تعیین موقف

فقیر کا مقصد بفضلہ تعالیٰ ہر وقت حق گوئی حق طلبی رہا ہے در حقیقت یہ مقصد ایسا نفیس اور پاکیزہ ہے کہ ہر مومن کی ایمانی شان کا تقاضہ ہے اس کا طالب و خواہاں رہے ہمیشہ سے اہل ایمان کا یہی طریقہ رہا ہے آفتاب نصف النہار سے زیادہ روشن ہے کہ تمام ادیان میں صرف دین اسلام ہی حق ہے اور اس کے سوا اور ادیان سب باطل ہیں لہٰذا حق وہی ہے جو اسلام نے بتایا شریعت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا ہی حق و ناحق معلوم کرنے کی میزان ہے فقیر حتی الامکان درپیش ہونے والے حالات کو میزان شریعت مطہرہ میں تو لکر اس کے حق و ناحق صحیح و غلط ہونے کا فیصلہ کرتا رہا ہے، وضوح حق کے بعد اسی کو اختیار کر لیا سیاسی دور آیا تو اس میں بھی شریعت مطہرہ کے احکام کے مطابق جو امر حق ثابت ہوا اسی کو اختیار کیا چونکہ فقیر کا مقصود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا جوئی اور خوشنودی رہی ہے۔

پیارے مسلمانو! ہمارے سامنے وہ جانگداز اور روح فرسا منزلیں ہیں جن میں حق تعالیٰ جل جلالہٗ کے فضل و کرم کے سوا کوئی چارۂ نجات نہ ہوگا موت کی منزل پھر قبر پھر عالم برزخ پھر یوم الحساب۔ اس روز انسان کے ہر ہر عمل ظاہری و باطنی کا مکمل حساب ہوگا جو عمل یا قول خلاف شریعت مطہرہ ہوگا وہ وبال بن جائے گا واللہ یغفر لمن یشاء وھو الغفور الرحیم۔
فقیر اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کرتا ہے کہ رب تعالیٰ ہم

سب کو راہ حق پر چلنے اور اتباعِ شریعت مطہرہ کی دولت و نعمت سے مالا مال کر دے آمین۔ بجاہ نبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

عزیز و ایمان سے زائد کوئی دولت نہیں ہمیشہ کی کامیابی و کامرانی کا کا ذریعہ صرف ایمان ہے یعنی جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ کیطرف سے ہمیں پہونچایا۔ اس کے حق ہونے پر یقین کامل بغیر شک و تردد کے رکھنا ایمان ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت بلکہ سب نبیوں کی شفاعت بروز قیامت حق ہے مگر یہ شفاعت اہل ایمان کے لئے ہوگی جو دنیا سے ایمان لیکر نہ جائیں گے ان کا شفاعت میں کچھ حصہ نہ ہوگا لہذا ایمان کی حفاظت سب اہم کاموں سے زیادہ اہم ہے شیطان اور اس کی ذریت ایمان اور ایمان والوں کی سخت دشمن ہے قبر میں ایمان کا ساتھ لیجانا بہت مشکل کام ہے بغیر حق تعالیٰ کے فضل و کرم کے اس مہم میں کامیابی نہیں ہو سکتی ہے۔

کہ شیطان اور اس کی ذریت قدم قدم پر بیدمن بنانے کیلئے اپنے جال بچھائے ہوئے ہیں۔ ہر روپ اور بھیس میں اپنا کام کر رہے ہیں یہانتک کہ آخری وقت دم مرگ میں بھی دو شیطان ایک باپ دوسرا ماں کی شکل میں ظاہر ہوئے ہیں اور مرنے والے انسان مومن کو بہکا کر اسلام اور ایمان کی حق راہ سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کما فی الحدیث! اکثر لوگ خوب جانتے ہیں کہ فقیر کا مسلک اس سے قبل در بارۂ تکفیر وہی تھا جو فاضل بریلوی مرحوم اور ان کے متبعین کے فتاووں میں بیان کیا گیا ہے۔ چونکہ ان کی تحریرات پر اعتماد تھا اور دربارۂ تکفیر ان حضرات کے فتاوؤں کو صحیح اور درست سمجھتا تھا اپنی ذاتی تحقیق کے لئے موقع نہ مل سکا تھا۔ اب کچھ عرصہ سے

فقیر کو رب تعالیٰ نے کچھ ایسے مواقع اور حالات عطا فرمائے کہ ان فتاویٰ اور تحریرات کو بنظرِ غائر مطالعہ کیا ان فتاویٰ تکفیر کو ضعف و اسقام سے خالی نہ پا کر فقیر نے ان فتاویٰ کے تکفیری احکام سے کفِ لسان یعنی کافر کہنے سے زبان کو روک لیا کہ مسلمان کو کافر کہنے کی راہ خطرناک ہے۔

پھر مفتیانِ بریلی کے فتویٰ تکفیر پر غور کیا تو یہ ثابت ہوا کہ انکے اعتبار سے تو ہندوستان و بیرون ہند کے لاکھوں کروڑوں مسلمان اسلام سے خارج اور کافر ٹھہرتے ہیں مکہ معظمہ کے امام و مؤذن اور نمازی۔ مدینہ منورہ کے امام و مؤذن اور نمازی پھر علمائے دیوبند کا پورا گروہ عالم و غیر عالم پھر بدایوں مدرسہ قادریہ کے علما کا سارا گروہ پھر علمار رام پور کا پورا گروہ۔ پھر علمار لکھنؤ کا پورا گروہ معہ ان کے مریدین و معتقدین و شاگردوں کے یہاں تک کہ مظہر اعلیحضرت مولوی حشمت علی صاحب کے فتویٰ کی رو سے جو ان کی کتاب ستر باادب سوالات میں درج ہے۔ مولوی سید محمد میاں صاحب المعروف بہ محدث اعظم کچھوچھوی بھی کافر و مرتد ہو گئے علمار بدایوں کے احکام سے حضرات مارہرہ میں حضرت مولانا سید شاہ اسمٰعیل حسن صاحب علیہ الرحمۃ اور ان کے صاحبزادے اور جانشین مولانا سید شاہ محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی نہ بچ سکے۔ حالانکہ یہ حضرات اپنی تحقیق کی رُو سے فاضل بریلوی کے ساتھ تھے۔

بلکہ یوں سمجھئے ان فتاوؤں کے طفیل پر کفر امور عامہ میں سے ہو گیا۔ پھر مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفاء و مریدین کوئی بھی ان تکفیری فتاوؤں کی زد سے نہ بچ سکے یہ احکام کہ ان لوگوں سے سلام و کلام مصافحہ و معانقہ ان کا ذبح کیا ہوا گوشت ان لوگوں سے رشتہ داری وغیرہ سب حرام ہوئے حکم عائد کر دیا۔

ناظرین بانصاف اس پر غور کریں اور انصاف کریں جو خدا کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان کے لئے رحمت بنکر تشریف لائے تمام عالم جنکی برکت و رحمت سے مستفیض ہوا اور ہوتا رہے گا جسکی لائی ہوئی شریعت تمام عالم کے لیئے رحمت جسکی رحمت سے ہر دوست و دشمن حسب حال فیضیاب ہوں جن کے صدقے اور طفیل اور متابعت کی برکت سے ان کے اصحاب کرام اور اہل بیت عظام اور امت مرحومہ کے علماء کاملین وصلحاء عارفین سب کے سب رحمت عالم بنے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہم اللہ علیہم اجمعین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور کثیر تعداد تابعین و تبع تابعین کی رحمت عالم بنی۔ پھر اولیاء عارفین رحمہم اللہ علیہم میں حضرت سیدنا غوث اعظم پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ شہاب الدین سہروردی، اور خواجہ بہاؤالدین نقشبندی بخاری اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہم اللہ علیہم اجمعین رحمت عالم بن کر ظاہر ہوئے اور خلق خدا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہونچایا پھر جس رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا یہ عالم کہ دشمنوں کے ساتھ بھی طرق رعایت و رحمت کو ترک نہ کیا۔

عزیزو جہنم میں سب سے زیادہ عذاب دو کافروں کو ہوگا ایک وہ قاتل کافر جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہوگا دوسرے وہ مقتول کافر جس کو کسی نبی نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غزوات شریفہ میں کبھی کسی کافر کو اپنے دست مبارک سے قتل نہ فرمایا اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ میرے ہاتھ سے قتل ہونے والے کافر کو

زیادہ عذاب ہوگا اس لئے میں خود اپنے ہاتھ سے کسی کو قتل نہیں کرتا ہوں
کہ عذاب کی زیادتی سے بچ جائے کیا ایسے نبی رحمت اور ایسی رحمت والی
شریعت نے کہیں یہ اجازت دی ہے کہ قائلین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے والوں نماز، روزہ، حج
زکوٰۃ کو پابندی سے ادا کرنے والوں شریعت مطہرہ کے احکام پر عمل کرنیوالوں
لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کو عرب سے عجم تک سب کو کافر و مرتد قرار
دے دیا جائے۔

کیا مذہب سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا امام شافعی و امام
مالک و امام احمد ابن حنبل کا یہ ہے۔ ان امامان حق و ہدایت نے خارجیوں
اور معتزلیوں پر بھی حکم کفر نہ لگایا۔ حالانکہ ان فرقوں کے گمراہ اور مخالف
اہلسنت ہونے میں کچھ کلام نہیں کیا۔ سیدنا غوث اعظم پیران پیر رحمۃ اللہ
علیہ کا یہ طریقہ تھا۔ یا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی
یہ روش تھی کہ کروڑوں مسلمانوں کو اسلام سے خارج اور کافر کہو۔
ان حضرات موصوفین نے تو کافروں کو مسلمان بنانے کی کوشش کی
اور بروں کو اچھا بنانیکی کوشش کی ہے نظر غائر اور تحقیق سے ثابت ہوا کہ
ان تکفیری فتاوؤں کی بھر مار صرف عبارات کے تمام کلمات کے مقاصد
و مطالب کے نہ سمجھنے پر ہے فاضل بریلوی مرحوم نے ان کا مطلب وہ
سمجھا جو حسام الحرمین کے صفحات پر بیان کیا گیا ہے۔ اور علما ہم عصر
نے بلکہ خود صاحب تحریر نے ان مطالب و معانی کا صاف صاف انکار
کیا اور ان عبارات کا مطلب جو کہ شریعت کے موافق ہے بیان کر دیا۔
مسلمانوں انصاف کرو کہ اب اختلاف کس چیز میں رہا ان عبارات

کی مطلب شناسی میں کسی اعتقادی ضرورت دینی میں تو اختلاف نہیں رہا۔ کیونکہ جس بات کو یہ حضرات کفر بتا رہے ہیں اسکو وہ حضرات خود کفر مان رہے ہیں مگر اس عبارت کا جو مطلب فاضل بریلوی مرحوم بتاتے ہیں اس عبارت کا وہ مطلب نہیں مانتے ہیں ہندوستان کے اور اہل علم بھی فاضل بریلوی مرحوم کے مقرر کردہ مطلب سے متفق نہیں ہیں۔ الغرض ان متبعین فاضل بریلوی کا مقصد یہ ہے کہ علماء دیوبند اور علماء بدایوں کی عبارات والفاظ کا جو مطلب فاضل بریلوی مرحوم نے اپنی انفرادی رائے سے مقرر کر دیا اس پر سب آنکھیں بند کر کے ایمان لاؤ اور تمام اہل علم ہندوستان اپنے پڑھے لکھے کو بالائے طاق رکھدیں سوائے فاضل بریلوی کی انفرادی رائے کے اور کسی طرف توجہ نہ کرو کیونکہ قرآن وحدیث وفقہ کو صرف انہوں نے سمجھا ہے ان کے علاوہ سب جاہل ہیں ناواقف لوگوں میں ان کی تعریف وتوصیف حد سے بڑھ کر کرو جیسا کہ اس کتابچہ میں جس کا نام ظلماً شرعی فیصلہ رکھا ہے حقیقتاً وہ سفہی فیصلہ ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وامام فخر الدین رازی وامام غزالی وشیخ محی الدین بن عربی رحمہم اللہ تعالی وغیرہ کی تنقیص شان کی گئی یہاں تک کہ علامہ شامی صاحب ردالمختار وامام ابو جعفر طحاوی رحمہا اللہ تعالی کو فاضل بریلوی کی شاگردی کے لائق بتایا گیا ہے۔ استغفروا اللہ۔

مسلمانوں غور کا مقام ہے علامہ سید بن عابدین شامی کی تحقیقات مشرق سے مغرب تک مسلمانوں میں مقبول اور ان کی تحقیقات علمیہ وفقہیہ کا ہر طرف ڈنکا بجا ہوا ہے۔ کوئی دارالافتا ان کی مبارک کتاب ردالمحتار سے خالی نہ ملے گا ان کی تحقیقات فقہیہ تمام حنفیوں کو مسلم

پھر رئیس الاحناف امام الفقہاء رہیں؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام مزنی کے شاگرد یعنی امام جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کو فاضل بریلوی کی شاگردی کی آرزو کرنے والے بتا رہے ہیں اور پوری پارٹی اس پر خوش ہو رہی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حالات سے ثابت ہوا کہ ان متبعین اعلیٰ حضرت بریلوی کا مقصد صرف اعلیٰ حضرت کے وقار کو اونچا کرنا ہے احکام شریعت سے ان کو کچھ کام نہیں مسلک اعلیٰ حضرت زندہ آباد کے نعرے لگائے جاتے ہیں ان سے پوچھا جائے کہ مسلک اعلیحضرت کیا مذہب امام اعظم سے الگ اور جدا ہے یا وہ ہی ہے اگر جدا ہے تو ظاہر کیا جائے اور وہی ہے تو اس کا نام مسلک اعلیحضرت کیوں رکھا جائے۔ مذہب امام اعظم زندہ آباد کیوں نہ کہا جائے۔

غور کرنے سے معلوم ہوا کہ دو مسئلے اعلیحضرت نے امت مرحوم کے سامنے ایسے پیش کئے ہیں جو ان سے قبل کسی امام کسی عالم کسی ولی کو نہ سوجھے۔ دونوں مسئلوں کی بناء پر ہندوستان کے مسلمین میں جابجا جھگڑے اور فساد، نااتفاقیاں، بغض، کینہ بدگمانی، ایذائے مسلمین و غیبت و بہتان بری طرح پھیلے۔ رب تعالیٰ رحم فرمائے۔ گھر گھر اختلاف بھائی کا بھائی دشمن و مخالف بن گیا چنانچہ حسام الحرمین میں فرمایا ؎

زمانے میں گرچہ میں آخر ہوا۔

وہ لاؤں جو اگلوں سے ممکن نہ تھا۔

یعنی میں اگرچہ پیدا آخر میں ہوا ہوں مگر وہ لایا جو اگلوں سے ممکن نہ تھا ان اگلوں میں کون کون آ گئے۔ خیر وہ دو مسئلے جو فاضل بریلوی مرحوم

نے پیش کئے ہیں وہ یہ ہیں۔

۱؎ تمام علماء دیوبند اور تمام علمائے مدرسہ قادریہ بدایوں کی تکفیر۔ دوسرا مسئلہ اذان ثانی یعنی جمعہ کی اذان خطبہ کا باہر یعنی مسجد سے خارج ہونا چنانچہ مسجد کے اندر اذان کہنے کو مکروہ تحریمی کہا ہے (ان دونوں کی جو عرب سے عجم تک کروڑوں مسلمانوں کو محیط سوائے اپنے چند مخصوصین کے جو رات کو دن اور دن کو رات کہیں تقلیداً) یعنی قریب بحرام یہ ہی دو چیزیں ہیں جنکو فاضل بریلوی کی خصوصیات سے شمار کیا جائے یا انکا مسلک قرار دیا جائے شاید مسلک اعلیٰ حضرت زندہ آباد کے نعرے کا یہی مقصد یہی دو چیزیں ہوں اور مسائل جو فاضل بریلوی نے تحریر فرمائے ہیں وہ سب ہمارے ائمہ دین کی کتب معتبرہ و علماء کاملین کی تصانیف معتمدہ میں بسند اجمالاً و تفصیلاً موجود ہیں۔

ناظرین کرام فقیر بفضلہ تعالیٰ عقائد میں اہل سنت و جماعت سے اماماں اہلسنت کا متبع ہے۔ امام ابو منصور ماتریدی و امام ابو الحسن اشعری رحمہما اللہ کو اپنا پیشوا جانتا ہے۔ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد ہے یعنی ان کے ارشادات کو صحیح اور حق جانتا ہے اور ان پر ہی عامل ہے لہٰذا مسئلہ تکفیر میں ان ہی ائمہ کا پیرو ہوں۔ لہٰذا مسئلہ تکفیر میں فقیر کو کسی جدید تحقیق یا کسی مولوی یا درویش کی تقلید کی حاجت نہیں ائمہ ہدیٰ موصوفین کی تقلید اور پیروی کو کامیابی اور کامرانی کی راہ سمجھتا ہے و صحابہ کرام و اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو کچھ ائمہ اہلسنت نے فرمایا ہے وہ ہی عقیدہ رکھتا ہے۔ چاروں اماموں یعنی امام اعظم و امام شافعی و امام مالک و امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کو پیشوایان اہل سنت و اہل حق مانتا ہے مگر فقہ میں مقلد سیدنا امام اعظم ہے۔ اولیاء اللہ کی محبت اور انکی تعظیم و تکریم کو شرعی طور پر دینی اور

دنیوی برکات کا سبب مانتا ہے تمام سلاسل اولیا کی محبت اور ان سے حسن ظن رکھتا ہے، اور چاروں سلسلوں نقشبندیہ سہروردیہ قادریہ چشتیہ کے اولیائے کرام سے عقیدت و محبت رکھتا ہے خصوصاً سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ سے کہ اس سلسلہ عالیہ میں فقیر حضرت مولانا سید شاہ اولاد رسول محمد میاں مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے شرف بیعت حاصل ہے بدیں سبب سلسلہ عالیہ برکاتیہ کے مشائخ کرام سے حسن ظن و عقیدت زیادہ رکھتا ہے مسئلہ تکفیر علماء دیوبند و علماء بدایوں میں فقیر ان اصول و احکام کا پابند ہے جو ہمارے ائمہ اہلسنت نے بیان فرمائے ہیں پھر یہ مسئلہ تقلیدی نہیں ہے یہ تحقیقی ہے جس کا تعلق تحقیق سے ہے یعنی بغیر شرعی جانچ پڑتال کے محض تقلید کی بنا پر کسی کو کافر نہیں کہنا چاہیئے یہی حکم شریعت ہے یہی اہل حق کی راہ ہے تحقیق کے راستے بند نہیں ہوئے نہ کسی عالم پر تحقیق ختم ہو چکی ہے بلکہ الی یوم القیامہ یہ راہ تحقیق کشادہ ہے بلکہ اماماں اہلسنت کے چاروں اماموں سے منقول کہ انہوں نے اپنے شاگردان کرام سے فرمایا اذا صح الحدیث فھو مذھبی۔ یعنی اگر ہمارے قول کے خلاف اگر حدیث کی صحت ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے مطلب یہ ہے کہ ہمارے بتائے ہوئے اصول کے مطابق اگر حدیث صحیح ہو جائے اور ہمارا قول ان کے خلاف ہو تو ایسی صورت میں ہمارے قول کو ترک کر کے اس حدیث کے موافق حکم دینا اور اسی کو ہمارا مذہب سمجھنا کہ مقصود اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ اور کسی کا اماماں حق نے صاف ارشاد فرمایا کہ تحقیق کی راہ کشادہ ہے بند نہیں ہوئی۔ لہٰذا فقیر کا موقف کف لسان دلائل شرعیہ و قواعد و اصول علمیہ کی وجہ سے ہے اس میں نفسانیت یا اغراض دنیوی یا کسی کی مدح سرائی یا کسی کی طرفداری و حمایت۔ غرض کہ ان مذکورہ صورتوں میں سے کسی صورت کا فقیر کے اس موقف

و مسلک میں دخل نہیں نہ ان میں سے کوئی چیز میرے اس مسلک و موقف کی بنیاد ہے رب تعالیٰ عالم الغیب والشہادہ علیم و خبیر ہے فقیر نے اپنے علم و تحقیق کی بنا پر خداوند عالم سبوح و قدوس کے خوف سے اور روز جزا کے ڈر سے اپنے دین و ایمان کے تحفظ کے قصد سے اپنا یہ موقف ٹھہرایا ہے ورنہ اس سے قبل فقیر خود مسئلہ تکفیر میں متشدد تھا بعد غور و تحقیق کے ثابت ہوا کہ بریلی اور دیوبند کا اختلاف اصولی اختلاف نہیں عبارات علماء دیوبند کی مطلب شناسی میں اختلاف ہے جس کو بڑھا کر عوام میں اصولی اختلاف بنا کر پیش کیا گیا ہے علماء دیوبند کے عقائد میں کوئی عقیدہ ایسا ثابت نہیں ہوا جس پر حکم کفر دار ندار دیا جا سکے اسی طور سے علمائے مدرسہ قادریہ بدایوں کے عقاید میں کوئی عقیدہ ایسا نہیں ثابت ہوا کہ جس پر حکم کفر دیا جا سکے فاضل بریلوی مرحوم نے جو عقائد کفریہ انکی طرف منسوب کیئے ہیں وہ ہرگز ان کے عقائد نہیں نہ ہم کو ان کے کلام میں مضامین کفریہ کا ثبوت شرعی طور پر ہوا لہٰذا ان حضرات پر تکفیری احکام فاضل بریلوی مرحوم نے لگائے ہیں ان کو ساقط الاعتبار قرار دے کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم پر عمل کرنا چاہئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔

احادیث صحیحہ اس باب میں وارد ہیں جن لوگوں پر فاضل بریلوی کی محبت و عقیدت کا غلبہ ہے ان کو بھی شریعت مطہرہ کے احکام پر عمل کرتے ہوئے فاضل بریلوی کے کلام میں کم از کم تاویل مناسب کر کے مسئلہ تکفیر میں کف لسان ہی اختیار کرنا چاہئے اسی میں بھلائی ہے اور اسی میں انشاء اللہ تعالیٰ آخرت کی کامیابی ہے کہ فاضل بریلوی فرشتے نہ تھے نبی و رسول نہ تھے یقیناً البشر غیر معصوم تھے ان کی ذاتی و انفرادی رائے قطعی اور یقینی نہیں ہو سکتی ہے ہمارے لئے ان کی تقلید وہ بھی کسی عبارت کی مطلب شناسی میں کیسے ضروری ہو سکتی ہے۔

اس پر فتن دور میں کافر کہنے کا شوق اس قدر بڑھ چکا ہے کہ نا اہل و نا واقف لوگ بھی اس کو اپنا مشغلہ بنائے ہوئے ہیں -

ابھی ابھی چند روز کا واقعہ ہے کہ مولوی حشمت علی خانصاحب مرحوم کے لڑکے مولوی مشاہد رضا پیلی بھیتی نے فقیر کے پاس ایک تحریر بھیجی تھی جس میں انہوں نے فقیر کی بابت یہ کہا تھا کہ آپ محال شرعی کو زیر قدرت باری تعالیٰ جل وعلا مانتے ہیں لہذا آپکی تکفیر کے لئے یہی کافی ہے

گو دنیا میں علم کی کمی اور جہالت کی کثرت ہو گئی ہے مگر بفضلہ تعالیٰ اہل علم وفضل دنیا میں ابھی زندہ اور موجود ہیں ان تعلم خود علامہ نے اپنے جہل اور بے علمی کا ثبوت دیا ہے اور علم اور اہل علم پر ظلم کیا ہے ابھی تو بیچارہ عبارات اہل علم کے صحیح ترجمہ کرنے پر بھی قادر نہیں ہے بقول شخصے کے آمدی و کے پیر شدی اس پر ہمت یہ کہ اکابر علماء پر فتویٰ کفر لگانے کا شوق فقیر نے ایسی لغویات کی طرف توجہ کرنا بیکار سمجھ کر ترک کیا کہ اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً - فرمان رب کریم ہے - واعرض عن الجاھلین بھی فرمایا گیا ہے ان دونوں آیات شریفہ سے بفضلہ ہمکو سبق ملا ہے کہ جاہلوں سے اغراض کرنا چاہیئے فقیر نے اسی پر عمل کیا -

س ۵ زانکس کہ بقرآن و بہ سنت نہ رہی
آنست جوالش کہ جوابیش نہ دہی

قول شیخ مصلح الدین شیرازی علیہ الرحمتہ کا بھی یہ ہی ہے - اب ہم بتاتے ہیں کہ محال شرعی جو کہ محال بالغیر کی ایک صنف ہے ممکن بالذات ہوتا ہے علمائے محققین کا ارشاد ہے کہ ہر ممکن بالذات زیر قدرت صلوحی داخل ہے علامہ فضل حق خیرآبادی مرحوم اپنے رسالے "امتناع نظیر" میں فرماتے ہیں -

افاد الاستاذ پس حق آنست کہ او سبحانہٗ بر ہر ممکن ذاتی قادر است۔ ناظرین کرام غور فرمائیں کہ مولانا خیرآبادی نے کس قدر صاف طریقے سے فرما دیا ہے کہ حق یہی ہے کہ حق تعالیٰ جل وعلا ہر ممکن ذاتی پر قادر ہے۔

علامہ عبدالغنی نابلسی مطالب مرضیہ میں فرماتے ہیں۔ قال المحققون المراد بالممکن ما لا یجب وجودہ ولا عدمہ لذاتہ فدخل ما لا یتصور من الممکنات لا لذاتہ بل لغیرہ کمن تعلق علمہ تعالیٰ بعدم وقوعہ کایمان ابی جہل اھ

یعنی حضرات محققین فرماتے ہیں کہ ممکن سے مراد یہ ہے کہ جس کا عدم وجود بالذات واجب نہ ہو لہذا وہ ممکنات جن کا وجود بالذات محال نہیں بلکہ بالغیر ہے وہ بھی ممکن میں داخل ہیں۔ جیسے وہ ممکن جس کے عدم وقوع سے علم الٰہی جلشانہ متعلق ہوگیا مثل ایمان ابوجہل کے۔ یعنی علم الٰہی اس کے عدم وقوع سے متعلق ہوگیا کہ بوجہ ممکن بالذات ہونیکے محال بالغیر یعنی محال شرعی ہے زیر قدرت باری تعالیٰ داخل ہے اس علامہ بقلم خود کے نزدیک تو فاضل خیرآبادی اور علامہ عبدالغنی نابلسی علیہما الرحمۃ بھی کافر ہیں کہ جو صاف فرما رہے ہیں کہ ہر ممکن بالذات زیر قدرت باری تعالیٰ داخل ہے بلکہ خود فاضل بریلوی بھی اسی کے قائل ہیں۔

دیکھو المستند المعتمد حاشیہ المعتقد المنتقد اس ہوش مند سے کہا جائے کہ کہ تیرے اس قول سے تو تیرے مسلمہ علماء بھی کفر سے نہ بچے سچ ہے کہ الجاھل مفرط او مفرط یعنی جاہل ان دو کاموں میں سے ایک میں ضرور پھنستا ہے زیادتی یا کمی اب آپنے دیکھ لیا کہ علامہ بقلم خود نے حکم کو کس کس اپنے مسلم علماء پر دیا یعنی فاضل خیرآبادی فاضل بریلوی علامہ عبدالغنی نابلسی جنکو فاضل بریلوی عالم

ظاہر و باطن لکھتے ہیں۔

الغرض یہ گروہ مسلمانوں کو کافر کہنے کے مہلک مرض میں مبتلا ہے رب تعالیٰ حق گوئی اور حق شناسی کی توفیق عطا فرمائے اور اس مہلک مرض سے نجات بخشے

الحاصل غور کرنے سے ثابت ہوا کہ نہ درحقیقت علماء دیوبند سے کوئی اصولی اختلاف ہے بلکہ ضروریات دین میں سے کسی مسئلہ یا اصول شرعیہ میں سے کسی اصل کا انکار ثابت نہیں ہوتا صرف چند مسائل فرعیہ میں اختلاف معلوم ہوتا ہے مثلاً میلاد شریف و قیام و فاتحہ وغیرہ ان چیزوں کا انکار بھی وہ مطلقاً نہیں کر رہے ہیں بلکہ رواج کے مطابق جو قیود ہیں ان قیود کی بناء پر انکار کرتے ہیں۔ ان مسائل میں جب سے ان چیزوں کی ابتدا ہوئی ہے اسی وقت سے علماء کا اختلاف رہا ہے ایک گروہ مانعین کا ایک گروہ مجوزین کا الغرض یہ اختلاف بریلی اور دیوبند کا ہی نہیں ہے بلکہ اس سے بیشتر علماء میں بھی اختلاف ہوا ہے ایک گروہ نے جائز بلکہ مستحسن قرار دیا۔ دوسرے نے بوجوہ دینیہ شرعیہ غیر مستحسن قرار دیا ہے اور یہ مسائل ایسے نہیں ہیں کہ جس کے منکر کو کافر و مرتد کہہ سکیں کہ یہ مسائل نہ اعتقادی ہیں نہ اعمال ضروریہ شرعیہ میں سے جو شخص نیک نیتی سے حسب فرمان شریعت ان پر عمل کرے وہ بھی قابل ملامت نہیں اور جو شخص کسی وجہ شرعی کے ساتھ نہ کرے وہ بھی لائق ملامت نہیں ایسی صورت میں مسلمانوں کے درمیان اختلاف ڈالنا ایک دوسرے کی برائی غیبت و بدگوئی و بہتان میں مبتلا کرنا اسلام اور مسلمین کی بدخواہی کے مرادف ہے۔

لہٰذا طالبان حق سے یہ گزارش ہے کہ تقلید روی کو ترک کریں اور ضد وہٹ دھرمی سے باز آئیں اور بارگاہ رب العلا میں توبہ صحیحہ شرعیہ کر لیں

اور صراط مستقیم پر قائم ہو جائیں - واللہ الموفق والیہ المرجع والماب ۔

ہم نے جو کچھ عرض کیا ہے وہ للہ فی اللہ ہے نفسا نیت یا خود غرضی کا اس میں دخل نہیں اس پر بھی اگر کسی صاحب کو کلام ہو تو فقیر سے بالمشافہ گفتگو فرمالیں فقیر کو اظہار حق وقبول حق میں بلا خوف لومۃ لائم کے کچھ بھی تامل نہ ہوا نہ ہوگا۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل و نعم المولیٰ ونعم النصیر و صلی اللہ تعالیٰ علی مولانا وسیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

خلاصہ

ناظرین کرام زیر نظر کتابچے مضامین اور مقالات کا مختصر خلاصہ پیش کرتے ہیں تاکہ اس کا فائدہ عام اور تام ہو جائے اور ناظرین کو پوری کتاب پڑھنے کے بعد اس کے مضامین کا استحضار آسانی سے ہو جائے۔

اس کتابچہ میں (شرعی فیصلہ) میں ابھی بہت سے مقامات ایسے رہ گئے ہیں کہ جن کا کذب اور فریب ہونےکا ہم بیان کرتے مگر بلحاظ اختصار ان کو ترک کر دیا اہل علم وفہم کے لیے اس قدر بھی کفایت کرتا ہے۔

مقالہ ۱ میں ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ تکفیر کا مسئلہ تقلیدی نہیں ہے کہ کسی کے محض اتباع کی وجہ سے کسی کو کافر مانا جائے بلکہ یہ مسئلہ تحقیقی ہے کہ دار و مدار اس کا تحقیق پر ہے اور نیز یہ بھی ثابت کیا ہے کہ باب تکفیر میں مجتہدین کے علاوہ کسی غیر مجتہد عالم کا فتوی ناقابل اعتبار ہے اسکو علامہ حموی علیہ الرحمۃ اور صاحب بحر الرائق اور

اور امام بن الہمام صاحب فتح القدیر شرح ہدایہ میں صراحۃً بیان فرمایا اس کو مع عبارت نقل کر دیا ہے۔

مقالہ ۲ میں ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ مسائل اعتقادیہ اور احکام کفر و ایمان میں سواد اعظم ائمہ مجتہدین کا اتباع کیا جائے گا اس باب میں مشائخ طریقت یعنی پیروں و مرشدوں کا اتباع بھی نہیں شیخ محقق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی کی تکمیل الایمان کی عبارت اور مولانا سید شاہ اسمٰعیل میانصاحب مارہروی علیہ الرحمۃ کی ۔ مقاوضات طیبہ کی عبارت اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مکتوبات کی عبارت اسکے علاوہ اور بزرگوں کے اقوال بھی نقل کر دیئے ہیں

مقالہ ۳ میں ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کہنے کا معاملہ بہت سنگین اور خطرناک ہے ہمارے ائمہ کرام اور علماء شریعت مطہرہ نے اس باب میں بڑی احتیاط سے کام لیا ہے اور سب مسلمانوں کو بھی احتیاط کا حکم دیا ہے اس کا ثبوت احادیث صحیحہ اور ارشادات علماء امت کی عبارات اس مقالہ میں نقل کر دی ہیں۔

مقالہ ۴ میں ہم نے ثابت کیا ہے کہ عالمان شریعت مطہرہ کسی پر حکم کفر نہیں لگاتے جب تک تمام مشائخ اس کے حکم کفر پر متفق نہ ہوں جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال نافی کفر پائیں گے ہرگز حکم کفر نہ دیں گے اس مضمون کے اثبات کے لئے ہم نے کتب معتبرہ مذہب کی نقل کر دی ہیں۔

مقالہ ۵ میں ہم نے بیان کیا ہے کہ صاحب کلام اپنے کلام میں جو تاویل کرے وہ قبول کیجائیگی چنانچہ ہم نے علامہ قاری و ابن نجیم مصری صاحب اشباہ اور مجدد الف ثانی رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارات نقل کر دی ہیں۔

مقالہ ۶ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ عالمان سنت و کاملان شریعت نے تکفیر مسلم میں اسقدر احتیاط فرمائی کہ قائل کے صریح کلام میں تاویل کر کے اس پر حکم کفر نہ دیا چنانچہ ایک واقعہ درمختار اور دوسرا واقعہ اشباہ والنظائر سے نقل کیا اشباہ کا واقعہ تو خود صاحب مذہب سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے

مقالہ ۷ میں ثابت کیا ہے کہ امام عبدالوہاب شعرانی نے اپنی کتاب کشف الغمہ میں فرمایا ہے کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کی بدحالی کی دعا فرمائی ہے کہ جو انکی امت میں مخالفت و اختلاف ڈالے اور فرماتے ہیں کہ امت میں اختلاف ڈالنے والا اس عالم سے زیادہ کوئی نہیں جو محض اپنی عقل اور رائے سے کہ جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صریحاً ثابت نہ ہو ایسا فتویٰ دے کہ انکی عبادات و معاملات و نکاح باطل ہیں اور ان پر حکم کفر لگائے اور ان کو مباح الدم قرار دے فرمایا جو عالم ایسے فتوے امت مرحومہ کے لئے دیگا وہ اسی دعا میں داخل ہے عبارات نقل کر دیں۔

مقالہ ۸ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خانصاحب مرحوم نے خود مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی تکفیر سے کف لسان کیا ہے اور اوروں کو بھی کف لسان کا حکم دیا ہے ان پر مولانا فضل حق خیرآبادی وغیرہ علماء کے فتوے کی رو سے حکم کفر عائد ہو رہا ہے۔

مقالہ ۹ میں ثابت کیا ہے کہ کوئی کتاب کتاب اللہ کے سوا ایسی نہیں کہ جس کے سب مضامین اور انکا ہر فقرہ ہر ہر کلمہ قطعی حق اور واجب الاتباع ہو کہ خطاء و لغزش شعار بشریت سے ہے اسکے ثبوت کیلئے عبارات نقل کر دی گئیں ہیں۔

مقالہ ۱۰ میں مولوی حشرلیف الحق کی مختر بیر بر کلام۔

مقالہ ۱۱ مولوی اشرف علی تھانوی کی عبارت کا غلط مفہوم علماء بریلی نے بیان کیا ہے جسکو ہم نے بدلیل ثابت کیا ہے

مقالہ ۱۲ میں مولوی شریف الحق کی بیان کردہ الصوارم الھندیہ پر کلام

مقالہ ۱۳ میں مولوی اختر رضا خاں نے مولوی اشرف علی صاحب مرحوم کی عبارت الامداد پر الزام اور ہم پر اعتراض کا جواب با صواب ہے۔

مقالہ ۱۴ میں مولوی اختر رضا خاں نے عوام کی فریب دہی کیلئے جو چال چلی ہے اس کا جواب ہے۔

مقالہ ۱۵۔ اختر رضا خاں کی عبارات میں کانٹ چھانٹ کا نقشہ دیکھیے۔

مقالہ ۱۶ میں بیان کیا ہے کہ مولانا نذیر احمد خاں صاحب مرحوم مدرس مدرسہ طیبہ احمد آباد گجرات نے مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم بانی مدرسہ دیوبند کی مدح سرائی کی اور ان کو مرحوم لکھا ہے اور مولانا عبدالحی فرنگی محلی مرحوم نے مولوی محمد قاسم صاحب کو عمدۃ الرعایہ شرح وقایہ کے حاشیہ میں فرحمہ اللہ لکھا ہے اور یہی مولوی صاحب مرحوم موصوف اپنے فتاویٰ میں مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی کو رحمۃ اللہ علیہ لکھ رہے ہیں ان علماء پر حسام الحرمین کی رد سے کیا حکم ہوا۔

مقالہ ۱۷ میں بیان کیا ہے کہ تمام علمائے مدرسہ قادریہ بدایوں پر حکم کفر دار تداد اور خاصکر مولانا عبدالمقتدر صاحب بدایونی علیہ الرحمۃ پر احکام کفر وارتداد سد الفرار میں فاضل بریلوی نے بیان کئے ہیں کیا سب فتوے فاضل بریلوی کے آپ کی مزعومہ سنیت کے عقائد میں داخل ہیں یا نہیں کیونکہ یہ فاضل بریلوی کا مسلک اور مسلک اعلیٰ حضرت زندہ آباد کے آپ لوگ نعرے لگاتا اور لگواتے ہیں

مقالہ ۱۸ میں بیان کیا گیا ہے کہ فاضل بریلوی کے متعلق ان کے ہمعصر علماء کے خیالات یعنی مولانا عبدالمقتدر صاحب علیہ الرحمۃ بدایونی کا تحریری چھپا ہوا بیان

مقالہ ۱۹ میں ثابت کیا ہے کہ حسب بیان المیزائل بمبئی مولانا نذیر احمد خانصاحب صاحب برق لامع اور سیف الجبار مولانا شاہ فضل رسول صاحب فاضل بدایونی کے اور تحقیق الفتوی مولانا فضل حق خیرآبادی سے فاضل بریلوی پر بربنار کف لسان دربارۂ مولوی اسماعیل صاحب یعنی انکو مسلمان مانتے ہیں اور کف لسان کرینوالے پر حکم کفر عاید ہوتا ہے۔

مقالہ ۲۰ میں علما مجلس رام پور اور شاہ عبدالبصیر میاں خلیفہ شاہ جی محمد شیر میاں علیہ الرحمۃ کے خیالات دربارہ فاضل بریلوی و حسام الحرمین

مقالہ ۲۱ میں حسام الحرمین اور اس کے مصدقین علما حرمین شریفین کی تصدیقات کا انکشاف

مقالہ ۲۲ فقیر پر اعتراض اور اس کا جواب۔

مقالہ ۲۳ میں بیان کیا گیا ہے کہ جو عقائد اور مضامین خبیثہ اکابر علمار دیوبند کیطرف سے منسوب کئے گئے ہیں ان کی نسبت ان کی طرف غلط اور باطل ہے ان کے یہ عقائد نہیں اور نہ وہ اس کے قائل ہیں وہ ان مضامین مفروضہ کو خود کفر بتا رہے ہیں ان کی عبارات کا وہ مطلب ہی نہیں جو حسام الحرمین میں متعین کیا گیا ہے۔

مقالہ ۲۴ میں حسب بیان علما متکلمین چھ اصول کفر اور انکی تشریح ہے۔

مقالہ ۲۵ تفسیر جلالین کی ایک عبارت کے متعلق اثنار گفتگو بدایوں میں ہم نے سوال کیا تھا اس وقت تو پوری پارٹی لاجواب رہی اور اب اختر رضا خاں نے مونہہ کچھ کھولا اور ادھر ادھر کی اڑائی اصل سوال کا جواب غائب اس پر کلام کیا گیا ہے

مقالہ ۲۶ مولوی احمد رضا خاں اس قدر تیز مزاج آدمی تھے کہ علماء بدایوں سے ایک فروعی مسئلہ کے اختلاف میں اسقدر سخت نازیبا الفاظ علمار بدایوں کی شان میں لکھے ہیں جس کو پڑھ کر ہر اہل ایمان مولوی احمد رضا خاں کی طبیعت کا اندازہ بخوبی لگا سکتا ہے۔

مقالہ نمبر ۲۷ اس کتابچہ میں جو فاضل بریلوی مرحوم کا تعارف آخر میں بیان کیا گیا ہے اور اس میں خیالی پلاؤ پکایا گیا ہے اور ائمہ دین و علماء کاملین کی تنقیص بیان کی گئی ہے اس پر مختصر کلام۔

نوٹ

جب کہ ہم ثابت کر چکے کہ تکفیرِ مسلم کا مسئلہ تقلیدی نہیں اور اس مسئلہ میں ائمہ اہلِ سنت کا اتباع کیا جائے گا اس مسئلہ میں پیروں اور مرشدوں کا اتباع نہیں تکفیر کے بارے میں ہمارے ائمہ کرام نے پھونک پھونک کر قدم رکھا ہے اور ہمیں بھی احتیاط کا حکم دیا ہے جسکا کلام ہو اس صاحب کلام کی ہر تاویل قبول کیجائے گی ایسی صورتوں میں علماء و اکابر دیوبند کی تکفیر کیسے ہو سکتی ہے جب کہ انکی عبارات وہ مفروضہ مطلب ہی نہیں انکو قبول نہ اور علما ہمعصر کو قبول صام الحرمین اور اسی کے مصدقین علماء حرمین شریفین کی تصدیقات کا حال بھی بیان ہو چکا ہے۔

اس صورت میں تو علماء حرمین شریفین کی تصدیقات سے بھی تکفیر ثابت نہیں ہوتی ہے ہمارے ائمہ کرام نے صریح اقوال میں بھی تاویل فرما کر اقوال کو صحیح محمل پر اُتارا اور حکم کفر نہیں دیا اس کے بعد بھی کفر کفر کی رٹ لگانا تقلید ردی اور جہل مرکب نہیں ہے تو اور کیا ہے ہم نے اس باب میں جو کف لسان یعنی اکابر علماء دیوبند کو کافر نہ کہنا جو اختیار کیا ہے شریعت کے مطابق اور ائمہ کرام کے حکم اور طریقہ کے موافق ہے اسی میں سلامتی ہے اور یہی صواب ہے یہی حق ہے اور اسی میں بھلائی ہے اور یہی راہ نجات ہے رب تعالیٰ اپنے کرم سے تمام مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ حق اور ناحق کو پہچان کر نجات کی راہ اختیار کریں۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

ہم نے جو علماء اکابر دیوبند کے بارے میں کف لسان اختیار کیا ہے محض

طلب حق اور رضائے رحمٰن جل جلالہ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شریعت مطہرہ پر عمل کرنے کیلئے کیا ہے نفسانیت اور ضد یا کسی دنیوی غرض یا کسی دباؤ یا لالچ کی وجہ سے نہیں کیا کیونکہ یہ دین کا معاملہ ہے اور حق شناسی اور حق گوئی کا ہمارے دین پاک نے حکم دیا ہے مخالفین و معاندین جو چاہیں کہیں اس معاملہ کا حساب اس دن میں ہونیوالا ہے جسدن آنکھیں پھٹی رہجائیں گی

مسلمانوں ایمان اور انصاف سے بولو مالک عالم کی خوشنودی اسی میں ہے فقیر کے متعلق بعض کم فہم لوگوں کا یہ کہنا کہ ضد کراتے ہیں بھلا یہ تو غور کیجئے۔ کہ جس کے لئے موت اور بعد موت قبر کی ہولناک منزل اور پھر وہاں کا حساب پھر قیامت کے دن کے ہولناک منازل ہوں اور عذاب جہنم کے دل شگاف واقعات سامنے ہوں وہ ضد کس بات پر کرے وہ بھی ایک دینی معاملہ پر۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ ۔

ہم سبکو اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے جہاں ہر ہر قول اور عقیدہ کا حساب ہونا ہے رب تعالیٰ اپنے بندوں کا خود حساب لیگا اے میرے بھائیو ذرا آخرت کی منزلوں پر غور کرو اپنے دین و ایمان کی فکر کرو قیامت کا دن قریب ہے رب تعالیٰ حسیب ہے۔ مسلمانو کسی کو کافر کہکر اپنے دین ایمان کو خطرے میں نہ ڈالو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی امت کے علماء راسخین تم کو یہی راہ بتارہے ہیں فاضل بریلوی نے اگر اپنی تحقیق اور رائے سے کسی کو کافر لکھدیا ہے تو سمجھ لو کہ انکی رائے اور تحقیق حجت شرعی نہیں ہے وہ ایک آخر زمانہ کے علماء میں سے ہیں نہ وہ نبی تھے نہ رسول نہ مجتہد تھے نہ کسی مجتہد کی شاگردوں کے برابر تھے انکی تحقیق اور انکی رائے کو انکے لئے ہی چھوڑدو اور مسلمانوں کو اس میں نہ پھانسو کیا تم نہیں جانتے کہ قیامت کے دن کا اللہ تعالیٰ ہی حاکم ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم باذن اللہ شفیع محشر ہوں گے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبحان اللہ وسعدانہٗ

الحمد للہ الذی وفق عبادہ الصالحین لنھج الرشاد ومنّ علیھم ببیان احکام المختلفۃ بین العباد لاظھار الحق و ازھاق الباطل لیفوزوا بما اعدّ لھم یوم المیعاد والصلوٰۃ و السلام علیٰ سیدنا محمد ن المبعوث رحمۃً للعباد وعلیٰ اٰلہٖ و اصحابہٖ المبتینین ما فی الاقوال من الصحۃ والفساد و اولیاء امتہٖ وعلیٰ علماء ملتہٖ وعلیٰ جمیع اتباعہٖ الی یوم التناد

امّا بعد

فقیر سراپا تقصیر خلیل احمد بن مولوی ظفریاب خانصاحب مرحوم سنّی حنفی قادری برکاتی بجنوری ثم البدایونی اہل ایمان وانصاف کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ فقیر بوجہ ضعف توت وقوت ضعف امراض جسمانی وضعف بصر وغیرہا کے اپنے کو اس لائق نہیں سمجھتا کہ کسی مضمون کو بسط کے ساتھ تحریر میں لاسکے مگر بعض وجوہ شرعیہ کی وجہ سے اس مختصر تحریر کا قصد کیا تقاضائے احباب اور ضرورت دینیہ دونوں چیزیں قابل لحاظ ہوئیں اس تحریر سے میرا مقصود صرف خدائے تعالیٰ کے بندوں کی اصلاح اور امر حق کو ظاہر کرنا ہے۔ واللہ الموفق ومنہ السداد۔ فقیر کا مقصد اس تحریر سے نہ نفسانیت ہے۔ نہ پارٹی بندی نہ دنیاوی لالچ وطمع نہ کسی کا خوش کرنا نہ کسی کا ناخوش کرنا نہ کسی کی حمایت نہ کسی کی مخالفت۔

الغرض یہ چند کلمات فقیر احقاق حق وابطال باطل کے لئے عرض کررہا ہے کہ حق کا ظاہر کرنا بحکم کتاب اللہ تعالیٰ ضروری ہے۔ چنانچہ

ارشاد ہوتا ہے - لا تکتموا الحق وانتم تعلمون - یعنی جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ -

حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا -

الساکت عن الحق شیطان اخرس - یعنی حق کے ظاہر کرنے سے جو خاموشی اختیار کرے وہ گونگا شیطان ہے . اس وقت چودھویں صدی ختم ہو چکی پندرھویں صدی کا تیسرا سال چل رہا ہے آثار قیامت کا ظہور برابر ہوتا جارہا ہے علم دین کی کمی اور جہل کی کثرت سے بداعتقادی اور بدعملی ترقی پر ہے اس دور پُرفتن میں خواص وعوام سب پر دنیا کی محبت اپنی عزت ووقار کی چاہت کا نشہ طاری ہے - اِلّا ما شاءَ اللہ -

عزیزو! ایمان سب سے بڑی دولت ہے اس ہی سے دونوں جہان میں کامیابی ہے ایمان والوں کی برکت سے دنیا کی بھی آبادی ہے دنیا میں رب تعالیٰ کی نعمتوں کا ظہور ایمان والوں کی برکت سے ہے اگر ایمان والے بندے اس دنیا میں نہ ہوتے تو رب تعالیٰ زمین والوں پر جہنم کو مسلط فرما دیتا - شیطان لعین اور اس کا گروہ ایمان اور ایمان والوں کا سخت دشمن ہے - وہ لعین وعدہ کر کے آیا ہے کہ اولاد آدم کو راہ حق سے ضرور ڈگمگاؤں گا اور جنت کی راہ سے ہٹا کر جہنم کی راہ پر لاؤں گا اس کا گروہ پوری طاقت سے اس ہی کام میں مشغول ہے اس لعین کا گروہ دو قسم پر ہے اس کا ایک گروہ قوم جن سے ہے اور دوسرا انسانوں میں ہے یعنی اولاد آدم ہیں یہ دونوں گروہ خدا کے بندوں کو گمراہ کرنے اور ان کے عقائد واعمال خراب کرنے میں بڑے زور وشور کے ساتھ کام کر رہے ہیں - یہ دونوں گروہ کچھ اب ہی نہیں ہوئے - بلکہ انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مبارک

زمانوں میں بھی اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور رسولوں کی مخالفت میں سرگرم رہے ہیں ہمارا رب کریم جل جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے -

وکذالک جعلنا لکل نبی عدوا شیٰطین الانس والجن یوحی بعضھم الیٰ بعض زخرف القول غرورا - سورۃ انعام

اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ اسے نبی ان جنی وانسانی شیطانوں کی مخالفت صرف آپ کے ہی ساتھ نہیں ہے بلکہ آپ سے قبل جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام دنیا میں خدا کا پیغام لے کر آئے ان کے ساتھ بھی ان دونوں قسم کے شیاطین نے مخالفت کی ان میں ایک دوسرے کو دھوکا اور فریب کی باتیں بناتا ہے -

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم - یعنی یہ شیطانی گروہ تو یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور یعنی دین حق کو اپنی پھونکوں سے بجھادیں

واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون -

اللہ تعالیٰ اپنے نور یعنی دین اسلام کو کامل کرنے والا ہے اگرچہ شرک کرنے والے اس کو ناپسند کریں -

عزیزو! مسلمان کہلانا اور بات ہے مسلمان بننا اور بات ہے مسلمان بننا ہی کامیابی کی راہ ہے صرف مسلمان کہلانا کام نہیں آسکتا -

تفسیر روح البیان میں ہے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ منافق کس کو کہتے ہیں - فرمایا

الذی یوصف الاسلام بلسانہ ولا یعمل باحکامہ -

یعنی منافق اس کو کہتے ہیں جو اسلام کے اوصاف تو بیان کرے زبان سے مگر اسلام کے احکام پر عمل نہ کرے امام بیہقی نے حضرت

حضرت علی رضی اللہ عنہٗ سے روایت کیا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک

ان یاتی علی الناس زمان لا یبقیٰ من الاسلام الا اسمہٗ ولا یبقیٰ من القرآن الا رسمہٗ مساجدھم عامرۃ وھی خرابٌ من الھدیٰ علماءھم شرٌّ من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃُ وفیھم تعود۔ کذا فی المشکوٰۃ کتاب العلم ۳۸

روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب ہے کہ آویگا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ جسمیں نہیں باقی رہیگا اسلام سے مگر نام اس کا اور نہ باقی رہے گا قرآن سے مگر رسم اس کی مسجدیں بظاہر ان کی آباد ہوں گی اور حقیقت میں ویران ہونگی ہدایت سے علماء ان کے بدترین خلائق ہونگے نیچے آسمان کے ان سے فتنہ ظاہر ہوگا یعنی دین میں اور ان ہی میں لوٹے گا۔ رسم قرآن سے مراد تجوید حروف اور پڑھنا لفظوں کا بغیر سمجھے معانی کے اور بغیر عمل کرنے کے اس کے احکام پر۔ اور مسجدوں کا ہدایت سے ویران ہونیکا مطلب یہ ہیکہ لوگ مسجدوں میں جمع ہوں گے لیکن عبادات اور ذکر اللہ اور درس علم نہیں کریں گے۔

اولادِ آدم کا ایک بڑا گروہ شیطان نے اپنے قبضے میں کرلیا ہے دیکھو کہ غیر خدا کے پجاری یعنی مشرکین وکفار یہود ونصاریٰ ومجوس وغیرہ کا کتنا بڑا گروہ رب تعالیٰ کے دین واحکام سے روگرداں ہوکر ابلیس لعین کی اتباع میں مشغول ہے اور باوجود اس کے وہ اپنے کو صحیح اور حق راستے پر سمجھتے ہیں ان کا یہ خیال ہرگز ہرگز صحیح نہیں۔ وہ ضرور ابلیس لعین

کی راہ پر چل رہے ہیں۔ اس لعین نے ان مذکورہ گروہوں پر تو پورا قبضہ کر ہی لیا ان کے دلوں میں دین حق کی طرف سے ایسی نفرت ڈالی کہ انہوں نے دین حق کو قبول ہی نہیں کیا۔ اس پاکیزہ دین کی طرف سے اندھے بہرے گونگے ہوکر رہ گئے پھر اس لعین کو فکر ہوئی کہ جن لوگوں نے اس دین پاک کو قبول کرلیا او رکلمۂ حق پڑھ کر مشرف باسلام ہوگئے ہیں ان کو کس طرح راہ حق سے ہٹاکر گمراہ کیا جائے ان کے عقائد واعمال خراب کرنے کے لئے اس نے طرح طرح کے جال اور حیلے بنائے یہاں تک کہ ہر شخص کو اس کے مناسب حال جال میں پھانسنے کی کوشش کی مدعیان علم کے لئے ان کے مناسب حال اور عوام کے لئے ان کے مناسب حال دام تزویز بناکر ان کو گمراہ کرنے کی کوشش کی نعوذ باللہ من شرورہٖ مدّعیان علم حب دنیا وحب جاہ میں مبتلا ہوکر راہ حق سے غافل ہوگئے۔ عوام کالانعام تو علوم شرعیہ سے دور تھے ہی۔ پھر ان علماء وطالبان دنیا وطالبان جاہ کے فریب نے بمقتضائے ظلمات بعضہا فوق بعض کے پردوں میں چھپاکر راہ حق سے دور کردیا۔ اور ظاہری لسانی وزبان درازیوں کے گورکھ دھندوں میں مبتلا کرکے سچی اور سلامتی کی راہ حق سے الگ کردیا۔ امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہٗ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

ان اخوف ما اخاف علیٰ امتی یعنی مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ اندیشہ

كل منافق عليم اللسان — ہر اس شخص کا ہے جو دل کا منافق اور زبان کا مولوی ہو۔

حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ويل لامتي من علماء السوء — میری امت کی خرابی ہے برے علماء سے

ایسے علماء سے جو قوم کے پیشوا کہلا کر، قوم کو گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں احادیث شریفہ میں بکثرت مذمتیں بیان فرمائی گئی ہیں۔

امام ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ کے شروع میں جامع خطیب بغدادی سے ایک حدیث بیان کی جسکے الفاظ یہ ہیں۔

اذا ظهرت الفتن او قال البدع وسب اصحابي فليظهر العالم علمه، فمن لم يفعل ذالك فعليه لعنة الله والملئكة والناس اجمعين لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا۔

یعنی جب فتنے ظاہر ہوں یا بدعات کا ظہور ہو اور میرے اصحاب کو برا کہا جائے تو عالم کو ضروری ہے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے یعنی ان فتنوں اور گمراہیوں کا حتی الوسع صاف صاف رد کر دے اور جو ایسا نہ کرے گا تو اس پر اللہ تعالی اور سب فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہو گی اللہ تعالی نہ اس کے فرض قبول کرے گا نہ نفل

عزیزو! غور کرنے کا مقام ہے فتنوں کے ظہور کے وقت عالم پر ضروری ہے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے اور گمراہیوں اور فتنوں کا رد کرے ورنہ اس پر لعنت اور فرض و نفل کے نامقبول ہونے کی وعید

فرمائی جا رہی ہے اس پر فتن دور میں طرح طرح کے فتنے رونما ہیں۔

اللهم احفظنا من جميع الفتن والمحن برحمتك وبفضلك يا ذو المنن۔ اس وقت جہاں اور فتنے پھیلے ہوئے ہیں وہاں عوام میں یہ فتنہ بھی پھیلا ہوا ہے۔ مسلمانوں کو کافر اور مرتد قرار دینا یہ ایک ایسی عام وبا پھیلی ہے کہ وہ لوگ جو ضروریات دین اسلام سے بھی واقف نہیں بلکہ مسائل ضروریہ معمولی کی بھی خبر نہیں رکھتے مگر دوسرے مسلمان کو کافر و مرتد کہنے میں بے باک ہیں حالانکہ شریعت مطہرہ نے کافر کہنے کے بارے میں بڑی احتیاط کا حکم دیا ہے۔ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ کسی کو کافر کہنے کا تیر خالی نہ جائے گا اس کا نشانہ دو میں سے ایک ضرور بنے گا یعنی جس کو کافر کہا گیا ہے اگر وہ واقعی کافر ہے تو وہ ہی اس کی زد میں آئے گا اور اگر وہ ایسا نہیں ہے تو کہنے والا اس کی زد میں آئے گا یعنی کافر کہنے والا خود کافر ہو جائیگا۔

یہی وجہ ہے ائمہ دین و علماء کاملین نے اس باب میں نہایت بہت احتیاط کی اور عام مسلمانوں کو بھی احتیاط کا حکم دیا یہاں تک کہ ارشاد فرمایا جب تک کسی کا کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اس وقت تک کافر نہ کہا جائے۔ کسی مسلمان کے کلام میں اگر ادنی سے ادنی درجہ کا پہلو اسلام کے لیے نکلتا ہو تو اس ادنی درجہ کے پہلو کو ملحوظ رکھ کر کافر نہ کہا جائے۔

انشاء اللہ الکریم اسی رسالے میں آگے ہم اس مسئلہ پر تفصیل سے کلام کریں گے۔

اکابر علماء دیوبند یعنی مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مرحومین پر حسام الحرمین

میں جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی مرحوم نے کافر و مرتد ہونے کے احکام لگائے ہیں انہوں نے یہ احکام اپنی ذاتی انفرادی رائے سے بیان کئے ہیں یعنی ان مذکورہ حضرات کی عبارات کا کفری مطلب جو انہوں نے بیان کیا ہے ان عبارات کا وہ کفری مطلب ان کی اپنی ذاتی رائے ہے جس کے ساتھ سرزمین ہند کے علماء ہمعصران کے ہم مسلک بھی متفق نہیں ہیں ان عبارات کا جو مطلب فاضل بریلوی نے مقرر کیا ہے۔ وہ مضمون یقیناً کفر ہے مگر ان عبارات کا حقیقتاً وہ مطلب ہی نہیں ان علماء ہمعصر نے تقریراً و تحریراً اس بات کو صاف صاف بیان کر لیا اور جن صاحبان کی وہ عبارات ہیں انہوں نے بھی صاف صاف کفری مضمون سے انکار مع تبری و تحاشی کر دیا مگر اتباع فاضل بریلوی کی وہی رٹ ہے کہ فاضل بریلوی نے حسام الحرمین میں جو ان عبارات کا مطلب بیان کیا ہے اور جو احکام کفر و ارتداد حضرات مذکورین اکابر علمائے دیوبند کیلئے بنائے ہیں وہ بلا شبہ ہیں۔ قطعی ہیں اجماعی ہیں یہاں تک کہ جو حسام الحرمین احکام اور مضامین میں شک کرے یا تامل کرے یا توقف کرے یا کف لسان کرے وہ بھی کافر ہے مرتد ہے اس زبردستی کو ملاحظہ کیجئے۔

متکلم خود اپنے کلام کا مطلب بتا رہا ہے وہ بھی صحیح نہیں اور نیز اس کفری مضمون سے تبری و تحاشی کر رہا ہے وہ بھی صحیح نہیں اور علماء کرام جو حسام الحرمین کی موافقت نہیں کرتے ہیں وہ بھی صحیح نہیں بلکہ یہ سب کافر و مرتد ہیں۔

مسلمانوں خدارا انصاف تو کرو ان کے ہذیانی اقوال پر غور تو کرو کیا حسام الحرمین کوئی آسمانی کتاب ہے جس کے مضامین میں شک

کرنیوالا کافر ہو جائے گا۔ آسمانی کتابیں جن میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں تو وہ ہیں جو انبیاء و رسل پر اتریں کیا حسام الحرمین کو انکی برابر سمجھتے ہو کہ جمیں شک کرنے والے کو کافر و مرتد بتا رہے ہو۔ خدارا الیوم الحساب کا تو خوف کرو اور روز جزا کی فکر کرو آخر حسام الحرمین کے بیان کردہ مضامین و مطالب میں قطعیت کہاں سے آگئی وہ تو ایک عالم کی انفرادی رائے ہے۔

مجتہدان کرام حضرت امام ابوحنیفہ و امام شافعی و امام مالک و امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ علیہم جن کے مقامات عالیہ علمیہ و عملیہ و شان اجتہاد پر تمام امت کا اجماع ہو چکا ہے ان حضرات کے اقوال اجتہادیہ کو تو قطعی نہیں کہہ سکتے اور نہ وہ واقعی درجہ قطعیت ہی میں ہیں مگر فاضل بریلوی کا فتویٰ حسام الحرمین قطعی اجماعی ہے مولوی اشرف علی صاحب مرحوم کی عبارت حفظ الایمان و مولوی خلیل احمد صاحب مرحوم کی براہین قاطعہ کی عبارات اور مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم کی تحذیر الناس کی عبارت کا جو مطلب فاضل بریلوی مرحوم نے سمجھا اور اس پر جو احکام بتائے کیا ان کے ہمعصر علماء اور ہندوستان کے اہل علم جو ہندوستانی زبان و محاورات اور طرز کلام کو نہ پہنچانتے تھے۔ اور علوم شرعیہ کے عالم اور مدرس مسلم نہ تھے مذہباً سنی حنفی نہ تھے کیا وہ حضرات ان حسام الحرمین مضامین و احکام سے متفق ہو گئے تھے۔

انشاء المولیٰ تعالیٰ اسی رسالے میں آگے ہم اس پر بھی تفصیل سے کلام کریں گے جن علماء ہندوستان کو مضامین و احکام حسام الحرمین سے اتفاق نہیں ہے ان میں مولانا ارشاد حسین صاحب مرحوم رامپوری۔ و مولانا سلامت اللہ صاحب مرحوم رامپوری و مولانا عبدالغفار خاں صاحب مرحوم رام پوری و مولانا کرامت اللہ صاحب مرحوم رام پوری و مولانا نذیر احمد خاں صاحب و مولانا عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی و مولانا عبدالقادر صاحب مرحوم بدایونی و مولانا نذیر احمد

خانصاحب مرحوم مدرس مدرسہ طیبہ احمد آباد (گجرات) مؤدوادل براہین قاطعہ و مولانا محمد علی صاحب مونگیری بھی ہیں ان حضرات کے تحریری ثبوت ہمارے پاس موجود ہیں۔

انشاء اللہ الکریم آگے چل کر بیان کریں گے ایسی صورت میں ان حضرات نے علماء دیوبند کی تکفیر سے صرف کف لسان ہی نہیں کیا بلکہ ان کو مسلمان اور عالم دین مانا کیا ایسی صورت میں یہ علماء کافر و مرتد ہو گئے نعوذ باللہ منہ۔

ان کا یعنی اتباع فاضل بریلوی کا مفروضہ فارمولا ہے جو علماء دیوبند کے کافر جہنمی ہونے میں شک کرے یا توقف کرے یا تامل کرے یا کف لسان کرے وہ بھی کافر ہے اس فارمولے کے اعتبار سے عرب سے عجم تک لاکھوں کروڑوں مسلمان کافر ہو گئے نہ مدینہ منورہ کے امام و مؤذن و نمازی نہ مکہ معظمہ کے امام، موذن و نمازی و حجاج نہ مصر و بغداد کے علماء نہ یمن و افغانستان کے علماء و عوام نہ ہندوستان کے اہل علم مسلمان رہے نہ ان کے نکاح رہے نہ بیعت کہ ان کے نزدیک وہ سب اسلام سے خارج ہیں اور کافر و مرتد ہو گئے۔

مفروضہ فارمولا یہ اعلان کر رہا ہے کہ جو شخص دیوبند کے اکابر علماء کے کافر اور جہنمی ہونے میں شک بھی کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

لہذا فقیر کا موقف بفضلہ تعالیٰ بعد تحقیق صحیح کے اکابر علماء دیوبند یعنی مولوی اشرف علی صاحب مرحوم و مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم وغیرہ کے بارے میں یہ ہے کہ فقیر ان کو کافر و مرتد کہنے کے سخت خلاف ہے کیونکہ امر محقق یہی ہے۔ پھر یوم قیامت کے ہولناک حالات کا اندیشہ

اور اپنے دین و ایمان کا تحفظ اور حساب کے دن کی سہولت اسی ہی میں ہے احادیث صحیحہ میں فرمایا گیا ہے کہ اس نشانہ کی زد میں دو میں سے ایک ضرور آئے گا۔ یا وہ جس کو کہا گیا یا جس نے کہا۔

عبارات علماء دیوبند کا جو مطلب حسام الحرمین میں مقرر کیا گیا ہے وہ نہ خود مصنفین کے نزدیک صحیح ہے نہ اور ہندوستان کے اہل علم و دانش کے نزدیک مسلم ہے نہ ہماری سمجھ میں آتا ہے۔

تو پھر وہ مضمون مفروضہ کیسے قطعی ہو۔ قطعی تو بلاشک و شبہ متفق علیہ ہوتا ہے۔ فاضل بریلوی کے ہمعصر علماء مشہورین تک کو مضمون مسلم نہیں کیا قطعی ایک عالم کی ذاتی انفرادی رائے ہوتی ہے مجتہدین امت یعنی ائمہ اربعہ رحمہم اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی ایک کی اجتہادی انفرادی رائے کو تو قطعی نہیں کہہ سکتے نہ کسی عالم نے اس کو قطعی قرار دیا ہے۔

ائمہ کرام و محققین کا ارشاد ہے۔

المجتہد قد یخطی و قد یصیب۔ یعنی اجتہادیات میں مجتہد کبھی مخطی ہوتا ہے کبھی مصیب۔

فاضل بریلوی تو ان مجتہدین کرام کے برابر تو کیا ان کے شاگرد دان شاگرد کی برابر بھی نہ تھے پھر ان کی ذاتی رائے کو قطعی قرار دینا سراسر مسلمات شرعیہ کو منہدم کرنا ہے اور شریعت مطہرہ میں ایک نئی فتنہ گری ہے۔

پیارے عزیزو اپنے دین و ایمان کی حفاظت کرو مسلمان کو کافر کہنے میں اپنے دین و ایمان کا بڑا خطرہ ہے اس دن کے عذاب سے ڈرو جس دن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ جس دن آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی جس دن اپنا بھی کوئی مددگار نہ ہوگا اپنے سے اپنے بے تعلق ہو جائیں گے

مال و اولاد کچھ کام نہ آئیں گے ماں باپ دور بھاگیں گے اللہ تعالیٰ کی
رحمت سے اسلام وایمان اور ایمانی رشتے کام آئیں گے انصاف کرو
کیا ایمان و اسلام کا تحفظ اس میں ہے کہ لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کو کافر
ومرتد بنایا جائے جن میں بکثرت ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے کلمۂ توحید
پر ایمان لائے ہوئے ہیں اور احکام شرع کے پابند کسی ضروریات دین
کے منکر نہیں یعنی مومن ہیں۔ محض اپنے تخمینہ یا کسی کی تقلید سے ان سب کے
لئے احکام کفر وارتداد نافذ کئے جائیں۔

مسلمانوں قیامت کے دن اپنے ذاتی اعمال کا حساب دینا انسان کو
کیا کم تکلیف دہ ہوگا جو کروڑوں مسلمانوں کو کافر و مرتد کہہ کر ان کے حساب کا
بار اپنے سر پر لیا جائے جب کہ علماء کرام کی کثیر تعداد علماء دیوبند کی تکفیر سے
متفق نہیں چنانچہ علماء فرنگی محلی لکھنؤ و علماء رام پور و علی گڑھ و پھلواری شریف
و بدایوں حالانکہ اکثر اختلافی مسائل میں یہ حضرات فاضل بریلوی کے ہمنوا
ہیں مگر اس مسئلہ تکفیر میں یہ حضرات متفق نہیں ہیں جیسا کہ ان کی تحریرات
و زبانی بیانات سے ظاہر ہے ان حضرات کو مدنظر رکھتے ہوئے صحیح
اور حق راہ ہے بغیر دلیل شرعی کی بنا پر
توقف و کف لسان کرنے والے پر حکم کفر لگانا سراسر خلاف شریعت
اور اپنے دین وایمان پر سخت حملہ کرنا ہے مولیٰ تعالیٰ ہر مسلمان کو
توبہ صحیحہ اور استقامت علی الدین کی دولت سے مالا مال فرمائے۔
آمین۔ بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

اس وقت ہمارے سامنے ایک کتابچہ ہے جس کا نام
"ظلماً شرعی فیصلہ،، رکھا گیا ہے۔ درحقیقت یہ فرضی فیصلہ ہے۔

جو اپنی دروغ بافی اور کذب بیانی میں اپنی نظیر آپ ہی ہے کیا ان
لوگوں کے نزدیک لعنۃ اللہ علی الکاذبین آیت قرآنی نہیں ہے۔ کیا
جھوٹ بولنا اور لکھنا حلال ہے کیا ان کو موت اور یوم الحساب کا خوف نہیں
جو اس قدر جھوٹ کے انبار لگائے کہ مولیٰ تعالیٰ ہر اہل ایمان کو ایسی حرکات
نازیبا سے محفوظ رکھے۔

الغرض عوام کی فریب دہی کے لئے جھوٹ بولنے اور اتہام وبہتان
میں کچھ کمی نہیں کی گئی کیا اس کتابچہ کے مصدقین حلف شرعی سے کہہ سکتے ہیں
کہ اس کتابچہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے اور اس میں صریحا جھوٹ
اور کذب نہیں بولا گیا۔

اب اس سے ان حضرات کی دین و دیانت کا خوب پتہ چل گیا۔
فقیر کے کف لسان کی ابتداء یوں ہوئی کہ فقیر قصبہ سہسوان ضلع بدایوں
میں مقیم تھا وہاں بعض لوگوں نے یہ کہا کہ جب دیوبندی کافر و مرتد ہیں تو ان
سے سود لینا بھی جائز ہے۔ فقیر نے کہا کہ دیوبند والوں کو تم ہی تو کافر کہتے
ہو کیا تمام دنیائے اسلام ان کو کافر مانتی ہے۔ اس پر فقیر کے احباب میں
سے ایک صاحب "بسط البنان" (مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مرحوم)
لائے انہوں نے فقیر کو دکھائی اور کہا کہ اس میں تو اس عقیدہ کفریہ کا خود
شدت سے انکار کر رہے ہیں بلکہ اس عقیدہ پر خود حکم کفر لگا رہے ہیں۔ اور
عبارت حفظ الایمان کا مطلب بھی بتاتے ہیں اور حسام الحرمین کے
بیان کردہ مطلب سے تبری و تحاشی کر رہے ہیں۔ فقیر اس وقت حیرت
میں ہو گیا اس سے قبل نہ یہ کتاب دیکھی تھی نہ ان چیزوں کی طرف توجہ
سے خیال کیا تھا اب تک ذہنی خیال تھا کہ حضرات علماء دیوبند

صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسا ایسا کہتے ہیں اور اب اس کے خلاف سامنے آیا پھر مولوی خلیل احمد صاحب مرحوم سہارنپوری کا فتویٰ نظر سے گزرا جس میں انہوں نے حسام الحرمین کے بیان کردہ مضامین سے سختی کے ساتھ بیزاری اور بے تعلقی کا اظہار کیا اور صاف لکھا کہ جس کا ایسا خیال یا عقیدہ ہو اس کو مردود کافر ملعون سمجھتا ہوں پھر بعض اور تحریریں بھی نظر سے گزریں جن کے دیکھنے کے بعد فقیر نے یہ فیصلہ کیا کہ ان حضرات کا ایسا عقیدہ بتانا غلط ہے ان کا یہ عقیدہ نہیں پھر دیگر علماء کرام کے زبانی اور تحریری بیانات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان حضرات اکابر دیوبند کے بارے میں کف لسان ہی کو دین و ایمان کے تحفظ کے لئے ضروری قرار دیا۔

اس کتابچہ میں اصل و صحیح واقعہ کو فریب دہی کے لئے چھپا دیا گیا اور غلط و بے بنیاد باتوں کو ملا دیا گیا۔ یہ تیسرے بار کی گفتگو تھی اس سے قبل دو بار اس مسئلے پر گفتگو ہو چکی تھی پہلی گفتگو میں مولوی حبیب الرحمن صاحب کنگلی و مولوی لطف اللہ صاحب وغیرہ موجود تھے جو کا سگنج میں ایک مختصر وقت میں ہوئی تھی جس پر مولوی صاحب مذکور نے فقیر سے سوال کیا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت حفظ الایمان اور شرح مواقف" کی عبارت کا ایک ہی معنیٰ بتایا ہے۔ فقیر نے اسکا جواب دیا کہ یہ بالکل غلط ہے نہ میں نے کبھی یہ کہا نہ دعویٰ کیا کہ عبارت حفظ الایمان و عبارت شرح مواقف کا ایک ہی مطلب ہے یہ فقیر پر بہتان ہے

پھر علماء بدایوں کی تکفیر کا ذکر ہوا تو انہوں نے علماء بدایوں کا کفر لزومی تسلیم کیا فقیر کے پاس "سد الفرار" موجود تھا دکھایا کہ مولانا عبد المقتدر صاحب مرحوم پر یہ پانچ حکم جو لگائے گئے ہیں یہ کفر

لزومی کے ہیں یا التزامی کے پھر صاف یہ لکھا ہے کہ برادرم پر کم از کم بلا شبہ بالاجماع پانچ حکم لازم ہوئے کیا بلا شبہ بالاجماع کفر لزومی ہوتا ہے یا التزامی الغرض کوئی ممکن جواب نہ دے سکے۔

مسلمانوں ذرا غور تو کرو اگر بقول مولوی حبیب الرحمن صاحب کے مولانا عبد المقتدر صاحب علیہ الرحمۃ پر کفر لزومی ہی فرض کر لیا جائے۔ تب بھی تو مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کا اور ان کا حکم آپ کے نزدیک ایک ہی ہو گیا کیونکہ فاضل بریلوی نے مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کے کفر کو لزوم کفر مانا ہے تب ہی تو بر بنائے مذہب متکلمین سکوت اختیار کیا ہے بلکہ مسلمان مانا ہے۔

اب ذرا غور کرنے کی بات ہے فاضل بریلوی کی تحریر شاہد ہے اور صریح ہے کہ مولانا عبد المقتدر صاحب علیہ الرحمۃ اور تمام علماء مدرسہ قادریہ جن کو مدرسہ خرما کہہ کر کلام فرمایا ہے سب پر حکم کفر و ارتداد قطعی دیا ہے مگر جان چرا کر کفر لزومی مان رہے ہیں اس سے بھی تو ان کی جان نہیں بچتی کہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی اور علماء بدایوں ایک ہی حکم میں ان کے نزدیک ہو گئے۔ انشاء اللہ اس مضمون پر بھی اس رسالہ میں ہم قدرے تفصیل سے کلام کریں گے۔ اس گفتگو میں فقیر سے ایک تحریر بھی لی گئی تھی۔ جس میں حسام الحرمین نے جو علماء دیوبند پر احکام کفر و ارتداد بتائے ہیں ان کے بارے میں سوال کیا گیا تھا فقیر نے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے لکھ دیا کہ جس طور سے حسام الحرمین میں احکام کفر بتلائے گئے ہیں وہ صحیح و درست ہیں۔ اس عبارت کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ ان کی عبارات کا جو مطلب حسام الحرمین میں بیان کیا گیا ہے۔ اس پر جو احکام بتلائے گئے ہیں وہ صحیح و درست ہیں۔ ہمیں اس مضمون خبیث کے جس کو حسام الحرمین

میں ظاہر کیا گیا ہے کفر ہونے میں کوئی شک نہیں اور اس مضمون کے اعتبار سے جو احکام بتائے گئے ہیں وہ بھی صحیح ہیں۔ یہ تو ہم ہمیشہ سے کہتے ہیں اور اب بھی یہی کہتے ہیں اب ہم کو جو کلام ہے تو اس میں ہے کہ آیا ان عبارات کا یہ ہی مضمون ہے یا نہیں اگر یہ مضمون متعین ہو تو پھر کفر میں کیا شک ہو سکتا ہے کسی مسلمان کو بھی اس کے کفر ہونے میں تردد نہیں ہو سکتا مگر یہ مضمون خبیث کلام کے سیاق و سباق و قرائن صحیحہ و الفاظ عبارت کے خلاف ثابت ہو رہا ہے اس پر بھی کچھ کلام مختصراً اس رسالہ میں ہم کریں گے۔

دوسری مرتبہ پھر اس ہی گفتگو کے لئے قاضی شمس الدین صاحب مرحوم اور مفتی رضوان الرحمٰن صاحب و مولوی غلام محمد صاحب ناگپوری بدایوں میں تشریف لائے یہ گفتگو مسجد جعفری میں ہوئی۔ اس میں بھی مختصر سا کلام ہوا اس گفتگو کی مولوی رضوان الرحمٰن صاحب نے ابتدا فرمائی جس میں انہوں نے وہی اکابر دیوبند کی تکفیر کا مسئلہ رکھا جس کا جواب ان کو فوراً ہی دے دیا گیا اس کے بعد انہوں نے اس گفتگو کو قاضی شمس الدین صاحب مرحوم کے حوالے کر دیا کہ اس پر گفتگو قاضی صاحب کریں گے چنانچہ قاضی صاحب نے جب یہ گفتگو شروع کی فقیر نے ان سے سوال کیا کہ فرعون جیسا شخص جس کے حالت کفر میں غرق ہو جانے پر اُمت کا اجماع ہے اس کو جو شخص مسلمان ہو کر غرق ہونا ثابت کر دے اور پھر اس کے لئے یہ حکم بتائے کہ فرعون دنیا سے پاک و صاف مومن و مسلم بن کر نکلا ہے اس کے لئے آپ کیا حکم لگاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کس نے کہا ہے فقیر نے کہا شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنی کتاب ”فصوص الحکم“ میں تصریح فرمائی اور مولانا جامی اور علامہ جلال الدین دوانی بھی اسی کی تائید کرتے ہیں قاضی صاحب نے کہا کہ یہ قول شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں ہے میرے پاس

ایک شرح ہے اس میں ایسا ہی لکھا ہے فقیر نے جواب دیا علامہ علی قاری شرح فقہ اکبر میں اور شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی تکمیل الایمان میں اور علامہ بحر العلوم لکھنوی شرح فقہ اکبر میں پرزور طریقے سے اس کو مان رہے ہیں کہ یہ قول حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا ہی ہے حتیٰ کہ علامہ شامی نے رد المحتار شرح در مختار میں بھی اسی کو مسلم رکھا ہے اتنے علماء متبحرین کی تصریحات کے بعد بھی آپ کی غیر معروف مجہول شرح کا قول کیسے مسلم ہو سکتا ہے قاضی صاحب نے اس بات کو کاٹکر گفتگو کا رُخ بدلا یعنی جواب دینے کی جگہ فاضل بریلوی کا ذکر چھیڑ دیا کہ وہ مفتی مسلم تھے فقیر نے ان سے یہ سوال کیا کہ یہ فرمادیجئے کہ فاضل بریلوی صاحب کا طبقہ فقہا کے طبقات سبعہ میں سے کون سا طبقہ تھا۔ ان سات طبقوں کی تصریح در مختار و رد المحتار و طحطاوی علی الدر المختار وغیرہ کتب معتبرہ میں موجود ہے لہٰذا فاضل بریلوی کیلئے طبقہ مقرر فرمادیجئے۔ قاضی صاحب چراغ پا ہو کر عجلت سے یہ کہہ گئے کہ اصحاب ترجیح میں تھے۔ فقیر نے کہا صاحب در مختار و صاحب وقایہ و صاحب کنز الدقائق مفتی الجن والانس سے اونچے درجے میں تھے کیونکہ اصحاب ترجیح میں صاحب ہدایہ و امام بن الہمام کو علما نے فرمایا ہے۔ اصحاب متون صاحب وقایہ و مفتی الجن والانس صاحب کنز الدقائق وغیرہ کو اصحاب تصحیح میں فرمایا ہے اور صاحب در مختار علیہ الرحمۃ الغفار تو خود اپنے کو طبقہ سابعہ مقلدان محض میں فرما رہے ہیں اس پر قاضی صاحب چراغ پا ہو گئے۔ کوئی جواب ممکن نہ دے سکے۔ بلکہ یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم مناظرہ کے لئے نہیں آئے تھے بلکہ صرف ملاقات کرنے اور دو چار باتیں کرنے کیلئے آئے تھے۔

اس کے بعد مولوی رضوان الرحمٰن صاحب نے فقیر سے یہ سوال کیا کہ سید محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو اکابر دیوبند کو کافر کہا کرتے تھے اور آپ نہیں کہتے آپ کا سلسلۂ بیعت ان سے قائم رہا یا نہیں۔ فقیر نے ان کو یہ جواب دیا کہ اگر مسئلۂ تکفیر پر پیری مریدی کا دار و مدار ہے تو فرمائیے یزید کو امام احمد بن حنبل کافر فرماتے ہیں۔ یزید کے قطعی کافر ہونے پر ان کا فتویٰ ہے کما قال القاری اور حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلد ہیں ظاہر کہ غوث اعظم اپنے امام مذہب کے خلاف تو تھے ہی نہیں وہ بھی یزید کو کافر کہتے تھے پھر فاضل بریلوی اور آپ لوگ اور علماء محققین باوجود قادری ہونے کے یزید کو کافر کیوں نہیں کہتے اس بارے میں کیوں سکوت اور کف لسان کرتے ہیں ان حضرات کی بیعت حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ سے قائم رہی یا نہیں۔ اگر ان حضرات کی بیعت رہی تو فقیر کی بھی رہی اور اگر ان کی اور آپ کی بیعت سلسلۂ عالیہ قادریہ میں نہیں رہی تو فقیر کے لئے بھی حکم لگا سکتے ہیں۔ انہوں نے دبے لفظوں میں یہ کہا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے سکوت کرتے ہیں فقیر نے کہا کہ اب تو ثابت ہو گیا کہ تکفیر مسلم کا مسئلہ فقہی ہے محل اختلاف ہے پھر کیوں آپ اتنا زور دیتے ہیں۔

جب آپ امام اعظم اور امام احمد بن حنبل کا یزید کی تکفیر کے بارے میں اختلاف مان رہے ہیں تو ثابت ہوا کہ یہ مسئلہ سلف میں مختلف فیہ رہا جس کو تحقیق ہو گئی اس نے تکفیر کر دی جس کو نہ ہوئی اس نے نہ کی پھر کیوں شور و شر مچاتے پھرتے ہو ہر اہل تحقیق اپنی تحقیق کے مطابق حکم دیگا کسی کو کسی پر اعتراض کا حق نہیں کیا فاضل بریلوی کا فتویٰ امام احمد ابن حنبل کے

کے فتوے کے برابر ہو سکتا ہے مقلدان امام احمد ابن حنبل میں ایسی ایسی ہستیاں ہیں کہ فاضل بریلوی ان کی غلامی پر ناز کرتے ہیں مثلاً حضور پیران پیر سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ متعلدین امام احمد ابن حنبل سے ہیں جن کے مناقب و مدائح میں فاضل بریلوی مرحوم نے متعدد قصائد تحریر کئے ہیں چنانچہ ایک شعر منقبت شریفہ میں یہ بھی ہے۔

ترک نسبت گفتم از من لقلم محی الدین مخواہ
زانکہ در دین رضا ہم دین و ہم ایمان توئی

یعنی رضا کے دین میں دین و ایمان آپ ہی ہیں۔

مادرم باشد کنیز تو پدر باشد غلام۔
از اب و جد بندہ ام آقائے خان دماتوئی

یعنی میری والدہ آپ کی باندی اور میرے والد آپکے غلام اپنے باپ دادا سے آپ کا غلام ہوں میرے خاندان بھر کے آپ ہی آقا ہیں

غور کیجئے مدح و منقبت میں فاضل بریلوی یہ خود عرض کر رہے ہیں پھر ان کے خلاف مسئلۂ تکفیر یزید میں کف لسان کیوں کیا۔ اصل بات یہ ہے کہ مسئلہ تقلیدی نہیں ہے دار و مدار اس کا تحقیق پر ہے یہی وجہ ہے کہ امام محمد غزالی اور امام فخر الدین رازی یزید کو مسلمان ثابت کرتے ہیں اور لعنت اور تکفیر کو منع کرتے ہیں۔

الغرض یزید کے بارے میں ہمارے اکابر اہل سنت کے تین گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ اس کو کافر قطعی مانتا ہے دوسرا گروہ توقف و کف لسان کا عامل ہے تیسرا گروہ اس کو مسلمان قطعی مانتا ہے اور یہ تینوں اہل حق ہیں اہلسنت ہیں ان میں سے کسی کو نشانۂ ملامت نہیں بنا سکتے۔ پھر مسائل کفر و اسلام میں شیوخ و مرشدین کا بھی اتباع نہیں ہے بلکہ ائمہ

ہدیٰ اہلسنت وجماعت کا اتباع کیا جائے گا حضرت شیخ محقق دہلوی نے تکمیل الایمان میں صراحۃً یہی فرمایا ہے یہاں تک تو دو بار کی گفتگو کا مختصر نقشہ ہے۔

کچھ عرصہ کے بعد تیسری مرتبہ پھر شور شغب مچایا گیا جس کا مختصر نقشہ یہ ہے کہ چند نوعمر کم علم اطفال کو اکٹھا کر کے بدایوں لایا گیا۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ان لوگوں نے بدایوں جمع ہونے سے قبل بریلی میں ایک مخصوص میٹنگ کی جس میں طے کیا کہ ہمارے بچاؤ کی صرف ایک صورت یہی ہے کہ ہم لوگ حسب عادت خوب شور وغل مچا دیں اور عوام کی فریب دہی کے لئے فتوی کفر ضرور لگا دینا چاہیئے۔ کیونکہ جانتے تھے کسی حق بات کا جواب تو ہو نہیں سکتا عوام کی فریب دہی کا ایک یہی طریقہ ہے کہ ان (مولوی خلیل احمد) پر کفر کا فتوی دیدیا جائے اگر ایسا نہ کیا گیا تو عوام میں ہماری کوئی قدر وقیمت باقی نہیں رہیگی سچائی اور حقانیت اور خوف خداوند ذوالجلال تو ان سے کوسوں دور ہو چکا ہے دنیا کا نام و دنیا کے فائدے کے طالب ہیں سنا گیا ہے کہ اس جماعت میں مولوی شریف الحق صاحب بھی آئے تھے مگر فقیر کے سامنے نہیں پڑے۔ مولوی حشمت علی مرحوم کا لڑکا مولوی مشاہد رضا خاں اور مولوی غلام محمد ناگپوری اور مولوی امجد علی صاحب مرحوم کا لڑکا مولوی ضیاء المصطفیٰ۔ اور مولوی اختر رضا خاں ولد مولانا جیلانی میاں مرحوم آئے تھے ان کے علاوہ اور بھی کچھ اطفال لائے گئے تھے جن سب کی تعداد اٹھارہ کی بتائی جاتی ہے واللہ اعلم۔ جب یہ لوگ بدایوں میں پہونچ گئے تو فقیر کے پاس ایک تحریر پہونچی اس سے

قبل بھی مولوی غلام محمد ناگپوری کی تحریریں تیاری مناظرہ کی آچکی تھیں۔ فقیر نے ان کے پاس ایک تحریر جو چند سوالات ضروریہ پر مشتمل تھی بھیجی وہ سوالات حسب ذیل تھے۔

مبادی مُناظرہ

۱- اہل سنت وجماعت کی جامع ومانع تعریف بیان کیجئے ؟

۲- اہل قبلہ اور اہل لا الٰہ الا اللہ کا ایک ہی مطلب ہے یا الگ الگ اگر ایک ہی مطلب ہے تو کیا ہے الگ الگ ہے تو کیا ہے۔؟

۳- علماء کرام کے طبقات بعض نے پانچ بتائے ہیں اور بعض نے سات لہٰذا فاضل بریلوی کے متعلق صاف واضح کیجئے ان طبقات میں سے کون سے طبقے کے عالم تھے محسنین کے اعتبار سے کون سے طبقہ کے مسبعین کے اعتبار سے کونسے رتبہ کے

۴- وہابی اور دیوبندی کی الگ الگ جامع ومانع تعریف بیان کیجئے۔

۵- فقیر کا طریقہ جو آپ پر خوب واضح ہے یعنی اکابر دیوبند کے بارے میں کف لسان کرنا اس پر شرعاً کیا حکم لگتا ہے اس حکم کو دلیل شرعی سے ثابت کیا جائے۔

۶- وہ علماء جن کے نام نیچے لکھے جاتے ہیں ان کے بارے میں بتلائیے کہ یہ علماء آپ کے نزدیک مسلم ہیں یا غیر مسلم بصورت مسلمان یہ سنی ہیں

یا غیر سنی۔ علمائے فرنگی محل لکھنو میں مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی۔ مولانا عبدالباری صاحب و مولانا عتیق میاں صاحب۔ علماء رام پور میں مولانا سلامت اللہ صاحب و مولانا عبدالغفار خاں صاحب و مولانا کرامت اللہ خاں صاحب مولانا ارشاد حسین صاحب۔ مولانا خلیل اللہ خاں صاحب و مولانا عبدالبصیر میاں صاحب پیلی بھیت و مولانا نذیر احمد صاحب۔ احمد آباد گجرات، علماء بدایوں۔ مولانا عبدالقادر صاحب۔ مولانا عبدالمقتدر صاحب۔ مولانا عبدالقدیر صاحب۔ و مولانا محب احمد صاحب و مولانا حبیب الرحمن صاحب سابق مفتی مدرسہ قادریہ بدایوں رحمہم اللہ تعالیٰ

ان حضرات کے بارے میں آپ کا لاعلمی ظاہر کرنا کافی نہ ہوگا۔ کیونکہ ان میں اکثر کے ذکر فاضل بریلوی کے رسائل میں موجود ہیں یہ بھی وہ تحریر جو بطریق مبادی مناظرہ (بعنوان وہ امور جنکا مباحثہ سے قبل صاف ہونا ضروری ہے)

عزیزان گرامی یہ سوالات تھے جو فقیر نے ان کو بھیجے تھے مگر اس کے جواب میں ساری پارٹی کو سانپ سونگھ گیا جب درمیانی لوگوں نے بار بار تقاضے کئے کہ ان سوالات کا جواب دیا جائے تو سنا گیا کہ مفتی حکائی شریف الحق صاحب نے فرمایا کہ ان سوالات کا جواب ہم نہیں دے سکتے اگر ہم ان کا جواب دیں گے تو ہمارے ہاتھ کٹ جائیں گے اس سے صاف صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ دھوکہ اور فریب کا جال پھیلانے کے لئے بدایوں تشریف لائے تھے کسی دینی مسئلہ پر گفتگو کرنے نہیں آئے تھے۔ افہام و تفہیم مقصود نہ تھا دینی احکام میں طلب حق ان کا مقصود نہیں ہے صرف عوام ناواقفین کو دام تزویر میں پھانسنا

ان کا مقصد ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بدایوں کے باشندے اہل علم و فہم اس دام تزویر کو سمجھ گئے غلام محمد ناگ پوری کی تحریریں ہمارے پاس موجود ہیں جس میں صاف طور پر مناظرے کی تیاری اور اس کے لوازمات کا ذکر ہے یہاں بدایوں پہونچکر حیلہ بنا نا بوجہ مصلحت اور دور اندیشی کے اور یہ کہا کہ ہم مناظرہ نہیں کرتے صرف آپس کی افہام و تفہیم کے لئے کچھ گفتگو ہوگی وہ بھی تنہائی میں۔

فقیر نے اس پر یہ کہا کہ اگر یہی چاہتے ہو تو کم از کم شہر بدایوں کے اہل علم و فہم حضرات کو ہی بلا لیا جائے یعنی مولوی اقبال حسین صاحب امام و خطیب جامع مسجد شمسی و صدر مدرس مدرسہ قادریہ اور مولوی محمد ابراہیم صاحب صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم اور سجادہ نشین درگاہ قادریہ مولوی حافظ سالم میاں صاحب تاکہ گفتگو کو یہ حضرات بھی سن لیں مگر وہ تو خوب جانتے تھے کہ ہم لوگ نہ کوئی جواب دے سکتے ہیں اور نہ دے سکیں گے۔ یہ حضرات آجائیں گے تو ہمیں عوام کو فریب دینے اور جھوٹ بولنے کا موقع کم ملے گا لہٰذا اس کو منظور نہ کیا منظور کیوں کرتے حق طلبی اگر ہوتی تو ضرور منظور کرتے وہاں تو مقصود ہی کذب بیانی اور عوام کو فریب دہی تھا۔

اس گفتگو میں فقیر نے اپنے مسلک یعنی علماء دیوبند کی تکفیر سے کف لسان کی تائید اور تشہید میں جو دلائل پیش کئے ان میں سے کسی بات کا کوئی مسکت جواب تو کیا دیتے من گھڑت اور جھوٹ اور ملاں آں باشد کہ چپ نشود کے نقشے دکھائے مثلاً فقیر نے سوال کیا تھا کہ فاضل بریلوی نے مولوی اسمٰعیل صاحب مرحوم دہلوی کے بارے میں

کف لسان کیوں کیا اس کے جواب میں یہ بڑی اڑائی کہ تقویۃ الایمان
کے متعلق یہ بات یقین کے ساتھ نہیں کہی جا سکتی کہ یہ کتاب مولوی
اسمٰعیل صاحب کی ہی ہے وہ کتاب لکھنے کے بعد یاغستان چلے
گئے اور یہ کہہ گئے تھے کہ میں واپسی کے بعد اس کتاب میں
ترمیم کردوں گا وہ وہاں جا کر انتقال کر گئے لوگوں نے اس کو چھپوا دیا۔
مسلمانوں اس من گھڑت سراپا کذب و افترا کو ملاحظہ فرمایئے
کہ جو چیز کبھی فاضل بریلوی کے بھی خواب و خیال میں نہ آئی مولوی نعیم الدین
صاحب مرادآبادی نے جو "تقویۃ الایمان" کے رد کے نام سے جو کتاب
لکھی ان کے بھی کبھی خیال میں نہ آئی۔ وہ ان فرزند ارجمند مولوی حشمت
علی صاحب کے دماغ میں سمائی جس کا سر نہ پیر بے پر کی اڑائی ہے
پھر فقیر نے سوال کیا کہ علماء دیوبند نے جب صریحاً انکار اور اس مضمون
خبیث سے تبری و تحاشی بیان کر دی اور اسی عبارت کا مطلب بھی
بتا دیا اس کے بعد فاضل بریلوی کی کوئی تحریر جو خاص ان ہی کی
ہو جس میں انہوں نے ان کے انکار اور تبری و تحاشی کے علم کا اقرار
کرتے ہوئے پھر بھی ان کیلئے حکم کفر و ارتداد باقی رہنے کو بیان کیا ہو
تو دکھایئے اس کے جواب میں "وقعات السنان" کو پیش کیا۔ فقیر نے کہا
میری شرط کے مطابق یہ رسالہ نہیں ہوا کیونکہ میری شرط تو یہ ہے
کہ فاضل بریلوی ہی کی تصنیف ہو کیونکہ کفر کا فتویٰ دینے والے وہ
ہی تو ہیں۔ یہ رسالہ تو مولوی مصطفیٰ رضا خانصاحب کا لکھا ہوا ہے
لہٰذا اس کو پیش کرنے سے کیا فائدہ خاص فاضل بریلوی کی تصنیف
دکھایئے میرے سوال کا جواب جب ہی ہوگا چنانچہ اس کے جواب

میں عاجز ہو گئے۔
الغرض مختصر یہ ہے کہ تجربہ سے ثابت ہوا کہ اس گروہ کا مقصد حق طلبی
نہیں صرف عوام کو پھانسنا ہے بے علم لوگوں کو فریب دینا ہے۔
فقیر کا مقصد الحمدللہ حق گوئی اور حق طلبی ہی رہا اور ہے اگر ان لوگوں میں
شمہ بھر بھی حق طلبی ہوتی تو فقیر کو اس کے شبہات و سوالات کا مسکن جواب کسی
مناسب صورت سے دیتے اور ان سوالات کو واضح طور پر حل کرتے یہ لوگ زبردستی
منوانا چاہتے ہیں یعنی سمجھ میں آئے یا نہ آئے قواعد علوم شرعیہ کے موافق ہو
یا مخالف ہماری بات مانو اور ہمارے مقلد بنو ورنہ فتوائے کفر ہے فاضل
بریلوی کی آنکھ بند کر کے تقلید کرو ورنہ نہ سنی نہ مسلمان یہ ہے ان کا مذہب
اور ایمان گویا شریعت مطہرہ محمدیہ علی صاحب الصلوٰۃ والسلام کے یہ لوگ
ٹھیکیدار ہیں کفر و اسلام کی سند ان کے قبضے میں ہے جنت و دوزخ کے
یہ مالک ہیں اپنی رائے سے جسے چاہیں جنتی بنا دیں جسے چاہیں دوزخی بنا دیں
علم دین یعنی قرآن حدیث و فقہ کوئی جانتا ہی نہیں صرف یہ ہی جانتے ہیں
ہندوستان کے تمام علماء کافر و بے دین ہیں ان کی تحریریں اور بیانات قابل
اعتبار و قابل قبول نہیں مولوی احمد رضا خانصاحب مرحوم نے جن کو کافر
لکھ دیا وہ تو قطعی کافر و جہنمی ہو چکا اس کے کافر و جہنمی ہونے میں جو شک
کرے وہ بھی کافر ہے۔
علماء بدایوں کے متعلق بھی یہی خیالات رکھتے ہیں مگر کھلم کھلا کہتے
ہوئے ڈرتے ہیں کہ قریب کا معاملہ ہے پھر ان کے بھی مریدین و معتقدین
کا گروہ ہے کسی خاص موقع پر اس کے کہنے سے چوکتے بھی نہیں ہیں
جیسا کہ ڈنڈوہ بزرگ ضلع فرخ آباد کے جلسہ کا ایک واقعہ سننے میں آیا

جس کو ہم سے غلام رضا سہسوانی ﷫ نے بیان کیا۔ واقعہ یوں ہے کہ ڈنڈوہ بزرگ میں ایک جلسہ سالانہ ہوتا ہے ایک سال کے جلسہ میں مولوی محمد حسین سنبھلی اور مولوی شاہد رضا خاں پیلی بھیتی موجود تھے مولوی محمد حسین سنبھلی نے اپنی تقریر میں مکن پور کے بزرگ شاہ مدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا اور ان کے اوصاف بیان کئے اس پر تقریر ختم ہونے کے بعد شاہد رضا خاں نے مولوی محمد حسین صاحب کو خوب آڑے ہاتھوں لیا اور کہا مکن پور کا جب نام لیا کرو بدیع الدین شاہ مدار کے بعد کے لوگوں کی مذمت بیان کیا کرو اسی طرح جب بدایوں کا ذکر کرو تو مولانا عبدالقادر صاحب کے بعد کے علماء کی مذمت کر دیا کرو کیونکہ عبدالمقتدر پر اعلیٰ حضرت نے فتویٰ کفر دیا ہے۔

القصہ اس تیسری بار کی گفتگو میں طرح طرح کے حیلہ سازی اور فریب دہی سے کام لیا فقیر نے علماء ہندوستان کا فتویٰ مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم کے بارے میں جو ۱۳۰۰ھ میں شائع ہوا جس میں مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی اور مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری۔ اور مولانا عبدالقادر صاحب بدایونی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہم کثیر علما کی تحریریں و مہریں اور دستخط ثبت ہیں پیش کیا جس کا نام (ابطال اغلاط قاسمیہ) ہے ان حضرات نے مولوی محمد قاسم صاحب کو نہ کافر کہا نہ مرتد نہ۔ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ کا حکم دیا ان حضرات کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں اس کے جواب سے عاجز و ناچار ہوگئے تو مولوی غلام محمد نے جن کے نام میں اور غلام احمد کے نام میں تھوڑا سا ہی فرق ہے اس کو دیکھ کر دھوکہ یہ دیا کہ اس کتاب میں مطبع کا نام تو ہے ہی نہیں صریح جھوٹ فریب دینے کے لئے کہدیا حالانکہ اس میں مطبع کا نام باریک قلم سے انگریزی میں لکھا ہوا

ہے مگر یہ ان کا ایک فریب تھا جو جان بچانے کیلئے دیا گیا تھا کیونکہ جواب کچھ تھا ہی نہیں یہی کہہ کر بات کو ٹال دیا اس ہی وجہ سے حضرات اہل علم کے موجود ہونے کو منظور نہ کیا تھا حالانکہ اس کتاب میں مطبع کا نام اور طباعت کے سن لکھے ہوئے ہیں بمبئی کے مطبع میں شائع ہوئی ہے جو صاحب چاہیں دیکھ سکتے ہیں ہمارے پاس موجود ہے سے

بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن۔

اس کتابچہ شرعی فیصلہ میں فرمان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق اذا حدث کذب کا نقشہ دکھا دیا اس سے قبل بھی ایک بہتان نامہ بنام اظہار حق شائع کیا گیا تھا جس کی بہتان بندی اور دروغ گوئی کا اظہار ایک اشتہار بنام ضروری اعلان میں حضرات سہسوان کیطرف سے شائع ہو چکا ہے۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے جس کے ظہور کا وقت انشاء المولیٰ تعالیٰ یوم الحساب آنیوالا ہے اس دن میں رب تعالیٰ اپنے بندوں کا حساب لیگا۔

ان دونوں کتابچوں میں یہ کذب اور دروغ بافی کی گئی ہے عوام کو فریب دینے کے لئے کہ مولوی خلیل احمد نے مذہب بدل دیا نعوذ باللہ میں بحمد اللہ مومن مسلمان اہلسنت و جماعت حنفی المذہب جیسے پہلے تھا۔ ویسے ہی اب بھی ہے اہل سنت و جماعت ہیں امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کا متبع ہوں کسی اصولی و فروعی مسئلہ میں اپنے ائمہ اہل سنت و جماعت کے ارشادات کے خلاف نہیں ہوں تمام ضروریات دین متین و ضروریات اہل سنت و جماعت کو حق اور صحیح مانتا ہوں ضروریات دین کے منکر اور ان میں شک کرنے والے کو اسلام سے خارج مانتا ہوں

ضروریات اہل سنت کے منکر کو گمراہ و بد مذہب جانتا ہوں متاخرین علماء
کے فروعی اختلافات میں احتیاطی پہلو پر نظر رکھتا ہوں۔

مسلمانوں انصاف کرو فقیر نے جو کلمات بیان کئے ان میں کون سا
کلمہ خلاف دین و مذہب ہے ان حیاداروں سے معلوم کرو کہ کیا اس سے قبل
میرا یہ دین و مذہب نہ تھا پھر تبدیل مذہب کا لفظ بول کر عوام کو کیوں
فریب کے جال میں پھانس رہے ہو۔

اے ظالمو! خدا کا خوف کرو اس کی پکڑ بہت سخت ہے جس سے
کوئی نہیں بچ سکتا ہے کیا اکابر علماء دیوبند کو کافر و مرتد نہ کہنے اور کف
لسان کر لینے سے دین و مذہب بدل جاتا ہے۔

کیا تمہارے نزدیک علماء اکابر دیوبند کو کافر کہنے کا نام دین و
مذہب ہے اس کو دین و مذہب کس نے بتایا۔ فاضل بریلوی کا فتویٰ ہی
کیا دین و مذہب بن گیا۔ وہ بھی ان کی انفرادی رائے جس میں ان کے ہمعصر
علماء ہندوستان بھی متفق نہیں علماء دیوبند کی عبارات کی نقل و مطلب پر
اہل علم کو بہت کلام ہے افسوس جہالت اور نفسانیت نے صمٌ بکمٌ
بنا دیا اور اس پر طرہ یہ کہ اپنے کو اہل حق بتاتے ہیں۔

فاضل بریلوی اپنے دور کے ایک معروف عالم تھے لیکن اس کے
معنیٰ یہ تو نہیں کہ وہ بشر نہ تھے فرشتے تھے یا نبی و رسول تھے نعوذ باللہ
پھر ان کی انفرادی رائے کیسے قطعی یقینی ہو گئی امام ابوحنیفہ وامام شافعی
و امام مالک و امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ علیہم اجمعین جو مسلمانوں
کے مسلم پیشوا اور مجتہد مطلق کے درجات عالیہ پر فائز ہیں ان کی بھی
اجتہادی رائے قطعی نہیں ہو سکتی نہ کسی مسلمان نے آج تک یہ کہا کہ ان کی

اجتہادی رائے یقینی اور قطعی بلا شبہ ہے عقائد نسفی وغیرہ کتب معتبرہ میں صاف
فرمایا گیا ہے۔

المجتهد قد يخطئ وقد يصيب — یعنی مجتہد مسائل اجتہادیہ میں کبھی مخطی ہوتا
ہے کبھی مصیب۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الراشدین
ہیں جنکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کنیفۃ العلم (یعنی علم کی تھیلی) فرمایا وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد التحیات میں السلام علیک ایہا النبی
کی جگہ السلام علی النبی پڑھتے تھے۔

صحیح بخاری میں یہ واقعہ موجود ہے لیکن علماء امت نے اس کو ان کی
ذاتی رائے قرار دے کر ترک کر دیا۔

مسلمانو ذرا انصاف تو کرو اتنے بڑے پیشوایان اسلام کے اجتہادی
اقوال تو حجت شرعیہ نہ بن سکے نہ ان کو دین و مذہب کا عقیدہ بنا کر پیش کیا
گیا۔ آج فاضل بریلوی کے ایک فتوے کو جس کا دار و مدار صرف ان کی اپنی
انفرادی رائے پر ہے مسلمانوں کا دینی ایمانی عقیدہ بنا کر پیش کرنا اور اس
میں شک کرنے والے کو کافر و مرتد بنانا کونسا دین و شریعت ہے کیا
اس کا نام عشق رسول اور سنیت ہے یہ کھلا دھوکہ اور فریب ہے جس سے ناواقف
مسلمانوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔

شریعت مطہرہ کی نظر میں ہزار کافروں کے بارے میں خطا ہو جانا
ہلکی اور سہل گناہ ہے ایک مسلمان کو خطاءً کافر کہنے۔ کی خطا سے۔

علامہ علی قاری نے متعدد جگہ شرح شفا میں اس کو صراحۃً بیان فرمایا
ان کے علاوہ اور علماء نے بھی یہی فرمایا ہے مسلمانوں قرون سابقہ میں

بھی علماء نے کفر اور بد مذہبی کے فتوے ہمارے پیشواؤں پر لگائے
ہیں چنانچہ سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر خطیب بغدادی نے اور امام غزالی
پر امام البقاعی نے حضرت حسین بن منصور حلاج پر چار سو علماء بغداد نے اور شیخ
محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ پر انکے زمانے کے علماء نے حتیٰ کہ علامہ علی قاری نے
"شرح شفا" میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں صاف صاف لکھا
کہ ان کا ضرر مسلمانوں کے لئے تمام کافروں سے زیادہ ہے۔ اور ان کو
نصاریٰ وغیرہ سے زائد نجس اور نجس بتایا۔ پھر علامہ تفتازانی صاحب شرح عقائد
وغیرہ پر بھی حکم کفر دیا گیا۔ مولانا روم صاحب مثنوی شریف پر بھی حکم کفر لگایا
گیا۔ امام غزالی کو علامہ قاضی عیاض صاحب شفا نے معتزلی قرار دیا۔ اور
بعض علماء نے بھی ان کی اتباع میں ایسا ہی کہدیا مجدد الف ثانی حضرت
شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی
نے فتویٰ کفر دیا۔ کیا ان فتوے دینے والوں کے شاگردین و معتقدین نے ان
کے ان تکفیری فتووں کو دین ومذہب اور عقیدہ بنا لیا اور تمام مسلمانوں کو
اس بات کی دعوت دی کہ ان لوگوں کو کافر ماننا ضروری ہے۔ جو ان کو کافر
نہ مانے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ بلکہ ان فتووں کے خلاف علماء نے ان کے
اقوال میں صحیح محمل نکالے اور ان کو مسلمان بزرگ اور ولی مانا مکفرین کے
فتووں کو ان کی ظاہر بینی اور عدم حقیقت شناسی پر محمول کیا قرون سابقہ
کے مسلمانوں کا تو یہ عمل اور طریقہ رہا ہے کفر کے فتووں کے معاملہ میں
بخلاف آجکے بے علم فتنہ گر مولویوں کے کہ انہوں نے ذریعہ خورد ونوش
و وسیلۂ نائے ونوش اسی کو بنا رکھا ہے۔ ظن غالب ہے کہ ان کی ان حرکات
سے فاضل بریلوی کی روح کو بھی سخت تکلیف پہونچی ہو گی کہ راہ مسلمین کے

خلاف اپنی اغراض نفسانی کیلئے نئی راہ نکالی۔
مسلمانوں اس نازک دور میں صراط مستقیم پر چلنا اور حق راستہ پر قائم
رہنا دشوار سے دشوار تر ہو گیا رب تعالیٰ رحم وکرم فرمائے۔ صراط مستقیم کا
سمجھنا اور اس پر قائم رہنا اتنا ہی دشوار ہو گیا ہے جتنا دشوار آگ کا مٹھی
میں لینا فاضل بریلوی کو اس کی خبر نہ تھی کہ میرے بعد میرے متبع ہونیکے
مدعی لوگ میرے ان فتووں کو ذریعۂ خورد ونوش وسیلۂ نائے ونوش بنالیں گے

ع کسے خبر تھی کہ لے کر چراغ مصطفوی
جہاں میں آگ لگاتی پھریگی بولہبی۔

عزیزو ان چند نام ونہاد مولویوں نے فقیر پر اس فارمولے کے
تحت کافر ہونے کا گمان کیا ہے اکابر علماء دیوبند یعنی مولوی محمد قاسم صاحب
نانوتوی اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور مولوی رشید احمد صاحب
گنگوہی اور مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری مرحومین کو جو کافر و مرتد
وجہنمی نہ مانے وہ بھی کافر ومرتد ہے اور فقیر ان وعیدوں کی بنا پر جو مسلمان
کو کافر کہنے کی بنا پر احادیث صحیحہ میں آئی ہیں اپنے دین وایمان کے تحفظ
اور یوم الحساب کے منازل کے خوف سے اور اپنے کو حساب عظیم سے بچانے
کے لئے ان حضرات کو کافر وجہنمی کہنے سے کف لسان کرتا ہے اور اس کو
ہی حق وصحیح مانتا ہے۔ اور اسی بنا پر فقیر کو ان لوگوں نے کافر و
مرتد ہونے کا گمان کیا ہے ان لوگوں نے یہ فارمولہ مذکورہ علماء دیوبند
کے لئے بنایا ہے کہ من شک فی کفرھم وعذابھم فقد کفر
یعنی جو ان علماء مذکورین کے کافر وجہنمی ہونے میں شک کرے اور تردد
کرے وہ بھی کافر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ فارمولہ خاص علماء دیوبند

کیلئے ہے یا ہر وہ شخص جس پر کسی عالم نے حکم کفر دیدیا ہو اس کیلئے بھی ہے ہم پہلے بھی بتا چکے اور اب پھر بتاتے ہیں کہ امت مرحومہ کی کثیر تعداد بزرگوں کی ایسی گذر چکی ہے کہ جن پر ان کے زمانے کے علمار نے کفر کے فتوے لگائے مگر امت مسلمہ نے نہ ان کو کافر مانا اور نہ ان فتوؤں کو قابل عمل قرار دیا۔ کیا وہ علماء فاضل بریلوی سے علم میں عمل میں تحقیق میں کم تھے یا وہ علمائے اہل سنت کے نزدیک معتبر و مستند نہ تھے۔؟

جاننا چاہیئے کہ ان علمار مکفرین نے بھی اکثر اپنے فتوے کفر کی بنیاد تنقیص و توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی قرار دے کر حکم کفر لگایا پھر بھی مسلمانوں میں نہ وہ فتوے مقبول نہ اُن پر عمل کیا گیا۔

اب ہم ایک فہرست بیان کرتے ہیں جس میں ان بزرگوں کے اسمار گرامی ہیں جن پر ان کے زمانے کے بعض علمار نے حکم کفر دیا اور مسلمانوں نے نہ قبول کیا نہ عمل کیا۔

۱۔ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ النعمان بن ثابت کوفی رحمۃ اللہ علیہ مجتہد مطلق جن کے مقلد بن بن کر ہم حنفی المذہب کہلاتے ہیں۔ مورخین کا بیان ہے کہ امام المحدثین خطیب بغدادی نے حضرت امام اعظم پر کم سمجھی کی بنا پر غلط فتویٰ دیا جس کے جواب میں متوسلین امام اعظم رحمہم اللہ تعالیٰ نے ایک رسالہ "السہم المصیب فی کبد الخطیب" تحریر فرمایا اور اس فتوے کا غلط ہونا ثابت کر دیا۔

رواۃ حدیث میں ایک محدث ہیں جنکو عثمان بتی کہا جاتا ہے ان کا ذکر ترمذی شریف کے کتاب النکاح میں بھی ہے امام الائمہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ۔ ینبغی للبتی ان یتبعنی یعنی بتی

کو اس مسئلہ میں میری اتباع کرنا چاہیئے۔ خطیب بغدادی نے لفظ بتی کو نبی سمجھ لیا اور اپنی اس غلط فہمی پر اتنا اعتماد کیا کہ امام عالیشان کے بارے میں غلط اور نازیبا کلمات استعمال کئے حالانکہ سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے تو بتی کو اپنے اتباع کے لئے فرمایا تھا نہ کہ نبی کو نعوذ باللہ تعالیٰ مگر انہوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تنقیص قرار دے کر امام پر طعن و تشنیع کر ڈالی۔ غور کیجئے توہین کا الزام دے کر انکو کافر کہا گیا تھا۔

۲۔ حضرت شیخ محی الدین بن عربی المعروف بہ شیخ اکبر جن کی ولایت اور بلندی مقامات کے اکابر علمار و اولیار امت مقر و معترف ہیں ان پر بھی ان کے زمانہ کے بعض علمار نے فتویٰ کفر دے دیا حتی کہ علامہ ملا علی قاری مکی علیہ الرحمۃ نے تو ان کے بارے میں بہت ہی شدید کلمات شرح شفا میں تحریر کر دیئے۔ چنانچہ حضرت شیخ اور ان کے متوسلین کے لئے علامہ قاری نے شرح شفا میں لکھا کہ قرامطہ اور نصاریٰ سے زائد نجس اور نجس گروہ ہے اور لکھا کہ اس گروہ کا سردار شیخ اکبر اپنے کو کہلاتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ میں سونے کی اینٹ ہوں اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم چاندی کی اینٹ ہیں اور یہ کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فیض پاتے ہیں ان عبارتوں کے ظاہر پر ان حضرات نے نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی توہین و تنقیص قرار دے کر یہی تحریر کر دیا کہ ان کا ضرر مسلمانوں کیلئے تمام کافروں سے زائد ہے۔

غور کیجئے حضرت شیخ اکبر کو بھی توہین و تنقیص کا الزام دے کر کافر و مرتد بتایا گیا محققین علمار نے ان کے اس فتوے کو ظاہر بینی اور کم فہمی پر محمول کر کے ترک کر دیا اور امت مرحومہ نے نہ اس فتوے کو قبول کیا نہ عمل کیا۔

نہ علماء مکفرین کے فتاوے کو ان کے شاگردوں و مریدوں اور معتقدوں نے دین و مذہب کا عقیدہ بنا کر عام مسلمین پر پیش کیا نہ یہ کہا کہ جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا اس لئے کہ وہ صاحب ایمان تھے پابند احکام شرع تھے۔ جانتے تھے کہ اگر کسی شخص کے لئے کسی ایک عالم کا یا چند علماء کا فتوئی کفر ہو جائے تو وہ قطعی نہیں ہو سکتا صرف ان حضرات کی اپنی رائے ہوگی تمام مسلمانوں پر اس کا اتباع لازم نہیں جب تک دلائل شرعیہ یقینیہ قطعیہ سے کفر ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک حکم کفر نہ کیا جائے گا اس سے قبل حکم کفر دینا سخت خطرناک معاملہ ہے کسی عالم کی انفرادی رائے ہرگز حجت شرعی نہیں ہو سکتی۔ تحقیق کا دروازہ بند نہیں ہوا بلکہ کھلا ہوا ہے۔

۳۔ امام حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی امام بقائی نے تکفیر کی۔ اور امام قاضی عیاض نے شفا میں انکو معتزلیوں میں فرمایا یعنی بدمذہب اور گمراہ کہا بعض اور حضرات نے بھی ان کی اتباع میں ایسا ہی کہدیا جو نا قابل قبول اور خلاف تحقیق ہے یہ فتوی بھی مسلمانوں میں نامقبول ٹھہرا اور نا قابل اعتبار رہا۔

۴۔ علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ پر ان کی کتاب شرح عقائد نسفی کی ایک عبارت پر بعض علماء مثلاً امام ابن الہمام وغیرہ نے قرآن پاک کی توہین کا الزام دے کر علامہ موصوف پر حکم کفر لگایا۔ مگر اہل علم اور عامۃ المسلمین نے اس فتوے کفر کو تسلیم نہ کیا بلکہ علامہ تفتازانی کی اس عبارت میں تاویل کر کے اس فتوے کو نا قابل قبول کر دیا۔

۵۔ حضرت حسین بن منصور حلاج علیہ الرحمہ پر چار سو علماء بغداد نے ان کے مشہور قول۔ انا الحق پر فتوئی کفر دیا جس کے خلاف امام غزالی نے

مشکوٰۃ الانوار میں فرمایا اور حضرت منصور کا مقبول و ولی ہونا ثابت فرمایا بلکہ سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کو ولی مانا ہے۔

جماعت مسلمین میں یہ فتوئی چار سو علماء بغداد کا نہ مقبول ہوا نہ اس کو صحیح مانا۔ بلکہ علامہ علی قادری نے "شرح شفا" میں اس فتوے کے خلاف یہ بھی لکھا کہ کلمہ انا الحق کا جو مطلب ان علماء نے لیا یہ کلمہ اس مطلب میں صریح نہیں جاننا چاہیئے جب کہ حضرت منصور کے فتوئی کفر کے مصدقین میں حضرت جنید بغدادی اور ابو بکر شبلی بھی ہیں جو سرکار غوث اعظم کے مرشدان گرام میں ہیں یہاں سے یہ ثابت ہوا کہ تکفیر مسلم میں مرشدوں اور پیروں کا اتباع نہیں کہ مسئلہ تکفیر کا دارومدار تحقیق و دلائل شرعیہ پر ہے۔ کما سنبینہ انشاءاللہ تعالیٰ اس فتوے تکفیر منصور کے مصدق حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ہونے کی تصریح علامہ بیجوری علیہ الرحمۃ نے علامہ لقانی کے قصیدے جوہر التوحید کی شرح میں فرمائی ہے

۶۔ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی نے کی ان پر بھی الزام توہین و تنقیص رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی قائم کیا گیا محققین رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد صاحب کے اقوال کی تاویل مطابق علوم شرعیہ بیان کر دی ہے یہ فتوئی حضرت مجدد صاحب کے متعلق قلمی فقیر نے بچشم خود دیکھا ہے مولانا محمد ابراہیم صاحب مرحوم بدایونی ولد مولوی محب احمد صاحب مرحوم کے کتب خانے میں قلمی موجود تھا انہوں نے فقیر کو دکھایا تھا جس میں توہین و تنقیص کو ہی بنیاد تکفیر بیان کیا ہے۔

۷۔ امام محمد ابن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر الزام بدمذہبی اور گمراہی

لگایا اور طرح طرح کے فتنے اٹھائے۔ اور آپ کو بدنام کرنے کی ناکام کوششیں کیں یہاں تک کہ آپ کو وطن چھوڑنا پڑا اور دوسری جگہ سکونت اختیار کی ان لوگوں نے وہاں بھی پہونچ کر لوگوں کو بہکایا اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو وہاں سے بھی نکلنا پڑا آپ نے بارگاہ رب العلمین میں دعا کی الٰہی میرے لئے زمین تنگ ہو گئی چنانچہ اسی روز عید کی شب میں آپ واصل بحق ہو گئے علیہ الرحمۃ والرضوان۔

۸۔ امام احمد ابن حنبل مجتہد مطلق کیسا تھ ایک کلمۂ حق کہدینے پر کیا کیا شور وغوغا اور فتنے اُٹھے آپ کی ایذا رسانی میں کون سی کمی کی گئی۔ مشہور اور معروف واقعہ ہے۔

ایسے واقعات بکثرت ہیں کہ جس بندۂ خدا نے جب حق بات کہی تو اس پر سارطعن کیا گیا اور نشانۂ ملامت بنایا گیا۔

عزیزو۔ حق کا ظاہر کرنا رضائے الٰہی کے لئے ہوتا ہے کسی مخلوق کو خوش کرنے یا کسی کی مخالفت کے لئے نہیں ہوتا طالبان حق حق کو پہچانکر اس کی اتباع کرتے ہیں اور طالبان نفس وہوا اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ ہادیان شریعت وہدیان طریقت کا ارشاد ہے اعرفوا الرجال بالحق لا الحق بالرجال۔ یعنی مردان حق کو حق سے پہچانو۔ نہ حق کو ان مردوں سے یہ طریقہ حق شناسی متقدمین سے متاخرین تک رہا ہے۔ اور اہل حق کے نزدیک یہ ہی طریقہ مسلم و مقبول ہے۔

عزیزان گرامی مسلمان کی شان ہے حق طلبی حق شناسی حق گوئی محض حق تعالیٰ جل جلالہ اور اس کے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خوش

کرنے کے لئے مگر جو ایسے اسی ہوا اس کو اغراض دنیا پر محمول کرتے ہیں اور اپنے اوپر قیاس کر کے اس بندۂ حق گو کو نشانۂ ملامت بناتے ہیں۔ واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم۔

ان چند مختصر واقعات سے آپ کو اندازہ ہو گیا کہ ایسی عظیم الشان ہستیاں بھی کفر کے اور بدمذہبی کے فتووں سے نہ بچ سکیں۔ ان حضرات کو بھی کفر کے فتووں سے نوازا گیا۔

قیل ان الالٰہ ذو ولد   قیل ان الرسول قد کہنا
ما نجی اللہ والرسول معًا   من لسان الوریٰ فکیف انا

بے ایمان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے اولاد بتائی اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر بتایا جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بدبختوں نے نہ چھوڑا تو میری کیا حقیقت ہے۔

۹۔ اب ہم ان حضرات کے اسماء گرامی بتانا چاہتے ہیں جنہوں نے فرعون جیسے اجماعی کافر کو مسلمان بنایا یا سکوت وکف لسان کیا اس کے باوجود ان حضرات کو کسی نے کافر و مرتد نہ کہا بدمذہب و گمراہ بھی نہ کہا بلکہ ولی کامل عارف باللہ مانا اور مانتے ہیں ان میں سے سرفہرست حضرت عارف باللہ ولی کامل شیخ محی الدین ابن عربی اندلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ شیخ نے اپنی مشہور کتاب "فصوص الحکم" میں فرعون جیسے شخص کو مومن و مسلم قرار دیا۔ چنانچہ کتاب مذکورہ میں فرماتے ہیں۔

فخرج من الدنیا طاہرًا مطہرًا مومنًا مسلمًا ترجمہ:۔ یعنی فرعون دنیا سے پاک صاف مسلمان مومن بن کر نکلا ہے۔

اس کی تائید عارف باللہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ہی

کتاب کی شرح میں فرمائی، اور اسکو حضرت شیخ کے مخصوص اسرار میں فرمایا ہے۔

پھر علامہ جلال الدین دوانی بھی اسی طرف ہیں اور حضرت سید جہانگیر اشرف سمنانی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی ہی طرف ہیں ان کے علاوہ اور بزرگوں کے نام بھی علامہ بحر العلوم لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح فقہ اکبر" میں بیان فرمائے ہیں

غور کیجئے فرعون کا کافر ہونا اور حالت کفر ہی میں بحر قلزم میں غرق ہو جانا ظاہر قرآن حدیث اور تمام امت کے اجماع سے ثابت ہے۔ مذکورہ بالا بزرگ کف لسان ہی نہیں کر رہے ہیں بلکہ اس کو مسلم و مومن بتا رہے ہیں کیا ان حضرات پر کسی نے اس بنا پر کہ فرعون جیسے شخص کو مسلمان مان کر کافر ہو جانے کا فتویٰ دیا۔ یا اس زمانہ کے نیم ملا مولوی اور مفتی بننے والے ان حضرات کو کافر کہہ سکتے ہیں جس کا خاتمہ علی الکفر ہونے پر بقول شیخ محقق اجماع ہے اور یہ حضرات اس کا خاتمہ اسلام پر ہونا بیان کر رہے ہیں علماء اکابر دیوبند کے متعلق تو کوئی شخص بھی قطعی طور پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان کا خاتمہ کس حال پر ہوا پھر فرعون کے مسلمان بتانے والے کو کیوں کافر نہ کہا گیا اور علماء اکابر دیوبند کو کافر نہ کہنے والے کو کافر و مرتد کیوں بتایا جاتا ہے اس کی کیا وجہ ہے۔

۲ ابو طالب عم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاتمہ علی الکفر ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت اور امت مرحومہ کے جمہور علماء اور مفسرین و محدثین اسی کے قائل حتیٰ کہ یہ آیۃ کریمہ۔ انک لا تھدی من احببت کا نزول ابو طالب کے بارے میں صراحۃً بیان کیا فاضل بریلوی کا مستقل رسالہ اس مبحث میں موجود جس میں انہوں نے ابو طالب کے

خاتمہ علی الکفر ہونے کو ثابت کیا ہے مولانا عبد القادر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے اس رسالہ کی تائید و تصدیق ثابت مگر حضرات سادات کرام مارہرہ اس کے بارے میں ساکت ہیں۔ خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے کیا ابو طالب جن کا خاتمہ علی الکفر ہونے کی تصریحات سے کتب معتبرہ حدیث و فقہ بھری ہوئی ہیں۔ لیکن ان کے بارے میں کف لسان و سکوت کرنے والوں پر حکم کفر و ارتداد کیوں۔

۳ مولانا عبد المقتدر صاحب بدایونی علیہ الرحمۃ پر سد الفرار میں قطعی اجماعی کافر و مرتد ہونے کے احکام صراحۃً بیان کئے گئے ہیں۔ اور ان کی سلسلہ بیعت سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ سے منقطع ہو جانے کو صاف صاف بیان کیا گیا ہے پھر تمام علماء مدرسہ قادریہ پر جنکو مدرسۂ حرما سے ملقب کیا گیا ہے بوجوہ کثیرہ کفر و ضلال بیان کر کے ان پر کفر و ارتداد کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر بھی حضرت شاہ اسمٰعیل میاں صاحب نے اپنے مفاوضات طیبہ میں جا بجا مولانا عبد المقتدر صاحب کو اپنے خاندان کا رکن رکین اور رحمۃ اللہ علیہ سے یاد فرمایا ہے اس سے ثابت ہوا کہ ان حضرات نے اس بریلی کے فتوے کو جو سد الفرار میں بیان کیا گیا ہے صحیح نہ جانا اور ان کی اس تحریر کو بے اعتبار قرار دیا۔ اور صرف کف لسان ہی نہیں کیا بلکہ ان کو مومن مسلمان مانا۔ ان حضرات نے مولوی عبد المقتدر صاحب کو رحمۃ اللہ علیہ لکھ کر قطعی اور اجماعی فتوے کا خلاف کیوں کیا اور قطعی اجماعی فتوے کا انکار کرنے اور نہ ماننے سے ان پر ان مفتی کے مفتیوں کے نزدیک کیا حکم ہوا۔

۴ فاضل بریلوی نے مولوی اسمعیل صاحب دہلوی کے بارے میں کف لسان فرمایا بلکہ مسلمان مانا اور محتاطین کو بھی کافر کہنے سے منع فرمایا حالانکہ مولانا فضل حق خیرآبادی نے تحقیق الفتوی کی عبارت جس کو مولانا فضل رسول صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب سیف الجبار ص۱۳ پر بلانکیر کے نقل فرمایا ہے جس میں تصریح ہے کہ جو شخص مولوی اسمٰعیل دہلوی کے بارے میں یعنی ان کے کافر ہونے میں تردد کرے یا شک کرے یا تامل کرے وہ شخص کافر بد دین نامسلمان اور لعین ہے۔

اب غور کیجئے کہ فاضل بریلوی پر مولانا فضل حق خیرآبادی اور مولانا فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہما کے فتوے کے اعتبار سے کیا کیا احکام لازم ہوئے یہ حضرات یعنی مولانا فضل حق خیرآبادی و فضل رسول رحمہما اللہ۔ فاضل بریلوی کے ممدوحین میں سے ہیں۔ مولانا بدایونی کی مدح میں فاضل بریلوی کا قصیدہ عربی میں موجود ہے اور ان کے صاحبزادے مولانا عبدالقادر صاحب بدایونی کی مدح میں بھی بزبان اردو چھپا ہوا قصیدہ موجود ہے اس کف لسان کی وجہ سے فاضل بریلوی پر فتوی کیوں نہ ہوا خصوصاً جب کہ ان کے نزدیک مسلّم علماء کا فتوی شک اور تردد کرنے والے کے لئے بتصریح تام موجود ہے۔

۵ ۔ علماء مجلس رامپور یعنی مولانا سلامت اللہ صاحب و مولانا عبدالغفار خانصاحب و مولانا کرامت اللہ خانصاحب و مولانا خلیل اللہ خانصاحب و مولانا عبدالبصیر میانصاحب المعروف بہ اللہ والے۔ میاں پیلی بھیتی نے صراحۃً اپنے رسالہ "رزم شیریں بجواب بزم شیریں" ۱۳۲۲ھ میں جس کو انجمن اخترالاسلام پیلی بھیت نے شائع کیا۔ اور

ان حضرات کے اسماء گرامی اس میں لکھے ہوئے ہیں صاف ان کے فتوے کا بڑے سخت الفاظ میں رد کیا ہے اور اس کو غلط بیان بتایا ان پر صریحاً حکم کفروارتداد کیوں نہ دیا گیا۔

۶ مولانا عبدالحیٔ صاحب لکھنوی کی تحریر "تحذیرالناس" کے آخر میں موجود ہے پھر رسالہ "اغلاط قاسمیہ" میں ان کے دستخط و مہر موجود ہے ۱۳۰۲ھ میں شائع ہوا ہے اس رسالہ میں مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری اور مولانا عبدالقادر صاحب بدایونی کے مہر اور دستخط موجود ہیں ان حضرات میں سے کسی نے بھی صاحب تحذیرالناس مولوی محمد قاسم صاحب کے متعلق کوئی حکم بھی ایسا نہ لکھا جو حسام الحرمین کے بتائے ہوئے احکام کے موافق ہو بلکہ تحذیرالناس کی تقریر کو طبعی و ضعی بعض نے غیر معتبر اور بعض نے ضعیف بعض نے خلاف بیان مفسرین بتایا یہ احکام جو حسام الحرمین میں بتائے ہوئے ہیں کسی نے بھی نہ بیان کئے۔ کہیئے ان حضرات کے لئے کیا حکم ہے۔ اور مَنْ شَکَّ فِی کُفْرِہٖ وعذابہٖ میں داخل ہیں یا نہیں اگر نہیں تو کیوں ھ

۷ جامع معقول ومنقول مولانا زبیر احمد خانصاحب صدر مدرس مدرسہ طیبہ احمدآباد گجرات جنہوں نے "براہین قاطعہ" کا اول رد لکھا ہے جس کا نام "بوارق لامعہ" ہے۔ اس بوارق لامعہ میں انہوں نے اس عبارت براہین قاطعہ جو حسام الحرمین میں نقل کی گئی ہے اور اس کو ایک کفری مضمون قرار دے کر حکم کفروارتداد بتایا گیا ہے اور مَنْ شَکَّ فِی کُفْرِہٖ وعذابہٖ کے طرہ سے مزین کیا گیا ہے موصوف نے اپنے رد میں اس عبارت کا نہ یہ مطلب بتایا نہ یہ حکم گر وہ اس عبارت کا یہی کفری مطلب سمجھتے تھے تو کیا چیز مانع تھی کہ اس کا بطور کفر رد نہ کرتے اور اس پر احکام کفروارتداد نہ لگاتے آپ کے فارمولے

مَنْ شکّ فی کفرہٖ وعذابہٖ - کی مدسے یہ حضرت مولانا نذیر احمد خانصاحب کون ہوئے نیز مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کو اپنی اس کتاب میں علوم دینیہ کا ناشر اور ایک عالم کو علم دین کی طرف راہنما اور مرحوم لکھ رہے ہیں - اسی کتاب کا صفحہ ۲ دیکھئے ان کے بارے میں کیا حکم ہوا آپ کے مفروضہ فارمولے کی روسے تو ان میں کوئی بھی مسلمان نہ رہا سب کافر و مرتد ٹھہرے اور خود فاضل بریلوی مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی و مولانا فضل رسول صاحب بدایونی کے اعتبار سے جسکی تصریح "سیف الجبار" میں موجود ہے کب مسلمان رہے پھر اس کے ابتلا سے عرب سے عجم تک کون مسلمان رہا -

مسلمانوں آنکھیں کھولو اور ایمان و انصاف کے ساتھ حق و ناحق کو پہچانو اور مسلمانوں کو کافر بنانے والے نام نہاد مولویوں سے بچو ان کے خانہ ساز خود ساختہ فارمولے - یعنی علمائے دیوبند کے کافر و جہنمی ہونے میں جو شک کرے یا توقف و تامل و کف لسان کرے وہ شخص بھی کافر ہے کی حقیقت کو سمجھو جسکی بناء پر احکام کفر کا گمان کیا گیا ہے -

اب غور کیجئے کہ اس خود ساختہ فارمولہ کی بنا پر مسلمانوں کو کافر بنایا جانا کتنا بڑا فریب اور دھوکہ ہے اگر ان کے نزدیک یہ وجہ شرعی ہے تو ان کے اعتبار سے مولانا عبدالحیٔ صاحب لکھنوی اور دیگر علما فرنگی محل اور علماء رام پور اور پیلی بھیت کے مولوی عبدالبصیر میانصاحب المعروف بہ اللہ والے میاں - خلیفہ شاہ جی محمد شیر میاں علیہ الرحمۃ اور بدایوں کے تاج الفحول مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کہ ان حضرات نے مولوی محمد قاسم صاحب کے لئے احکام کفر وارتداد حسام الحرمین کے موافق نہ بنائے بلکہ ان میں سے اکثر نے تمام علماء دیوبند کو مسلمان مانا اور انکو

کافر کہنے کو سخت کلمات میں رد کیا - ہمارے پاس اس کے تحریری ثبوت موجود ہیں جب کہ ان حضرات یعنی علماء دیوبند کے لئے حسام الحرمین میں ہر ایک کے لئے یہی الگ الگ حکم ہے لہٰذا بحکم حسام الحرمین ان کے نزدیک انہیں سے ایک کو بھی کافر نہ ماننا وہی حکم رکھتا ہے جو حکم سب کے لئے مجموعہ کا - مولوی عبدالحیٔ صاحب و مولانا ارشاد حسین صاحب و مولانا عبدالقادر صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ کی صاف تحریریں مطبوعہ موجود ہیں کہ ان حضرات نے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کو نہ کافر لکھا نہ مرتد نہ مَنْ شکّ فی کفرہٖ وعذابہٖ کا حکم دیا - مولوی عبدالحیٔ صاحب نے اقوال مولوی قاسم صاحب کو غیر معتبر قرار دیا ہے مولانا ارشاد حسین صاحب نے ضعیف اور مولانا عبدالقادر صاحب نے خلاف اقوال مفسرین -

الغرض احکام حسام الحرمین سے کوئی بھی متفق نہیں کیونکہ ان حضرات نے کوئی بھی کلمہ اپنی تحریروں میں ایسا نہیں لکھا جس سے حسام الحرمین کے بیان کردہ احکام کی موافقت ہو رہی ہو اس فارمولے کی بناء پر یہ حضرات بھی کافر ہوگئے پھر ان کے شاگردین مریدین و معتقدین مداحین کہاں سے بچے جن میں خود فاضل بریلوی بھی شامل - مولانا عبدالقادر صاحب کی مدح میں ایک سو سے زائد اشعار کا قصیدہ "چراغ انس" فاضل بریلوی کا تصنیف کردہ موجود ہے اور مولوی عبدالحیٔ صاحب کے متعلق بھی ان کی تحریرات میں کلمات مدح تحریر ہیں - اور مولوی ارشاد حسین صاحب کی مدح و تعریف "الفقیہ الفاہم فی حکم النوٹ والدراہم" کے اخیر میں موجود ہے اب سوچئے اس فارمولے کی بناء پر ان حضرات مذکورین اور خود فاضل بریلوی پر کیا حکم ہوا -

؎ دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را -
چنداں اماں نہ داد کہ شب را سحر کند -

بنائیے ان کے نزدتک اس فارمولے کی بناء پر یہ لوگ کافر کیوں نہ ہوئے اور جب یہ حضرات کافر نہ ہوئے تو فقیر پر یہ حکم لگانا سراسر دھوکہ اور فریب دہی نہیں تو اور کیا ہے ناچار ماننا ہوگا کہ فقیر کو بلا وجہ شرعی محض نفسانیت اور شکم پروری کیلئے کافر کہا گیا ہے۔

ثابت ہوا کہ آپ نے بلا وجہ شرعی مسلمان پر حکم کفر لگایا اب غور کیجئے کہ جو بلا وجہ شرعی کسی مسلمان پر حکم کفر لگائے وہ بحکم احادیث صحیحہ وفتاوی کثیرہ اکابر ائمہ خود کافر ہوا یا نہیں اور بالاجماع اس پہ تجدید اسلام و تجدید نکاح کا حکم ہے یا نہیں۔

ان حضرات کے کافر گری کے فتوؤں کی حقیقت اہل علم پر روشن ہو چکی ہے کہ جو ان کے مفروضات رطب و یابس کو نہ مانے اس کو کافر بے دین بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ چنانچہ اکابر علماء دیوبند کو مع ان کے شاگردوں کے و مریدوں و معتقدوں کے کافر و مرتد بتایا۔ علماء بدایوں معہ اپنے متعلقین و شاگردین و مریدین کے کافر خاص کر مولانا عبد المقتدر صاحب مع اپنے مریدین وغیرہ کے کافر و مرتد۔ حالانکہ یہ حضرات بدایوں تو آپ کے نزدیک بھی سنی حنفی قادری برکاتی تھے مگر آپ کے یہاں کے حکم کفر کے فتووں نے تو کچھ بھی نہ رکھا پھر مولوی سید محمد میاں صاحب کچھوچھوی المعروف بہ محدث اعظم کو بھی مولوی حشمت علی خانصاحب نے کافر و مرتد بنادیا چنانچہ مولوی حشمت علی خانصاحب "باادب ستر سوالات" میں تحریر فرماتے ہیں۔

[آل انڈیا سنی کانفرس کے ایک مشہور و معروف نمائندے ہر ہولی نس (شہزادہ) محدث اعظم ہند جناب مولوی سید محمد میاں صاحب کچھوچھوی

جمعہ مبارکہ ۲۰ رمضان المبارک سنہ ۱۳۵۸ھ کو دھوراجی کاٹھیاواڑ کے دیوبندی مرتدوں کی بنوائی ہوئی نام نہاد فاروقی مسجد میں تشریف لے گئے وہاں اس کے مرتد دیوبندی امام نے خطبہ پڑھا جس وقت وہ منبر پر چڑھا اسی وقت ایک سنی مسلمان نے پکار کر اعلان کر دیا کہ بھائیو یہ امام دیوبندی وہابی ہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی یہ سنکر مسلمانان اہل سنت اس مسجد سے باہر چلے گئے حتیٰ کہ مدرسہ مسکینیہ دھوراجی کے صدر المدرسین مفتی عبد العزیز صاحب نعیمی فتحپوری نے بھی جو صف اول میں کچھوچھوی صاحب کے متصل ہی بیٹھے ہوئے تھے کچھوچھوی صاحب سے کہا کہ حضرت یہ امام وہابی دیوبندی ہے یہاں سے تشریف لے چلئے کسی اور مسجد میں سنی امام کی اقتدا کر کے نماز جمعہ ادا کیجئے جب کچھوچھوی صاحب بالکل ہی خاموش بیٹھے رہے۔ تو خود مفتی صاحب مذکور بھی سنی مسلمانوں کے ساتھ فوراً چلے آئے اور ناگانی شاہ کے تکیہ کی مسجد میں سنی امام کے پیچھے نماز جمعہ ادا کی۔ مگر کچھوچھوی صاحب نے اس اعلان کے بعد بھی اسی مرتد دیوبندی امام کی اقتداء میں جمعہ پڑھا اس وقت کوئی اکراہ شرعی خوف صحیح بھی تو ہرگز ایسا نہ تھا جو کچھوچھوی صاحب کے لئے نماز کی نقل بے معنی کو جائز کر دیتا۔ مرتد کی اقتدار شرعاً کفر وارتداد اور ایسا کرنے والا بحکم شریعت مطہرہ کافر و مرتد ہے] نماز کی نیت سے نماز ادا کرنے والا مرتد کی اقتداء میں ادا کرنے والا کافر و مرتد ان کے اس فارمولے کی بناء پر ہوا۔ اب اگر بغیر نیت نماز محض نقل نماز کے طور پر کسی مرتد کی اقتداء کرے اس کا حکم یہ تحریر فرمارہے ہیں اسی کتاب "ستر باادب سوالات" ص ۳۷ میں۔

[بغیر اکراہ شرعی کے جو شخص بلا نیت نماز محض نقلی نماز کسی مرتد

کی اقتدا میں کرے وہ سخت اشد فاسق معلن، حرام کار مغفل مغوی ہوا۔]

پیر کچھوچھوی صاحب کا یہ واقعہ اخباروں اور تحریروں میں شائع ہوکر ہر خاص و عام کے علم میں آگیا مگر ان کی طرف سے کوئی رجوع و توبہ کا اعلان نہ سُنا گیا پھر ان کے مریدین معتقدین و متعلقین کا کیا حکم ہوا۔

اس فتوے پر غور کریجئے پھر بدایوں کے علماء اور خاص کر مولانا عبدالمقتدر صاحب کے جو احکام کفر و ارتداد کے سد الفرار میں صاف صاف طریقہ سے بیان کئے گئے ہیں ان کی رو سے حضرات مارہرہ یعنی سید شاہ اسمٰعیل میاں صاحب۔ و سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ بھی اسی حکم میں آگئے کہ انہوں نے اپنے مکاتیب و تحریرات میں جابجا مولانا عبدالمقتدر صاحب کو لفظ علیہ الرحمۃ وغیرہ اور مدائح اور مناقب اور اپنے خاندان برکتیہ کا رکن رکین فرمایا ہے اور متعدد مقامات پر رحمۃ اللہ علیہ تحریر کیا ہے ان مکاتیب کو سید محمد میاں صاحب نے شائع کیا ہے جس پر قطعی اجماعی کفر کے احکام ہوں تو اس کی مدح سرائی اور اس کو رحمۃ اللہ علیہ کہنا یا لکھنا کیا حکم رکھتا ہے ان فتووں کی رو سے کون مسلمان رہا تمام دیوبند کے خاص و عام و تمام بدایوں کے علماء مع اپنے متعلقین کے۔ رام پور کے علماء و لکھنؤ کے علماء یہاں تک کہ کچھوچھہ کے حضرات اور مارہرہ کے حضرات بس یہی چند اشخاص جو فاضل بریلوی کی اور ان کے متبعین کی ہر بات کو قطعی اور یقینی مانتے ہیں وہ ہی سنی ہیں وہ ہی مسلمان ہیں اگر کوئی شخص ان حضرات میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

پیارے مسلمانوں سنو! اور سمجھو حق و ناحق کو پہچانو کسی عالم نے اگر کسی مسلمان پر اپنی تحقیق کی بنا پر حکم کفر دے دیا تو اس کے لئے یہ دعویٰ کرنا کہ یہ حکم قطعی ہے اور اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں سراسر باطل اور غلط ہے سنو اور سمجھو حضرت موسیٰ کلیم الرحمٰن علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام خدائے قدوس کے رسول و نبی صاحب شریعت صاحب کتاب (توریت) پانچ مرسلین اولوالعزم میں سے ہیں کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک چرواہے کو دیکھا کہ وہ کچھ کلام کر رہا ہے اس مضمون کو مولانا عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف صفحہ ۱۳۰ میں نقل فرمایا ہے۔

دید موسیٰ یک شبانہ راہ براہ	یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے راستہ میں
کوہمی گفت اے خدا اُو اے الٰہ	ایک چرواہے کو دیکھا وہ یہ کہہ رہا تھا اے خدا تو
تو کجائی تا شوم من چاکرت	کہاں ہے کہ میں تیرا خادم بنوں اور تیری
چارقت دوزم کنم شانہ سرت	جوتیاں سیئوں تیرے سر میں کنگھا کروں
تو کجائی تا سرت شانہ کنم	تیری جوتیاں بخیہ لگا لگا کر سیوؤں
چارقت را دوزم و بخیہ زنم	تیرے کپڑے سیئوں تیری جوئیں ماروں
جامہ ات دوزم شپشہایت کشم	تیرے لئے دودھ لاؤں اگر تجھ کو کوئی بیماری
شیر پیشت آورم اے محتشم	پیش آئے تو میں ایسی خدمت کروں جیسا
در ترا بیماری آید بہ پیش	کوئی اپنا اپنے کی خدمت کرتا ہے۔
من ترا غمخوار باشم ہمچو خویش	تیرے ہاتھ چوموں تیرے پاؤں کو دباؤں
دست کت بوسم بمالم پائے کت	تیرے سونے کے لئے جگہ صاف کروں
وقت خواب آید بروبم جائے کت	اگر تیرا گھر دیکھ لوں تو ہمیشہ صبح و شام
گر بہ بینم خانہ ات را من دوام	تیرے لئے دعن و شربت لایا کروں۔

روغن و شیرت بیارم صبح و شام
ہم پنیر و نانہائے روغنیں
خم رہا جغراتہائے نازنیں
سازم و آرم بہ پیشیت صبح و شام
از من و آوردن و از تو خوردن طعام

پنیر اور روغنی روٹیاں اور
شرابیں اور دہی اے نازنیں یہ
سب تیار کروں اور صبح و شام تیرے
لئے لایا کروں میرا کام تیرے لئے ان چیزوں
کا لانا ہو اور تیرا کام ان چیزوں کو کھانا

الغرض وہ چرواہا ایسی باتیں کہہ رہا تھا۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

زیں نمط بیہودہ میگفت آں شباں — گفت موسیٰ باکیستت اے فلاں
گفت باں آنکس کہ مارا آفرید — ایں زمین و آسماں زو شد پدید

یعنی وہ چرواہا ایسی بےہودہ باتیں کہہ رہا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ تو کس کو کہہ رہا ہے تو اس چرواہے نے جواب دیا میں اس کو کہہ رہا ہوں جس نے مجھ کو اور زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ؎

گفت موسیٰ ہائے خیرہ سر شدی — خود مسلماں ناشدہ کافر شدی
ایں چہ ژاژ ست ایں چہ کفرست و فشار — پنبہ اندر دہان خود فشار
گند کفر تو جہاں را گندہ کرد — کفر تو دنیا و دیں را ژندہ کرد
گر نہ بندی ذی سخن تو حلق را — آتشے آید بسوزد خلق را

یعنی حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسّلام نے فرمایا ہائے تو تو دیوانہ اور بیہودہ ہو گیا تو مسلمان نہیں ہوا بلکہ کافر ہو گیا یہ جو تو بکتا ہے کیسی بڑی بیہودگی اور کفر و ہزیان ہے اس کہنے سے منہ بند کر اور منہ میں روئی ٹھونس لے تیری اس کفر کی بدبو نے جہان کو گندہ کر دیا دنیا اور دین دونوں کو خراب کیا اگر اس بات سے اپنا منہ نہ بند کرے گا تو تیرے کفر کی شامت سے ایک ایسی آگ آسمان سے آئے گی جو تمام

مخلوق کو جلا دیگی۔

گفت اے موسیٰ دہانم دوختی — وز پشیمانی تو جانم سوختی
جامہ را بدرید و آہے کرد تفت — سر نہاد اندر بیابان و رفت

یعنی جب چرواہے نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام سے یہ احکام کفر سنے تو بولا کہ اے موسیٰ تو نے میرا منہ سی دیا اور پشیمانی سے میری جان کو جلا دیا کپڑے پھاڑ ڈالے اور آہ گرم کر کے جنگل کو نکل گیا اس کے بعد مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وحی آمدن از حق تعالیٰ بعتاب موسیٰ بجہت شبان

یعنی وحی عتاب کی حضرت موسیٰ پر خدائے تعالیٰ سے آنا۔

جاننا چاہیئے کہ عذاب اور عتاب میں فرق ہے عذاب نافرمانوں پر ہوتا ہے اور عتاب دوستوں اور محبوبوں پر یعنی اپنے دوستوں کو ان کی لغزشوں پر تنبیہ کیا جاتا ہے۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وحی آمد سوئے موسیٰ از خدا — بندۂ ما را چرا کردی جدا
تو برائے وصل کردن آمدی — نے برائے فصل کردن آمدی
ہر کسے را سیرتے بنہادہ ایم — ہر کسے را اصطلاح دادہ ایم
در حق او مدح و در حق تو ذم — در حق او شہد در حق تو سم

یعنی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل ہوئی کہ تم نے ہمارے بندے کو کیوں جدا کر دیا۔ تم بندوں کو ملانے کے لئے آئے ہو نہ کہ جدا کرنے کے لئے اے موسیٰ ہم نے ہر کسی کے لئے ایک جدا خصلت دی ہے اور ہر کسی کو ایک اصطلاح دی ہے وہ جو کچھ کہہ رہا تھا وہ اس کے حق میں مدح تھا تیرے حق میں ذم ہے اس کے حق میں شہد تھا تیرے حق میں زہر ہے۔

ما بروں را ننگریم و قال را ۔۔۔ ما دروں را بنگریم و حال را

ناظر قلبم اگر خاشع بود ۔۔۔ گرچہ گفت لفظ خاضع بود

یعنی ہم ظاہر اور ظاہری باتوں کو نہیں دیکھتے ہم دل کو دیکھتے ہیں اور حال کو ہم قلب کو دیکھتے ہیں کہ خاشع ہے یا نہیں ہے یعنی عجز و زاری والا اگرچہ ظاہر میں اس کا قول بے خضوع ہو اس پر نظر نہیں کرتے۔

مسلمانو! غور کرو اتنی بڑی ہستی لجناب موسیٰ کلیم الرحمٰن جو مرسلین اولوالعزم میں سے ہیں ان کا فتویٰ کفر جو شریعت کے موافق تھا مقبول بارگاہ رب العلیٰ نہ ہوا اور حضرت موسیٰ کو حکم ہوا کہ اپنے فتوے کو واپس لو اور اس چرواہے کو خوشخبری سنا دو کہ تو مقبول بارگاہ ہے کافر نہیں ہے۔

پھر آپ نے ان اکابر دیوبند پر کافر و مرتد و جہنمی یقینی قطعی ہونیکا کا حکم کس بوتے پر لگا دیا۔ واللہ العظیم ۔۔۔ یقیناً حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ناخن پا کے برابر دس ہزار عالم بھی نہیں ہو سکتے ہیں۔ جب ایسی ہستی کا فتویٰ کفر اس چرواہے کے حال کے مطابق نہ ہوا تو کسی عالم کی ذاتی انفرادی رائے کا فتویٰ کفر کیسے مطابق واقعہ کے ہونا تسلیم کیا جا سکتا ہے پھر ایک عالم کی رائے سے لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کو کافر و جہنمی قرار دینا کس قدر جرأت و بے باکی و شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ہے۔ محدث دارمی نے مرسلاً روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اجرءکم علی الفتیا اجرأکم علی النار۔ یعنی تم میں فتویٰ دینے پر جو شخص زیادہ جری ہے وہ آگ میں جانے پر جری تر ہے علامہ قاری علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ شاید یہ وعید کفر کے فتوے دینے والوں کے لئے بھی ہے۔

اب فقیر چند مقالات مسئلۂ تکفیر کے متعلق معرض تحریر میں لاتا ہے

مقالہ ۱

مسئلہ تکفیر تقلیدی نہیں ہے بلکہ تحقیقی ہے پہلے سے مسلمانوں کا اسی پر عمل رہا ہے اگر کسی عالم یا چند علماء نے کسی شخص پر حکم کفر لگا دیا تو تمام مسلمانوں پر لازم نہیں ہے کہ محض ان لوگوں کے کہنے پر بغیر تحقیق کے ایمان لائیں اور اس کو کافر کہتے پھریں بلکہ ایسا کرنا خلاف شریعت مطہرہ ہے اس لئے کہ جس نے فتویٰ کفر دیا ہے وہ بھی بشر ہے غیر معصوم ہے پھر کسی کلام و قول کے مطلب سمجھنے میں اختلاف افہام امر مسلم ہے مجتہدین کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بھی انفرادی اجتہادی رائے قطعی و یقینی نہیں مانی گئی پھر کجا غیر مجتہد مقلد عالم کی رائے انفرادی وہ بھی تکفیر مسلم کے معاملے میں کیسے قطعی ہو سکتی ہے۔ ہمارے فقہائے کرام کا ارشاد ہے جسکو علامہ حموی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح اشباہ والنظائر میں بحر الرائق سے نقل فرمایا ہے۔

یقع فی کلام اھل المذھب تکفیر کثیر لکن لیس من کلام الفقہاء الذین ھم المجتھدون بل غیرھم ولا عبرۃ لغیر الفقہاء

یعنی اہل مذہب کے کلام میں بہت سی تکفیریں واقع ہوئی ہیں مگر وہ تکفیریں فقہاء مجتہدین کے کلام سے نہیں ہیں بلکہ ان کے علاوہ اور علماء و مشائخ کے کلام سے ہیں اور غیر فقہاء و مجتہدین کے فتویٰ کفر کا

کچھ اعتبار نہیں ہے

پھر یہی علامہ موصوف چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں امام ابن الہمام کی فتح القدیر برشرح ہدایہ سے ناقل ہیں

قال فی الفتح ان الذی صح عن المجتہدین فی الخوارج عدم تکفیرھم ویقع فی کلام کثیر تکفیرھم ولکن لیس من کلام الفقہاء الذین ھم المجتہدون بل من کلام غیرھم ولا عبرۃ لغیر الفقہاء

یعنی ہمارے ائمہ مجتہدین سے خارج کو کافر نہ کہنا ہی صحیح اور ثابت ہے اور بہت سے علما کے کلام میں خوارج کی تکفیر واقع ہو گئی ہے لیکن جان لو یہ تکفیر فقہاء مجتہدین کا کلام نہیں ہے بلکہ ان حضرات کا کلام جو غیر مجتہد ہیں اور غیر فقہاء مجتہدین کے تکفیری فتوے کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائیگا۔

مسلمانوں انصاف اور ایمان کے ساتھ غور کرو جب کہ ہمارے ائمہ صاف صاف تصریح فرما رہے ہیں کہ غیر مجتہدین کے کفر کے فتووں کا کچھ اعتبار نہ کیا جائے۔

ہم اس کو علامہ حموی کے ارشاد سے جو انہوں نے بحر الرائق فتح القدیر سے نقل فرمایا ہے بتا چکے۔

اب ان عقل کے پتلوں سے پوچھئے کہ فاضل بریلوی کیا مجتہد تھے یعنی امام اعظم و امام شافعی کے درجے کے تھے وہ تو ایک چودھویں صدی کے مقلد عالم تھے مقلدین کے بھی کونسے طبقہ میں تھے اس کو بھی تم نہ بتا سکے نہ بتا سکو گے کیونکہ جو طبقہ اپنی رائے سے قائم کرو گے اس ہی پر سوالات قائم۔ جن کے جوابات ان سے محال پھر کیا وجہ ہے۔ کہ

فاضل بریلوی کے فتوے تکفیر پر ایمان لانے کی تمام مسلمانوں کو دعوت دیتے ہو اور اس کے بارے میں کلام کرنے والوں پر حکم کفر لگاتے ہو۔

ابھی ابھی سن چکے بحر الرائق اور فتح القدیر کے ارشادات کہ غیر مجتہد کے فتوے کفر کا کچھ اعتبار نہیں حنفی المذہب فقہاء کے ارشاد پر عمل کرنے والوں کو کافر بتاتے ہو۔ سچ ہے کہ بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن۔

بولو اور ایمان و انصاف کی میزان میں تولو کہ حکم کفر کس پر لوٹ رہا ہے کیا ان حضرات کا ارشاد غلط ہے اور تمہارے گھر کی بنائی ہوئی نئی راہ غیر سبیل المومنین صحیح ہے۔ واللہ العظیم یقیناً ان ہادیان امت مرحومہ کا ارشاد صحیح اور درست ہے اور قابل عمل ہے۔ اے فتنہ گروں تمہاری بتلائی ہوئی راہ غلط باطل اور گمراہی ہے۔

مقالہ ۲

اعتقادیات اور احکام کفر و ایمان میں سواد اعظم و ائمہ مجتہدین کا اتباع کیا جائے گا نہ مشائخ و پیروں و مرشدوں کا حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مستطاب تکمیل الایمان ص ۳۲ سطر ۱ میں فرماتے ہیں۔

بالجملہ نصیحت آنست کہ در معتقدات احکام کفر و ایمان از سواد اعظم بیرون نباید رفت و تابع ائمہ مجتہدین باید بود خصوصاً در بارہ اتفاق و اجماع و در آداب و اخلاق تابع مشائخ باید بود و حسن ظن و اعتقاد بر ایشان باید داشت و توجیہ و تطبیق کلام ایشان با کلام علماء و مجتہدین باید نمود۔

ترجمہ :-

یعنی ہم اہل اسلام کو نصیحت کرتے ہیں کہ اعتقادیات اور مسائل کفر وایمان میں سواد اعظم امت مرحومہ سے الگ نہ ہونا چاہیئے اور ائمۂ مجتہدین کے تابع رہنا چاہیئے۔ خصوصًا اتفاق واجماع کے معاملہ میں اور آداب واخلاق میں اتباع مشائخ کرنا چاہیئے اور ان کے ساتھ اچھا گمان اور عقیدت رکھنی چاہیئے اور ان کے کلام کو علماء مجتہدین سے تطبیق اور توجیہہ کے ساتھ مطابق کرنا چاہیئے۔

حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے صاف صاف فرمایا کہ اعتقادیات اور مسائل کفر وایمان میں پیران طریقت اور مرشدان کرام کا بھی اتباع نہیں ہے بلکہ علماء وائمۂ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا اتباع کرنا چاہیئے۔ اس میں ان جاہلوں کے خیالات کا رد ہے جو مسائل کفر وایمان واعتقادیات میں اپنے پیروں اور مرشدوں کے عمل یا قول کو حجت مانتے ہیں اور ائمۂ اہل سنت مجتہدان کرام کے ارشادات کی پرواہ نہیں کرتے مارہرہ کی درگاہ عالیہ برکاتیہ کے ایک بزرگ مولانا حافظ سید شاہ اسمٰعیل حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ جنکے مکاتیب کا مجموعہ بنام مفاوضات طیبہ بترتیب وتصحیح و اہتمام حضرت مولانا سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ شائع ہو چکا ہے۔ اس کے صـ۱۴۴ پر ایک مکتوب میں جو سید سردار علی صاحب سردار نواز جنگ کے نام ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ لنگور یار ریاست حیدرآباد ارسال کیا ہے۔ صاف صاف مرقوم ہے۔

امور دینی میں اتباع بجز اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمودہ کے اس کے خلاف پر خواہ پیر ہو خواہ استاد خواہ باپ

ہو، خواہ بیٹا ہو، کسی کا جائز نہیں ہر امر میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اتباع چاہیئے۔

پھر وہی شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ "اخبار الاخیار" صـ۹۳ میں فرماتے ہیں۔

مشرب پیران حجت نیست دلیل از کتاب وسنت مے باید اھ

یعنی پیروں کا مشرب حجت شرعی نہیں ہے دلیل کتاب وسنت سے ہونا چاہیئے۔

شاہ ولی اللہ صاحب۔ بلاغ المبین صـ۵ میں فرماتے ہیں۔

نصیر الدین محمود چراغ دہلوی خلیفہ محبوب الٰہی گفتہ فعل مشائخ حجت نباشد اھ

یعنی نصیر الدین چراغ دہلوی خلیفہ شاہ نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ پیروں کا فعل حجت شرعی نہیں ہوتا ہے۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مکتوبات جلد اول صـ۳۳۵

عمل صوفیا در حل وحرمت سند نیست ہمیں بس ست کہ ما ایشاں رامعذور داریم وملامت نہ کنیم وامر ایشاں را بحق سبحانہٗ وتعالیٰ مفوض داریم واینجا قول امام ابو حنیفہ وامام ابو یوسف وامام محمد معتبر ست نہ عمل ابو بکر شبلی وابو الحسین نوری اھ

ترجمہ :- یعنی حلال وحرام واحکام شرعیہ میں مشائخ اور بزرگوں کا عمل مستند نہیں ہو سکتا یہ ہی کافی ہے کہ ہم ان کو معذور رکھیں اور ملامت نہ کریں اور ان کے معاملے کو سپرد بخدائے عزوجل کر دیں ان امور دینی وشرعی میں قول امام اعظم ابو حنیفہ وامام ابو یوسف وامام محمد رحمہم اللہ کا معتبر ہے نہ عمل ابو بکر شبلی اور ابو الحسین نوری کا اھ

ان عبارات عالمان شریعت وعاملان طریقت سے بخوبی تمام ثابت ہو گیا

کہ عقائد و احکام کفر و ایمان اور حلت و حرمت کیلئے احکام شرعیہ و دینیہ میں ارشادات ائمہ اہل سنت و فقہاء مجتہدین کا اتباع کیا جائے گا۔ مشائخ کرام و صوفیاء و پیران عظام کا اتباع ان مسائل میں نہیں ہاں ان حضرات کا اتباع مسائل طریقت میں کیا جائے گا کتاب اللہ تعالیٰ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سب پر مقدم ہے ائمہ ہدیٰ اہلسنت و جماعت کے اتباع کے بغیر صحیح راہ نہیں مل سکتی ہے۔

مقالہ ۳

تکفیر مسلم کا مسئلہ بڑا سنگین اور خطرناک ہے ہمارے ائمہ کرام اور فقہاء عظام نے اس مسئلہ میں بڑی احتیاط کا حکم دیا اور خود بھی بڑی احتیاط برتی ہے احادیث صحیحہ میں ہے۔ مسلمانوں کو کافر کہنے والے پر کفر لوٹ پڑتا ہے بخاری و مسلم میں عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

ایما رجل قال لاخیہ کافر	یعنی جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو
فقد باء بھا احدھما	کافر کہے پس بے شک لوٹتا ہے
	اس کلمہ کفر کے ساتھ ایک دونوں میں کا۔

یعنی جس کو کافر کہا گیا اگر وہ واقعی کافر ہے تو اس پر یہ حکم ہوگا اور اگر ایسا وہ نہیں ہے تو اس کہنے والے پر یہ حکم لوٹیگا یعنی لفظ کافر کہنے کے نشانے کی زد میں ان دونوں میں سے ایک ضرور آئیگا۔

دوسری حدیث میں ہے جس کو امام بخاری نے ابو ذر غفاری

رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

لا یرمی رجل رجلا بالفسوق	جب کوئی شخص کسی شخص کو فسق یا
ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت	کفر کی تہمت لگاتا ہے وہ کفر و فسق کہنے
علیہ ان لم یکن صاحبہ	والے پر لوٹتا ہے اگر دوسرا شخص ایسا
کذالک۔	نہیں ہے۔

تیسری حدیث بخاری و مسلم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

من دعا رجلا بالکفر	جو شخص کسی شخص کو پکارے لفظ کفر کیساتھ
او قال عدو اللہ ولیس	یعنی کافر کہے یا دشمن خدا کا کہے اور وہ ایسا
کذالک الاحار علیہ	نہیں تو یہ کلمہ یعنی کافر یا دشمن خدا کا
⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘	کہنا اس کہنے والے پر رجوع کرتا ہے یعنی
⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘	وہ کہنے والا کافر یا دشمن خدا کا ہو جاتا ہے

یہی وہ خطرہ ہے جس کی وجہ سے ہمارے علماء کرام اور فقہائے عظام نے تکفیر مسلم کے معاملہ میں پھونک پھونک کر قدم رکھا ہے اور بڑی احتیاط سے کام لیا ہے اور تمام مسلمانوں کو یہی تعلیم دی ہے کہ مسلمانوں کو کافر کہنے میں اپنے دین و ایمان کا خطرہ عظیمہ ہے جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے۔

مسلمانوں ہر ذی عقل جانتا ہے کہ انسان کو جس کام میں دنیوی نقصان کا خطرہ ہوتا ہے اس کام سے بھی بچتا ہے یہاں تو خطرہ دین و ایمان کا ہے جو انسان مومن کی خاص کمائی ہے جس پر ساری کامیابیوں کا دارومدار ہے اور خطرہ سے آگاہ فرمانے والے کون وہ ذات شریفہ ہے جو اللہ تعالیٰ

کے محبوب اعظم اپنی امت پر ماں باپ سے زیادہ شفیق اور مہرباں ہیں۔
کیا ایسی صورت میں کوئی عاقل اپنی خاص دولت دین و ایمان کو
خطرے میں ڈالنا گوارہ کریگا۔

علماء اہل سنت و جماعت کا ایک عظیم گروہ ان احادیث کے ظاہری
معنیٰ کو ہی مانتا ہے اور یہ حکم دیتے ہیں کہ مسلمان کو کافر کہنے والا مطلقاً
کافر ہے۔

چنانچہ امام فقیہہ ابو بکر اعمش اور تمام ائمہ بلخ اور اکثر علماء بخارا کا یہی
قول ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہوجاتا ہے بلکہ صحیح اور معتمد
مختار للفتویٰ میں تصریح فرمائی گئی ہے کہ اگر مسلمان کو نہ بروجہ شتم بلکہ بطور
اعتقاد و جزم کے کافر کہے گا تو خود کہنے والا کافر ہوجائے گا۔

درمختار باب التعزیر میں فرمایا بہ یفتیٰ یعنی ردالمحتار و فتاویٰ
عالمگیری میں فرمایا انہ المختار للفتویٰ اسی پر فتویٰ اور یہی مختار
للفتویٰ ہے۔

الغرض امام ابو بکر اعمش اور تمام ائمہ بلخ اور اکثر علماء بخارا کے
نزدیک مسلمان کو مطلقاً کافر کہنے والا خود کافر ہے۔

اور مذہب صحیح اور مفتیٰ بہ پر مسلمان کو بغیر قصد گالی کے یقین
اور جزم کے ساتھ کافر کہنے والا کافر ہے امت مرحومہ کے پیشواؤں
نے کسی پر حکم کفر لگانے میں نہ کسی خبر کا اعتماد کیا نہ کسی تخمینہ کا نہ کسی
کی ذاتی رائے پر جب تک نور ثبوت اور تحقیق کی روشنی نہ پائی۔

چنانچہ فاضل بریلوی "تمہید الایمان" ص۴۳ پر فرماتے ہیں۔
میں امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کے کفر پر حکم نہیں کرتا ہمیں ہمارے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔
جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام
کیلئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔

فان الاسلام یعلو ولا یعلیٰ الخ

پھر یہی فاضل بریلوی اپنی کتاب "سماع الاموات" کے ص۲۰ پر فرماتے
ہیں۔

حتی الامکان تکفیر سے احتراز رکھتے بلکہ صاف فرماتے ہیں
کہ اگر کوئی روایت ضعیف اگرچہ دوسرے مذہب کی ہو
دوبارہ اسلام مل جائے گی۔ تو اس پر عمل کریں گے اور جب
تک تکفیر پر اجماع نہ ہولیگا کافر نہ کہیں گے۔ الخ

مذکورہ بالا عبارت "تمہید الایمان" سے ظاہر ہے اور بخوبی
ثابت ہوگیا۔ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کو فاضل بریلوی اہل
لا الٰہ الا اللہ مانتے ہیں۔ اور اہل لا الٰہ الا اللہ مسلمان و مومن ہوتا ہے
لہٰذا مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی فاضل بریلوی کے نزدیک بھی مسلمان
و مومن ہیں جب ہی تو تکفیر نہیں فرماتے اور ان کی تکفیر سے اوروں کو
بھی منع فرماتے ہیں۔ واقعی امور دینیہ میں ہم کو ہمارے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے ہوشیاری اور احتیاط ہی کا حکم دیا ہے خصوصاً تکفیر مسلم جس
کا سنگین اور خطرناک ہونا مسلم بین المسلمین ہو چکا ہے۔

ابن عدی نے "کامل" میں امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں۔

خذ الامر بالتدبير فان كان في عاقبته خير فامض وان خفت غيا فامسك

یعنی ہر کام کو انجام اندیشی کے ساتھ اختیار کر اگر اس کا انجام خیر ہو تو اس کو اختیار کر اور اگر اس کے انجام سے تو خوف کرے تو اسکے کرنے سے رک جا۔

مسلمانوں کا فر کہنے کا انجام کس قدر خوفناک اور خطرناک ہے جب تک دلائل شرعیہ قطعیہ یقینیہ (جن میں کسی قسم کے شک و شبہ کی راہ نہ رہے) قائم نہ ہو جائیں ہرگز کسی مسلمان کو کافر کہنے کی جرأت نہ کی جائے یہی شریعت کا حکم ہے اسی پر ائمہ امت اور فقہائے ملت کا عمل ہے۔

حدیث میں جس کو دارمی نے مرسلاً روایت کیا ہے۔

اجرء كم على الفتيا اجرء كم على النار۔

یعنی جو تم میں فتویٰ دینے پر زیادہ جری ہے وہ آگ میں جانے پر جری تر ہے۔

ہمارے علماء اعلام رحمہم اللہ تعالیٰ تصریح فرماتے ہیں کہ ہزار کافروں کے باقی رکھنے میں خطا ہونا ایک مسلمان کے خطاءً فنا کرنے سے زیادہ ہلکی ہے اس کو علامہ ملا علی قاری مکی حنفی نے شرح شفا میں متعدد مقامات پر اور فقہ اکبر کی شرح میں صراحتاً اور امام عبدالوہاب شعرانی نے "الیواقیت والجواہر" میں امام سبکی سے نقل کر کے صراحتاً بیان فرمایا ہے۔

مقالہ ۳

عالمان شریعت مطہرہ کسی پر اس وقت تک حکم کفر نہیں دیتے جب

تک تمام مشائخ حکم کفر پر متفق نہ ہوں علامہ علاؤالدین حصکفی صاحب در مختار علیہ الرحمۃ الغفار اتباع مشائخ میں اس قدر متصلب ہیں کہ فرماتے ہیں۔

فعلينا اتباع ما رجحوه وما صححوه

یعنی ہم پر اس کا اتباع ضروری ہے جسکو مشائخ نے ترجیح دی اور اس کی تصحیح کی۔

یعنی ہم پر ترجیح میں مرجحین کا اور تصحیح میں مصححین کا اتباع کرنا ضروری ہے۔ باوجود اس کے تکفیر کے بارے میں فرماتے ہیں۔

لَا يُفْتیٰ بِتَكْفِيرِ شَيْءٍ مِنْهَا اِلَّا فِيمَا اتَّفَقَ الْمَشَائِخُ عَلَيْهِ

یعنی جن الفاظ و عبارات پر کتب فتاویٰ میں احکام کفر بتائے گئے ہیں ان میں سے کسی پر بھی حکم کفر نہ دینگے مگر جس پر مشائخ متفق ہوں۔

تنویر الابصار و در مختار باب المرتد میں ہے۔

واعلم انه لا يفتى بتكفير مسلم امكن حمل كلامه على محمل حسن او كان في كفره خلاف ولو كان ذلك رواية ضعيفة كما حرره في البحر وعزاه في الاشباه الى الصغرى وفي الدرر وغيرها اذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر

یعنی جان لو کہ کسی مسلمان پر حکم کفر نہ دیا جائے جب تک اسکے کلام کو اچھے معنی پر اتارنا ممکن ہو یا اس کے کفر میں خلاف ہو گرچہ اس کے خلاف روایت ضعیفہ ہو جیسا کہ بحر الرائق میں فرمایا اور اشباہ و النظائر میں اسکو فتاویٰ صغریٰ کی طرف منسوب کیا اور درر غرر میں ہے جب کہ مسئلہ میں بہت وجوہ کفر کی ہوں اور صرف ایک

وواحد یمنعہ فعلی المفتی المیل لما یمنعہ ۔ انتہی بقدر الحاجہ

وجہ کفر کو منع کرتی ہو لیس مفتی پر ضروری کہ اس ایک ہی وجہ پر عمل کرے اور فتوائے کفر نہ دے ۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے جلد ۲ صفحہ ۳۸۱ میں قولِ روایت ضعیفہ پر فرمایا:

ولو لغیر مذہبنا افادہ ابو السعود فی حاشیۃ الاشباہ اھ

چنانچہ بحر الرائق میں اسکو خوب منقح کر کے لکھا ہے اور اشباہ میں اس کو فتاویٰ صغریٰ کی طرف منسوب کیا ہے علامہ طحطاوی نے فرمایا کہ روایت ضعیفہ اگرچہ ہمارے غیر مذہب کی ہو یعنی مذہب شافعی یا مالکی وغیرہ کی ہو پھر علامہ عبد القادر رافعی مفتی دیار مصر نے اپنے حاشیہ تحریر المختار علیٰ رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۱۰۶ پر فرمایا۔

وقد صرح الحموی بانہا لو کانت تلک الروایۃ لغیر مذہبنا وجب علی المفتی المیل الیہا وتبعہ ابو سعود والخیر الرملی ویدل علی ذالک کون ما یوجب التکفیر مجمعًا علیہ اھ

یعنی علامہ حموی نے صراحۃً بیان فرمایا کہ روایت ضعیفہ بھی مانع تکفیر ہے اگرچہ ہمارے غیر مذہب کی ہو مفتی پر واجب ہے کہ اس پر ہی عمل کرے اور اس پر دلالت کرتا ہے یہ حکم کہ تکفیر کے لئے اجماع شرط ہے

علامہ علی قاری مکی نے شرح شفا و شرح فقہ اکبر میں تصریح فرمائی ہے

واللفظ للخیر قد ذکروا ان المسئلۃ المتعلقۃ بالکفر اذا کان لہا تسعۃ وتسعون احتمالا للکفر واحتمال واحد فی نفیہ

یعنی ہمارے علماء نے فرمایا ہے اگر مسئلہ متعلقہ بالکفر میں ۹۹ احتمالوں میں سے ننانوے احتمالات کفر کی

فالاولی للمفتی والقاضی ان یعمل بالاحتمال النافی لان الخطا فی ابقاء الف کافر اھون من الخطاء فی افناء مسلم واحد

طرف جا رہے ہوں اور ایک احتمال کفر کی نفی کی طرف ہو تو مفتی اور قاضی کو چاہیئے کہ اس ایک ہی احتمال پر جو کفر کی نفی کی طرف ہے عمل کرے اس لئے کہ ہزار کافروں کو باقی رکھنے کی خطا ہلکی ہے ایک مسلمان کو فنا کرنے کی خطا سے ۔

⁂ ⁂ ⁂

⁂ ⁂ ⁂

⁂ ⁂ ⁂

اس کے آگے فرماتے ہیں ۔

وفی المسئلۃ المذکورۃ تصریح بانہ یقبل من صاحبہا التاویل اھ

یعنی اس مسئلہ مذکورہ میں تصریح ہے اس بات کی کہ جس شخص کی وہ عبارت ہے اسکی ہر تاویل قبول کی جائے ۔

امام حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ عزیزی جلد دوم صفحہ ۱۹۹ میں نقل فرمایا ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ تکفیرِ مسلم میں ایک وصیت فرمائی ہے اور ایک قانون ۔

وصیّت امام غزالی

اما الوصیۃ فان تکف لسانک من اہل القبلۃ ما داموا قائلین لا الہ الا اللہ محمد

یعنی امام موصوف علیہ الرحمۃ کی وصیت یہ ہے کہ تو اپنی زبان کو اہل قبلہ کے کافر کہنے سے روک لے جب تک وہ کلمہ طیبہ

رسول اللہ غیر منافقین
لھا والمنافقۃ تجویزھم
الکذب علیہ بعذر اولغیر
عذر فان التکفیر فیہ خطر
والسکوت لاخطر فیہ اھ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل
رہیں بغیر منافقت کے اور منافقت
یہ ہیکہ کلمہ شریف کو عذر یا بغیر عذر کے
جھوٹ کے ساتھ پڑھنا جائز جانیں
یقینا کافر کہنے ہیں بڑا خطرہ ہے اور
خاموش رہنے میں کوئی خطرہ نہیں

امام عبدالوہاب شعرانی کتاب مستطاب "الیواقیت والجواہر"
صفہ ۱۷۲ پر امام تقی الدین سبکی کا فتویٰ دربارہ تکفیر نقل فرماتے ہیں۔

فتویٰ

اعلم یااخی وفقنی اللہ تعالیٰ وایاک ان الاقدام علی
تکفیر المومنین عسیر جدا وکل من فی قلبہ ایمان یستعظم
القول بتکفیر اھل الاھواء والبدعۃ مع قولھم لا الٰہ
الا اللہ محمد رسول اللہ فان التکفیر امر ھائل عظیم الخطر
ومن کفر انسانا فکانہ اخبر عن ذالک الانسان بان
عاقبتہ فی الاخرۃ العقوبۃ الدائمۃ ابد الابدین وانہ
فی الدنیا مباح الدم والمال لایمکن من نکاح مسلمۃ ولا
تجری علیہ احکام الاسلام فی حیاتہ وبعد مماتہ و
الخطاء فی قتل مسلم ارجح فی الاثم من ترک
الف کافر (الیٰ ان قال)

ان الحکم بان ذالک کفر صعب من جھۃ صعوبۃ علم
الکلام ومواطن الاستنباط وتمییز الحق من غیرہ وانما
یحصل ذالک لرجل جمع صحۃ الذھن وریاضیۃ النفس
حتیٰ خرج من الھواء

والتعصب بالکلیۃ مع املائہ من علوم الشریعۃ۔
والاطلاع علیٰ اسرارھا ومنازع الائمۃ المجتھدین
فیھا وھذا اقل ان یوجد الاٰن عند شخص واذا کان
الانسان یعجز عن تحریر اعتقاد نفسہ فی عبارتہ
فکیف یقدر علیٰ تحریر اعتقاد غیرہ فی عبارۃ فا
الاوجب من کل مومن ان لا یکفر احدا من اھل
الاھواء والبدع لاسیما غالب اھل الاھواء انما ھم
عوام مقلدون بعضھم بعضا لایعرفون دلیلا
ینافض اعتقادھم الیھم الا ان یخالفوا النصوص
الصریحۃ التی لا یحتمل التاویل عنادا اوجمودا۔

ترجمہ:۔

یعنی جان تو اے بھائی اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو توفیق عطا فرمائے
مسلمان کو کافر کہنے پر اقدام بڑی دشوار چیز ہے جس شخص کے دل میں
ایمان ہوگا وہ بدمذہبوں کے کافر کہنے کو بھی خطرناک جانے گا باوجود اس
بات کے کہ وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں یقیناً کافر کہنا
بڑا ہولناک اور بڑے خطرے کی چیز ہے جس شخص نے کسی انسان کو کافر
کہا اس نے اس بات کی خبر دی کہ اس کا انجام آخرت میں ہمیشہ ہمیشہ کا

عذاب جہنم ہے یعنی یہ شخص جہنم سے کبھی نہ نکلے گا اور دنیا میں اس کا خون اور مال مباح ہے کسی عورت مسلمہ کا اس سے نکاح نہیں ہو سکتا زندگی اور بعد موت اس پر احکام اسلام جاری نہیں ہو سکتے ایک مسلمان کے قتل بالخطا کا گناہ ہزار کافروں کے ترک کرنے کے گناہ سے زیادہ ہے لہٰذا حکم کفر لگانا دشوار ہے کہ علم کلام اور مواقع استنباط اور حق و باطل کا امتیاز دشوار کام ہے یہ ایسے شخص کا کام ہے جو اپنی ذہنی قوتوں اور ریاضت نفس کے ساتھ اس درجہ پر ہو جائے کہ خواہشات نفس امارہ اور تعصب سے بالکل نکل جائے اور علوم شرعیہ اور اسرار شریعت سے خوب واقف ہو اور ائمہ مجتہدین کے مواقع اختلاف کو پہچانتا ہو ایسا شخص اس زمانہ میں نادر الوجود ہے جب کہ انسان اپنے اعتقادیات کی تحریری عبارت سے عاجز ہے دوسرے کے عقائد کی تحریری عبارت پر کیسے قادر ہو سکتا ہے پس ہر مومن کے لئے واجب تر ہے کہ بد مذہبوں کو بھی کافر نہ کہے کہ اکثر بد مذہب لوگ ایک دوسرے کے مقلد ہوتے ہیں کسی ایسی دلیل کو نہیں جانتے جو ان کے اعتقاد کے منافی ہو۔ ہاں اگر وہ نصوص صریحہ غیر محتمل التاویل کی عناداً یا جحوداً مخالفت کرے تو ایسی صورت میں ضرور حکم کفر ہوگا۔

مقالہ ۵

ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کا ارشاد شرح فقہ اکبر میں سن چکے۔

وفی المسئلۃ المذکورۃ تصریح بانہ یقبل من صاحبہا التاویل

مسئلہ تکفیر میں صاحب کلام کی ہر تاویل مقبول ہوگی۔

اسی وجہ سے ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ جس شخص کا کلام ہو اس سے اس کا مطلب معلوم کرنا چاہیئے اگر وہ اس کے ایسے معنٰی بیان کرے جو شریعت کے موافق ہوں تو تکفیر نہ کی جائے چنانچہ علامہ ابن نجیم مصری صاحب بحر الرائق اپنی آخری تصنیف اشباہ والنظائر کے ص۲۶۶ پر فرماتے ہیں۔

ولا یکفر لقولہ لا تعجب فتھلک فان موسیٰ علیہ السلام اعجب بنفسہ فھلک ویستفسر فان فسرہ بما یکون کفراً کفر۔

یعنی اس قول پر حکم کفر نہ دیا جائے گا اگر کسی نے کہا کہ تو تکبر نہ کر کہ ہلاک ہو جائیگا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تکبر کیا تھا وہ ہلاک ہو گئے اس کلام کے کہنے والے سے اسکا مطلب معلوم کیا جائے اگر اس کا مطلب وہ بیان کرے جو واقعی کفر ہے تکفیر کی جائے۔

یعنی وہ اس کا مطلب اگر ایسا بیان کرے جو خلاف شریعت نہ ہو تو اس کی تکفیر نہ کی جائے گی اس سے معلوم ہوا کہ جس کا کلام ہے اگر وہ کلام بظاہر خلاف علوم شرعیہ ہے تو اس کے قائل سے معلوم کرنا چاہیئے اگر وہ اس کلام کا مطلب موافق شریعت مطہرہ بتائے تو تکفیر نہیں کرنا چاہیئے۔

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکتوبات ج ۳ صفحہ ۹۹ پر فرماتے ہیں

علماء فرمودہ اند اگر نود و نہ وجہ کفر ظاہر شود و یک وجہ اسلام یافتہ شود حکم کفر نباید کرد۔

اگر مسلمان کے کلام میں ننانوے وجہ کفر کی ظاہر ہوں اور ایک وجہ اسلام کی جب بھی حکم کفر نہ دینا چاہیئے۔

و نیز حضرت شیخ مجدد صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات ج ۳ صفحہ ۲۳۴ پر فرماتے ہیں۔

اگر لفظے صادر شدہ است کہ ظاہرش مطابقت بہ علوم شرعیہ ندارد آں را باندک توجہ از ظاہر صرف نمودہ مطابق باید ساخت و مسلمانے را متہم نباید کرد و اشاعت فاحشہ و تفضیح فاسق ہرگاہ در شریعت حرام و منکر باشد تفضیح مسلمانے بمجرد اشتباہ چہ مناسب بود و شہر بشہر منادی کردن کدام تدین باشد طریق مسلمانی و مہربانی آنست کہ کلمہ را کہ ظاہرش مخالف علوم شرعیہ است اگر از شخصے صادر شود باید دید کہ قائل آں کیست اگر ملحد و زندیق بود رد آں باید کرد و در اصلاح آں نہ باید کوشید و اگر قائل آں کلمہ مسلمان بود و ایمان با خدا و رسول داشتہ باشد در اصلاح سخن آں باید کوشید و محمل صحیح از برائے آں پیدا باید نمود یا از آں قائل حل آں باید طلبید و اگر از حل آں عاجز آید نصیحتش باید کرد امر بالمعروف و نہی عن المنکر برفق اولیٰ تر است کہ با اجابت نزدیک است و اگر مقصود اجابت نباشد و تفضیح مطلوب است امر دیگر است الخ

ترجمہ

یعنی اگر کسی سے کوئی ایسا لفظ صادر ہو گیا جو بظاہر علوم شرعیہ کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا ہے تو اس کی طرف تھوڑی توجہ کر کے اس کے ظاہری معنی سے پھیر کر مطابق شریعت کے کرنا چاہیئے اشاعت فاحشہ

اور فاسق کی رسوائی کرنا جب کہ شریعت میں حرام و برا ہے تو مسلمان کو رسوا کرنا فقط اشتباہ کی وجہ سے کیونکر مناسب ہو گا اور مسلمان کو شہر بشہر منادی کرنا کونسی دینداری ہے۔ طریق مسلمانی و مہربانی کا یہ ہے کہ اس کلمہ کو جس کا ظاہر مخالف علوم شرعیہ ہے اگر کسی شخص سے صادر ہوا۔ تو دیکھنا چاہیئے کہ وہ شخص کیسا ہے اگر ملحد و زندیق ہے تو رد اس کا ضرور کرنا چاہیئے۔ اور اس کی اصلاح کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے اور اگر اس کلمہ کا قائل مسلمان ہو کہ ایمان بخدا و رسول رکھتا ہو تو اس بات کی اصلاح میں کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اس کے لیے محمل صحیح نکالنا چاہیئے یا اس قائل سے اس کا حل طلب کرنا چاہیئے اگر وہ شخص اس کے حل کرنے سے عاجز ہو جائے تو اسکو نصیحت کرنا چاہیئے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (اچھی بات بتانا اور بری باتوں سے روکنا) (نرمی کے ساتھ) مناسب ہے کہ قبول کرنے کے نزدیک ہے اگر مقصود اس شخص کو قبول کیا نا نہ ہو بلکہ اس کی رسوائی ہی مقصود ہو تو اور بات ہے۔

مسلمانوں غور کرو کہ عالمان شریعت مطہرہ کاملان طریقت منورہ ہمیں کیسی نفیس اور پاکیزہ تعلیم دے رہے ہیں حتی الامکان مسلمان کے الفاظ کی تاویل کر کے صحیح معنی پر اتارنا چاہیئے یہ طریقہ مسلمانی ہے اور یہ طریقہ عالمان شریعت و کاملان طریقت کا رہا ہے بخلاف اس زمانہ پُر فتن کے کہ اس میں ایسے ایسے کفر کے فتوے مسلمانوں پر لگاتے پھرتے ہیں جو کہ علم سے دور عمل سے دور خواہشات نفسانی پر مغرور۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العفو الغفور۔

مقالہ ۶

ہمارے علماء اعلام وفقہائے کرام نے مسلمان کو کافر کہنے میں کس قدر احتیاط فرمائی ہے مسلمان کے صریح الفاظ میں تاویل فرما کر اس کو کافر قرار نہیں دیا۔ درمختار باب المرتد میں معروضات مفتی ابوالسعود سے ایک سوال نقل کیا ہے۔

ان طالب علم ذکر عندہ حدیث نبوی فقال أکل احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم صدق یعمل بہا فاجاب بانہ یکفر

یعنی ایک طالب علم کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی گئی اس طالب علم نے کہا کیا سب احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی ہیں کہ ان پر عمل کیا جائے مفتی نے اس طالب علم پر حکم کفر دیدیا۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞

علامہ طحطاوی جلد ۲ صفحہ ۴۸۲ پر مفتی کے حکم کفر پر فرماتے ہیں۔

(قولہ فاجاب بانہ یکفر) فیہ ان الکلام ھذا القائل محملاً حسناً بان یکون مرادہ انہ لا یعمل الا بالصحیح منہا والحسن فی اثبات

یعنی اس طالب علم کے کلام پر مفتی کا فتویٰ کفر مسلّم نہیں کہ اس کے کلام کا اچھا محمل ہو سکتا ہے بایں طور کہ اس کی مراد یہ ہو کہ اثبات احکام میں حدیث صحیح یا حسن پر عمل کیا

الاحکام ولا یعمل فیہ بالضعیف۔

جاتا ہے۔ حدیث ضعیف پر عمل نہیں کیا جاتا۔

علامہ موصوف نے یہ پہلی تاویل طالب علم کے کلام میں کی۔

دوسری تاویل یوں بیان کی

او یکون مرادہ انما نسخ منہا لا یعمل بہ ای وھذا الحدیث الذی سمعہ اما ضعیف لا یثبت حکما واما منسوخ

کہ حدیث منسوخ پر عمل نہیں کیا جاتا اب آگے فرماتے ہیں یعنی یہ حدیث جو اس نے سنی ہے ضعیف ہے یا منسوخ۔

پھر فرماتے ہیں۔

وبارادتہ ذالک او باحتمالہا لا یحکم علیہ بالکفر۔

یعنی اس طالب علم کی جب یہ مراد ہو یا اس مراد کا احتمال ہی ہو حکم کفر نہ دیا جائے گا۔

یہ دونوں شقیں علامہ موصوف خود نکال رہے ہیں۔ اس طالب علم سے جس کا کلام ہے کچھ ثابت نہیں صاف فرما رہے ہیں اگر اس تاویل کا احتمال بھی ہو جب بھی حکم کفر نہیں ہو سکتا کہ احتمال بھی نافی حکم کفر ہے۔

دیکھا۔ ہمارے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ صریح الفاظ میں بھی تاویل کر کے حکم کفر نہیں لگاتے ہیں اس حکم پر عمل کرتے ہیں کہ مسلمان کے الفاظ کو محمل حسن پر اتارنا چاہیئے اور حکم کفر سے بچانا چاہیئے۔

یہ حکم شریعت ہے یہی حکم طریقت ہے۔ ہمارے ائمہ کرام کا صریح لفظ میں تاویل کر کے حکم کفر سے بچانا خود امام مذہب سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول علامہ ابن نجیم مصری صاحب

بحر الرائق اپنی کتاب مستطاب اشباہ والنظائر کے صفحہ ۲۴۹ پر فرماتے ہیں۔

سئل الامام عمن قال لا ارجو الجنة ولا اخاف النار ولا اخاف الله تعالیٰ واٰکل المیتة واصلی بلا قراءة و بلا رکوع وسجود واشهد بالمراٰه وابغض الحق واحب الفتنة قال اصحابه امر هٰذا الرجل مشکل فقال الامام هٰذا الرجل یرجوا الله لا الجنة ویخاف الله لا النار ولا یخاف الظلم من الله تعالیٰ فی عذابه۔ ویاکل السمك والجراد ویصلی علی الجنازة ویشهد بالتوحید ویبغض الموت وهو الحق ویحب المال والاولاد وهی فتنة الخ

ترجمہ:-

یعنی حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جس نے یہ کلمات کہے کہ جنت کا امیدوار نہیں ہوں اور نہ میں دوزخ سے ڈرتا ہوں اور نہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں میں مردہ کھاتا ہوں اور بغیر قرأت و بغیر رکوع و سجود کے نماز ادا کرتا ہوں اور بے دیکھی چیز کی گواہی دیتا ہوں اور حق کو مبغوض رکھتا ہوں اور فتنے سے محبت کرتا ہوں۔

اس کو سن کر اصحاب امام نے کہا کہ اس شخص کا معاملہ مشکل ہے مگر حضرت امام نے فرمایا (یعنی اس شخص کے کلمات میں تاویل فرمائی) یہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہے نہ جنت کا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے نہ دوزخ سے اور اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرنے کو جو کہا اس کا مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کے

ظلم کا خوف نہیں کرتا کہ عذاب دینے میں کسی پر ظلم کرے کیونکہ ظلم وغیرہ نقائص و عیوب سے اس کی ذات پاک مبرہ و منزہ ہے اور وہ مچھلی اور ٹڈی کو کھاتا ہے۔ مچھلی اور ٹڈی میں ذبح نہیں۔ اور نماز جنازہ پڑھتا ہے کہ اس میں قرأت و رکوع و سجود نہیں اور موت کا آنا حق ہے اسکو طبعی طور پر مبغوض کرتا ہے اور مال اولاد فتنہ ہے اس سے محبت کرتا ہے۔

ناظرین کرام اس بات پر غور کریں کہ امام عالی مقام رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کے کلمات کو تاویل فرماکر کس طور سے صحیح معنی میں اتار دیا خصوصاً وہ کلمہ بظاہر کس قدر ہولناک ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا کی کیسی تاویل کی یعنی اللہ کے ظلم سے خوف نہیں کرتا کہ عذاب دینے میں کسی پر ظلم نہ فرمائیگا۔

یہی طریقہ بزرگان دین وہادیان شریعت کا رہا کہ مسلمان کے صریح کلمات میں بھی تاویل فرماکر صحیح معنی میں اتار دیتے ہیں اور باوجود ایسے کلمات کے بھی تاویل کے ذریعہ مسلمان ہی قرار دیتے ہیں جیسا کہ صاحب درمختار اور اشباہ والنظائر کے بیان کردہ واقعات سے روز روشن کی طرح ظاہر باہر ہوگیا۔

مَقالہ ۷

جامع علوم ظاہر و باطن واقف رموز شریعت و طریقت عالم ربانی امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب نورانی "کشف الغمہ عن جمیع الامۃ" کی جلد اول صفحہ ۶ مطبوعہ مصر میں فرماتے ہیں اس ہی تکفیر کے بارے میں۔

فان فی الصحیح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ یقول فی دعائہ اللھم من شق علی امتی فاشقق اللھم علیہ ولا احد اشق علی الامۃ من فقیہ یجعلھم ویحکم ببطلان عباداتھم ومعاملاتھم وتطلیق نسائھم وسفک دمائھم ویحکم بکفرھم بامور ولدھا بعقلہ ورایہ ولم یات بھا صریحا کتاب وسنۃ ویضیق الدنیا علی العامی منھم فمن فعل ذالک فقد دخل فی دعائہ صلی اللہ علیہ وسلم بان اللہ یشق علیہ نسأل اللہ العافیۃ اھ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث میں ہے کہ آپ اپنی دعا میں یہ فرمایا کرتے یا اللہ جو میری امت میں جدائی ڈالے امت کی جمعیت کو توڑے اس پر تو دشواری اور مشقت ڈال اور اس فقیہہ عالم سے زیادہ امت میں جدائی ڈالنے والا کوئی نہیں جو امت میں روک لگائے۔ اور ان کے عبادات ومعاملات کے باطل ہونے کا حکم لگائے اور ان کی عورتوں پر مطلقہ اور ان کے خون کے بہانے کا حکم دے ان پر کافر ہونے کا حکم لگائے ایسی وجوہ سے جو اس کی عقل اور رائے کی پیدا کی ہوئی ہوں۔ اور وہ کتاب اللہ تعالیٰ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صریحاً ثابت نہ ہوں۔ یہاں تک کہ عام مسلمانوں پر دنیا تنگ ہو جائے جو عالم ایسا کریگا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا میں داخل ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو دشواری اور مشقت میں ڈالے گا

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

عزیزان گرامی اس تقریر امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کو غور سے پڑھیئے اور ایمان وانصاف کی روشنی میں فیصلہ کر لیجئے کہ امام شعرانی نے صاف صاف فرما دیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا میں وہ عالم اور فقیہہ داخل ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت مرحومہ پر ایسے فتوے کفر کے دے کہ ان کی عبادات ومعاملات ونکاح وغیرہ کو باطل قرار دیدے محض ایسے امور کی وجہ سے جو اس کے اپنے دماغ وعقل ورائے کی پیداوار ہوں۔

پیارے عزیزو! یہ ارشاد امام شعرانی کا ان کی ایک کرامت ہے اس دور سے پہلے کسی عالم نے ایسے فتوے کفر کے نہیں دیئے کہ عرب سے عجم تک کوئی عالم کوئی امام کوئی نمازی کوئی حاجی حکم کفر سے نہ بچے سوائے چند لوگوں کے جو ان کی ہاں میں ہاں ملانے والے اور ان کے بتلائے ہوئے سبق کو ان کے اندھے مقلد بن کر رٹنے والے ہیں وہی ان کے نزدیک سنی ہیں اور وہی مسلمان۔ انشاء اللہ الکریم آگے اس کی قدرے تفصیل کریں گے۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا اور علامہ قاری حنفی شرح شفا جلد ۲ صفحہ ۴۲۵ میں فرماتے ہیں:۔

"مسلمین اہل تاویل اگرچہ وہ اپنی تاویل کتاب اللہ میں خطا پر ہوں پھر بھی ان کی تکفیر سے عند المحققین احتراز واجب ہے"

الذی مبتدأ ای القول الذی یجب ان یقال ھو الاحتراز عن التکفیر فی اھل التاویل وان کان تاویلھم خطأ فی فھم التنزیل فان دماء للمصلین الموحدین الصائمین المزکین القارئین للکتاب التابعین للسنۃ فی جمیع الابواب -

خطر بفتحتین ای ذو خطر و یجوز ان یکون بفتح فکسر والخطأ فی ترک الف کافر اهون من الخطأ فی سفک محجمة من مسلم وفی نسخة من دم مسلم واحد ولذا قال علماءنا اذا وجد تسعة وتسعون وجهًا تشیر الیٰ تکفیر مسلم ووجہٌ واحد الی ابقائه علیٰ اسلامه فینبغی للمفتی والقاضی ان یعمل بذالک الوجه وهو مستفاد من قوله علیه السلام ادرأ الحد ودعن المسلمین ما استطعتم فان وجدتم للمسلم مخرجًا فخلو سبیله فان الامام لان یخطی فی العفو خیرله من ان یخطی فی العقوبة۔ رواه الترمذی وغیره والحاکم وصححوه اھ۔

ترجمہ:۔

یعنی مسلمان کو کافر کہنے کے بارے میں جس بات کا حکم کرنا واجب ہے وہ یہ ہے اہل تاویل کو اگرچہ اپنی تاویل قرآنی میں خطا پر ہوں کافر کہنے سے احتراز کرنا چاہیئے اس لئے کہ نماز ادا کرنے والے اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان رکھنے والے اور روزہ رکھنے والے زکوٰۃ ادا کرنے والے قرآن مجید کی قرأت کرنیوالے اور تمام ابواب دین میں اتباع سنت کرنے والے مسلمانوں کو کافر اور مباح الدم قرار دینے میں بڑا خطرہ ہے حالانکہ ہزار کافروں کے بارے میں خطا کرنا ایک مسلمان کے بارے میں خطا کرنے سے زیادہ ہلکا ہے اسی وجہ سے ہمارے علماء نے فرمایا ہے اگر مسلم کے کلام میں ننانوے وجہیں کفر کی ہوں اور ایک وجہ اس کے اسلام پر باقی رہنے کی طرف مشیر ہو تو مفتی اور قاضی پر ضروری ہے کہ اسی ایک ہی وجہ پر عمل

کریں یعنی اس کو کافر نہ کہیں مسلمان قرار دیں۔

مسلمانوں مذہب اہلسنت وجماعت کا عظیم الشان عالم احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شارح وہ کون علامہ ملا علی قاری حنفی مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد آپ کو معلوم ہوگیا کہ مسلمان کو کافر کہنے میں کس قدر احتیاط کرتے ہیں اور اسی کا حکم دیتے ہیں۔

مقالہ ۸

فاضل بریلوی کے ارشادات در بارہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی "تمہید الایمان" صفحہ ۴۲ پر رقمطراز ہیں۔ سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح دیکھئے کہ بار اوّل ۱۳۰۹ھ میں مطبع انوار محمدی میں چھپا جس میں بدلائل قاہرہ دہلوی مذکور اور اس کے اتباع پر بچھتر وجہ سے لزوم کفر ثابت کرکے صفحہ ۹۰ پر اخیر حکم یہی لکھا کہ علماء محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے"

یعنی مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے بارے میں یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی پہ اعتماد اور اسی پر سلامتی اور اسی میں استقامت اھ۔

اس عبارت تمہید الایمان کے چند فوائد قابل غور ہیں۔

اوّلاً۔ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کو کافر نہ کہنا یہی جواب باصواب ہے لہٰذا جن لوگوں نے کافر کہا ان کا یہ قول جواب باصواب کے

کے خلاف ہے ۔

ثانیاً ۔ اسی پر یعنی مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے کافر نہ کہنے پر ہی فتویٰ ہونا چاہیئے بلکہ اسی پر فتویٰ ہے جن لوگوں نے مولوی اسماعیل مذکور کے کفر پر فتویٰ دیا انہوں نے ماعلیہ الفتویٰ کے خلاف کیا ۔

ثالثاً ۔ یہی ہمارا مذہب ہے لہٰذا جن لوگوں نے مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کے کفر پر فتویٰ دیا وہ ہمارے مذہب کے خلاف یا جواب انکو کافر کہنے وہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے ۔

رابعاً ۔ اسی پر اعتماد اور سلامتی اور استقامت ہے لہٰذا جن لوگوں نے ان کے کفر پر فتویٰ دیا یا ان کو کافر کہا ان کا قول قابل اعتماد نہیں کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کو کافر نہ کہنے میں ہی سلامتی اور استقامت ہے لہٰذا جو لوگ ان کو کافر کہیں گے بحکم فاضل بریلوی وہ سلامتی اور استقامت سے دور ہیں ۔

پھر فرماتے ہیں ۔ "الکوکبۃ الشہابیہ" دیکھئے جو خاص مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی اور ان کے متبعین ہی کے رد میں تصنیف ہوا اور بار اول شعبان سنہ ۱۳۱۲ھ میں عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں چھپا

جس میں نصوص جلیلہ قرآن مجید و احادیث صحیحہ و تصریحات ائمہ سے بحوالہ صفحات کتب معتمدہ اس پر ستر وجہ کفر بلکہ زائد سے لزوم کفر ثابت کیا اور بالآخر یہی لکھا صـ۶۲ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار (یعنی کافر کہنے سے) کف لسان یعنی زبان روکنا ماخوذ و مختار و مناسب واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ۔

پھر اسی تمہید الایمان صـ۴۳ پر فرمایا کہ سبحٰن السبوح میں اٹھتر وجہ سے

[لزوم کفر ثابت کر کے بالآخر صـ۸ طبع اول پر یہ ہی لکھا ۔

(حاشا للہ حاشا للہ ہزار بار حاشا للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت و ضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے فان الاسلام یعلو ولا یعلیٰ الخ)]

اس عبارت میں صراحتاً فرمایا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی اہل لا الٰہ الا اللہ ہیں یعنی مسلمان ہیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ الا اللہ کو کافر کہنے سے منع فرمایا ہے ۔ ناظرین کرام غور فرمائیں ان ہی مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی بعض عبارات تقویۃ الایمان کے بارے میں مولانا فضل حق خیرآبادی سے سوال کیا جاتا ہے اور ان عبارات تقویۃ الایمان کے قائل مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے لئے حکم شرعی پوچھا جاتا ہے چنانچہ مولانا موصوف اپنے فتوے میں جس کا نام "تحقیق الفتویٰ فی رد اہل الطغویٰ" ہے رقم طراز ہیں جسکو فاضل بدایونی مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سیف الجبار مطبوعہ مطبع اہل سنت و جماعت ۲۲ زکریا اسٹریٹ کلکتہ کے صفحہ ۴۲ و ۴۳ پر اس فتوے کی عبارت بلا نکیر بلکہ استدلالاً نقل کی ہے وہ عبارت بعینہٖ نقل کرتا ہوں ۔

جواب سوال ثالث ۔ این ست کہ قائل ایں کلام لاطائل از

روئے شرع مبین بلاشبہ کافر بے دین ست ہرگز مومن
مسلمان نیست وحکم او شرعاً قتل و تکفیر ست ہر کہ در کفر
او شک آرد یا تردد دارد یا ایں استخفاف را سہل
انگارد کافر و بے دین و نامسلمان لعین ست اھ

یعنی مولوی اسماعیل صاحب دہلوی اور ان کی تقویۃ الایمان
کی عبارات کے بارے میں جو سوال کا تیسرا نمبر ہے اس کا جواب یہ ہے
کہ اس کلام لاطائل کا قائل از روئے شریعت بلاشبہ کافر بے دین ہے
ہرگز مومن مسلمان نہیں ہے اس کا حکم شرعاً قتل و تکفیر ہے جو شخص اس کے
کافر ہونے کے بارے میں شک کرے یا تردد رکھے یا اس استخفاف کو
ہلکا جانے وہ بھی کافر و بے دین نامسلمان ملعون ہے۔

رسالہ ماہنامہ "المیزان" بمبئی امام احمد رضا نمبر میں ۲۰ سے زائد علماء
ہند کی تعداد بتائی ہے جن حضرات نے اس فتوے کی تائید و تصدیق کی
ہے جس میں فاضل بدایونی مولانا فضل رسول صاحب و فاضل بریلوی کی
کے پیر و مرشد مولانا سید شاہ آل رسول صاحب و فاضل بریلوی
کے والد بزرگوار مولانا نقی علی خاں صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ بھی ہیں۔

اب ناظرین اس پر غور کریں کہ حضرات موصوفین تمام پارٹی بھر
کے نزدیک مسلّم ہیں کیونکہ یہ سب حضرات فاضل بریلوی کے نزدیک
بھی مومن مسلم اور ان کے ممدوحین ہیں ان کے اس مذکورہ فتوے کی
رو سے یہ چار حکم یعنی مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے کفر میں شک
یا تردد کرنے والے پر کافر و بے دین و نامسلمان لعین ہونا ثابت ہوتے
ہیں یا نہیں۔ کیونکہ فاضل بریلوی مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کو نہ خود

ہی کافر کہتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی منع کرتے ہیں بلکہ ان کو مسلمان اہل
لا الٰہ الا اللہ مانتے ہیں جیسا کہ ہم تمہید الایمان سے نقل کر چکے ہیں اب اگر کوئی
شخص یہ سوال کرتا ہے کہ تحقیق الفتویٰ فی رد اہل الطغویٰ کی عبارت منقولہ
سیف الجبار کی رو سے فاضل بریلوی کا اپنے اصول پر مسلمان ہونا ثابت تو
کیجئے۔ یہ فتویٰ آپ کے مسلّم علماء و ممدوحین فاضل بریلوی کا ہے۔
اس میں ان صاحبان کو کیا کلام ہو سکتا ہے خصوصاً حسب بیان المیزان بمبئی
جب کہ اس کی تائید و تصدیق فاضل بریلوی کے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ
اور ان کے والد ماجد علیہ الرحمۃ نے بھی کر دی ہے اس صورت میں اس کا
کیا جواب ہوگا۔

اور سنئے۔ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی پر جس طور سے علماء ہند کا
فتویٰ ہے جو ہم نے بیان کر دیا۔ اسی طور سے علماء حرمین یعنی مکہ معظمہ و مدینہ
طیبہ کا بھی فتویٰ ہے جس کو مولانا نذیر احمد خانصاحب مرحوم مدرس مدرسہ
طیبہ احمد آباد گجرات نے اپنی کتاب بوارق لامعہ جو براہین قاطعہ کے رد میں
تصنیف کی گئی ہے مطبوعہ مطبع دت پرشاد بمبئی سنہ ۱۳۰۹ھ کے صفحہ ۲۴۵ کے حاشیہ
پر نقل کیا ہے اس کی عبارت یہ ہے۔

بلکہ اس مولوی اسماعیل کی تکفیر علماء حرمین شریفین اور
ہندوستان نے کی ہے اور اس کے طرفدار اور اس کے کلام کی
تاویل کرنے والے و اس کے کلام کے باعث اس کو مسلمان
جاننے والے پر کفر کا فتویٰ دیا ہے چنانچہ سیوف بارقہ مطبوعہ
بمبئی وغیرہ میں علماء حرمین شریفین مثل شیخ جمال و سید احمد
دہلان و مفتی ابو سعود مدنی وغیرہم کی تقاریر و مواہیر اور تحقیق الفتویٰ

میں علماء ہندوستان کی تقاریر دستخط مہر ثبت ہیں الخ

ناظرین ۔ با تمکین غور فرمائیں کہ مولوی اسماعیل صاحب کے کلام میں تاویل کرنے والے پر حکم کفر دینے پر علماء حرمین شریفین و علمائے ہندوستان متفق ہیں۔

فاضل بریلوی اس حکم متفقہ علمائے حرمین شریفین و علمائے ہندوستان کے حکم تکفیر سے کیسے بچ سکتے ہیں جبکہ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی مذکور کو اہل لا الٰہ الا اللہ اور مسلمان مان رہے ہیں اور ان کی تکفیر سے کف لسان کر رہے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کے کافر کہنے سے منع کر رہے ہیں اس فتوے کے مصدقین و مؤیدین تمام پارٹی کے نزدیک بہر صورت مسلم ہیں اپنے دور کے ایسے بھی نہیں جیسا کہ اس سراپا کذب و فریب کتابچہ میں نام لکھ دیئے ہیں کہ ان میں اکثر و بیشتر ایسے ہیں کہ پنج گنج و علم الصیغہ کے صیغے بھی نہیں جانتے۔ علمی مراحل سے تو ان کو کیا واسطہ محض عوام کی فریب دہی کے لئے طالب علموں نو عمر لڑکوں کے دستخط جمع کر کے عوام کو دکھا دیئے اور ان کے سامنے یہ ظاہر کیا کہ یہ علماء ہیں حالانکہ ان کو عربی فارسی تو کیا اردو کی صحیح عبارت پڑھنے کا بھی سلیقہ نہیں مگر مقصود تو عوام کو فریب دینا ہے۔

اب غور کیجئے کہ علمائے ہندوستان و علماء حرمین کا متفقہ (حسب بیان سیف الجبار و بوارق لامعہ) فیصلہ ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے کفر میں شک کرے یا تردد یا اس کے کلام میں تاویل کرے وہ کافر ہے۔

الغرض مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی تکفیر سے کف لسان کرنے اور انکو اہل لا الٰہ الا اللہ مسلمان مان کر علماء مذکورین کے متفقہ فتوائے کفر کی زد سے فاضل بریلوی صاحب کیسے بچا سکتے ہیں۔

مقالہ ۹

کتاب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کتاب ایسی نہیں کہ جس کے مضامین کا ہر ہر فقرہ ہر ہر حکمہ قطعاً حق اور واجب الاتباع ہو بلا شک و شبہ ہو بڑے بڑے علما نے دینی کتابیں تصنیف فرمائیں مگر ان کے متعلق کسی عالم نے کبھی نہ کہا کہ اس کا ہر ہر حکم ہر ہر جملہ قطعی حق اور تمام مسلمانوں کے لئے واجب الاتباع ہے جو اس میں شک کرے گا وہ مسلمان نہیں یہ شان کتاب اللہ تعالیٰ کی ہے جس کو اس نے اپنے ملک مقرب کے واسطے سے خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی کسی کتاب کو یہ رتبہ دینا یعنی بلا شک و شبہ قطعی قرار دینا اس کتاب کو کلام اللہ تعالیٰ کی برابر کرنا ہے جو کہ نافی و منافی اسلام ہے

در مختار میں ہے۔

ویابی اللہ العصمۃ لکتاب غیر کتابہ۔ — یعنی عصمت کو اللہ تعالیٰ نے کسی کتاب کے لئے مقدر و معین نہیں فرمایا سوائے اپنی کتاب مقدس کے

⁂ ⁂ ⁂

افضل المحققین علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رد المحتار میں فرماتے ہیں۔

ھٰذا العتذار منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ای ھٰذا الکتاب و ان کان — یعنی صاحب در مختار کا قول مذکور اپنی طرف سے عذر ہے مقصد یہ

مشتملا على ما حرره المتاخرون وعلى التحقيقات المذكورة لكنه غير معصوم اى غير ممنوع من الخطأ والسهو فيه فان الله تعالى لم يرض ولم يقدر العصمة لكتاب غير كتابه العزيز الذى قال فيه لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه فغيره من الكتاب قد يقع فيه الخطأ والزلل لانها من تاليف البشر والخطاء والزلل من شعارهم۔ الى آخره۔

میری کتاب اگرچہ متاخرین کی تحریرات و تحقیقات پر مشتمل ہے لیکن پھر بھی خطا اور سہو سے معصوم اور غیر محفوظ نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے سوائے اپنی کتاب مجید کے اور کسی کتاب کیلئے عصمت کو مقدر نہیں فرمایا کہ اس کے آگے اور پیچھے سے باطل نہیں آسکتا۔ اس کتاب اللہ کے سوا جتنی کتب ہیں سب میں خطا اور زلل واقع ہوجاتا ہے اس لئے کہ وہ کتابیں بشر کی تالیفات سے ہیں اور خطا اور زلل شعار بشریت سے ہیں۔

اس میں صاف صاف تصریح ہے کہ کسی بشر کی تالیف و تصنیف کردہ کتاب خطا و زلل سے پاک و صاف نہیں ہوسکتی کہ یہ شان کتاب اللہ تعالیٰ کی ہے کہ جس کا ایک ایک کلمہ اور حرف قطعی حق خطا و زلل سے پاک جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں لہٰذا کسی بشر کی تالیف و تصنیف کو قطعی حق خطا و زلل سے پاک ماننا اس بشر کی تالیف و تصنیف کو کلام اللہ کی برابر کرنا ہے جو سراسر عقائد اسلامیہ کے خلاف ہے۔

پھر یہ ہی علامہ شامی علامہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی شرح اصول بزدوی سے ناقل ہیں

عن الشافعی رحمۃ اللہ علیہ انہ قال انی صنفت هذه

الکتب فلم آل فیها الصواب ولا بد ان یوجد فیها ما یخالف کتاب اللہ تعالیٰ وسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیه اختلافا کثیرا فما وجدتم فیها مما یخالف کتاب اللہ تعالیٰ وسنۃ رسوله صلی اللہ علیه وسلم فانی راجع عنه الی کتاب اللہ تعالیٰ وسنۃ رسوله صلی اللہ علیه وسلم الخ

ترجمہ:-

یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے جو کتب تصنیف کی ہے ان میں حق و صواب کو بیان کرنے میں کمی نہیں کی پھر بھی کچھ نہ کچھ ضرور ان میں وہ چیز پائی جائے گی کہ جو کتاب اللہ تعالیٰ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اپنی کتاب مجید کے لئے اگر یہ قرآن مجید غیر خدا کی کتاب ہوتی تو اس میں جا بجا بکثرت اختلاف پایا جاتا لہٰذا میری مصنفہ کتب میں جو کچھ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے خلاف پایا جاوے تو یقیناً میں اس سے کتاب اللہ تعالیٰ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنے والا ہوں۔

پھر اس کے آگے یہ ہی علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ امام اسماعیل بن یحیی مزنی شاگرد امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ سے ناقل۔

قال المزنی قرأت کتاب الرسالة علی الشافعی ثمانین مرة فما من مرة الا وکان یقف فی خطأ فقال

یعنی امام مزنی شاگرد امام شافعی نے فرمایا میں نے کتاب الرسالہ کو امام شافعی کے سامنے اسی مرتبہ پڑھا تو ہر

الشافعی ھیہ بی اللہ، ان یکون صحیحا غیر کتابہ الخ ﴿ ﴿ ﴿ ﴿ ﴿ ﴿
مرتبہ خطا پر مطلع ہوئے پھر امام نے فرمایا ہٹا دُ اللہ تعالیٰ نے کسی کتاب کے صحیح ہونیکو مقدر و معین نہیں کیا سوائے اپنی کتاب کے۔

مسلمانوں یہ ارشادات ہیں پیشوایان دین و مذہب کے اب غور تو فرمائیے کہ فاضل بریلوی مرحوم کے رسائل و کتب کے مضامین کو قطعاً یقیناً خطاءً و لغزش سے معصوم ماننا اور ان کے ہر ہر مضمون اور تحقیق کو بلا شک و شبہ حق صحیح ماننا خصوصاً "حسام الحرمین"، کو جس میں اکابر علمائے دیوبند کو بھی کافر و مرتد بنایا گیا ہے۔ بلا شک و شبہ کے قطعی حق ماننا اور اس میں شک و شبہ کرنے والے کو کافر اسلام سے خارج قرار دینا کونسی شریعت اور دین ہے کیا اکابر علمائے دیوبند کو کافر و مرتد قرار دینا ضروریات دین یا ضروریات اہلسنت سے ہے۔ جن عبارات پر فاضل بریلوی مرحوم نے احکام کفر بیان فرمائے ہیں ان عبارات کا وہ مطلب جو انہوں نے معین کیا ہے وہ تو صرف ان کی ذاتی انفرادی رائے ہے جو کہ علمائے معصر ہندوستان و خود مصنفین کے بیان و سیاق و سباق کلام بلکہ نفس کلام کے خلاف ہے کیا فاضل بریلوی کی انفرادی ذاتی رائے وہ بھی کسی عبارت کے مطلب شناسی میں حجت شرعی و قطعی یقینی ہو جائے گی؟

افسوس ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ علیہم اجمعین کی انفرادی اجتہادی رائے تو قطعی ہو نہیں سکتی مگر فاضل بریلوی کی رائے وہ بھی کسی عبارت کی مطلب شناسی میں قطعی اور یقینی ہو جائے۔

ثابت ہوا کہ اس خود ساختہ شریعت کو ان لوگوں نے اپنا دین

و آئین بنا رکھا ہے اور اسی من مانے آئین کی بنا پر خلاف رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے مسلمانوں کو کافر و بے دین بتلاتے ہیں۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مقالہ نمبر ۱۰

اب ہم اس مفتری اور کذاب کتا بچہ کی طرف توجہ کرتے ہیں جس میں ایک تحریر مولوی شریف الحق کے نام سے لکھی گئی ہے دوسری تحریر مولوی اختر رضا خاں بریلوی کے نام سے ہے ان دونوں تحریروں کی جو حالت ہے اس کا اندازہ اہل علم و فہم ادنیٰ درجے کی غور و فکر سے لگا سکتے ہیں ہم یہاں طویل کلام نہیں کریں گے بلکہ مختصراً ضروری بات عرض کریں گے جس سے ہر منصف ایماندار خود ہی فیصلہ کر لیگا مولوی شریف الحق نے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی حفظ الایمان صہ سے قطع و برید کیسا تھ عبارت نقل کی ہے وہ یہ ہے۔

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے الخ

یہ وہ عبارت ہے جو بحوالہ حفظ الایمان صہ مولوی شریف

لے اس فریبی کتابچہ کی تحریر میں نقل کی ہے اس کے آگے فرماتے ہیں

تھانوی صاحب نے اس عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے علم پاک کو ہر کس و ناکس بچوں پاگلوں جانوروں اور
چوپاؤں کے علم سے تشبیہہ دی یا ان کے برابر کر دیا یہ بلا شک
و شبہ یقیناً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح شدید
توہین ہے الخ۔

بے شک آپ کا مفروضہ مطلب تو ہمارے نزدیک بلکہ ہر مسلمان کے نزدیک قطعی کفر ہے اور توہین ہے اس میں ہمیں تو کیا کسی مسلمان کو بھی شک نہیں ہو سکتا اگر واقع میں مولوی اشرف علی صاحب مرحوم کی عبارت کا یہی مطلب ہو تب ہی تو یہ حکم صحیح ہو سکتا ہے اور جب عبارت کا یہ مطلب ہی نہ ہو تو یہ حکم کیسے صحیح ہو گا اس عبارت کی نقل میں لفظی اور معنوی خیانتیں جو واقع ہوئی ہیں ان پر غور کیجئے اوّلاً عبارت کے سیاق و سباق کو بالکل نظر انداز کر دیا۔

ثانیاً ۔ پوری عبارت نقل نہیں کی گئی عبارت کے ایک ضروری حصّہ کو بالکل اڑا دیا گیا ہے جس سے عبارت کا مطلب ظاہر ہو رہا تھا وہ حصہ جو عبارت کا اڑا دیا گیا ہے وہ یہ ہے اسی عبارت کے متصل ہے۔

کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے
شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے اھ

اس عبارت کو آپ نے بھی اور حسام الحرمین کی اتباع میں بالکل صاف اڑا دیا کیونکہ اس عبارت سے صاف صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ زید و عمر وغیرہ کے متعلق جو علم تسلیم کیا گیا ہے وہ مطلق بعض غیب کا علم ہے نہ کہ معاذ اللہ رسول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کے برابر

اصل واقعہ یہ ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب مرحوم سے استفتاء کیا گیا تھا جو چند سوالات پر مشتمل تھا آخری سوال اس کا یہ تھا جس کا خلاصہ یہ ہے ۔ زید کہتا ہے کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں ایک بالذات اس معنی کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے دوسرے بالواسطہ اس معنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب تھے اس سوال کے جواب میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اس بات پر کہ حق تعالیٰ کے سوا دوسرے کو عالم الغیب نہیں کہہ سکتے ۔ دو دلیلیں بیان کی ہیں یہ عبارت جس کو توڑ مروڑ کر نقل کیا گیا ہے اور اس کا مطلب بھی اپنی ذہنی رائے سے فرض کیا گیا ہے دوسری دلیل کی ہے جس کا مطلب و مقصد اور ماحصل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ کل علم غیب کی وجہ سے آپ کو عالم الغیب کہا جائے۔

دوسری یہ کہ بعض علم غیب کی وجہ سے آپ کو عالم الغیب کہا جائے پہلی صورت تو یوں باطل ہے کہ آپ کو کل علم نہ ہونا دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہے۔

دوسری اس لئے باطل ہے کہ مطلق بعض غیب کا علم دنیا کی دوسری حقیر چیزوں کو بھی ہے اس بناء پر سب کو عالم الغیب کہنا پڑے گا۔ جو ہر طرح سے باطل ہے لہٰذا عالم الغیب کا اطلاق سوائے باری تعالیٰ جل جلالہٗ کے دوسرے پر جائز نہیں ہو سکتا یہ ہے اصل مطلب تھانوی صاحب کی عبارت حفظ الایمان کا۔

اب اس کی مزید توضیح بشرح الفاظ سن لیجیے۔ آپ کی ذات

مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جاتا (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب
کہنا) اور آپ کی ذات مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق کرنا اگر بقول زید صحیح
ہو تو دریافت طلب امر اسی زید سے یہ ہے کہ اس غیب سے مراد جس کی بنا پر
زید عالم الغیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتا ہے بعض غیب ہے یا کل غیب۔

یہاں زید سے سوال کیا جا رہا ہے کہ زید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو عالم
الغیب کہتا ہے اور عالم الغیب کہنے کو جائز مانتا ہے کس اعتبار سے آیا۔
اس وجہ سے کہ حضور کو بعض غیب کا علم ہے یا اس وجہ سے کہ آپ کو کل غیب
کا علم ہے اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں یعنی اگر زید بعض علوم غیبیہ کی وجہ سے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہتا ہے اور زید کے نزدیک یہ ہی
قاعدہ ہے کہ جس کو بعض باتیں بھی غیب کی معلوم ہوں اس کو عالم الغیب
کہے تو اس میں یعنی عالم الغیب کہنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی کیا تخصیص
ہے ایسا بعض علم غیب یعنی جسکو بعض کہہ سکیں یعنی مطلق بعض علم غیب تو زید و
عمر بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ
ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص پر مخفی ہے
تو چاہیے کہ زید کے اس خود ساختہ قاعدہ کی بنا پر کہ مطلق بعض علم غیب
کی وجہ سے بھی عالم الغیب کہا جا سکتا ہے سب کو عالم الغیب کہا جاوے

اس عبارت کے اول میں بھی بتا دیا گیا کہ کلام غیر خدا کے عالم الغیب ہونے
کی نفی میں ہے اور عبارت کے آخری فقرے میں تصریح کر دی گئی ہے۔
تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔

الغرض عبارت کا سیاق و سباق اور نفس عبارت کے کلمات صاف
طور پر بتا رہے ہیں کہ کلام غیر اللہ تعالیٰ سے عالم الغیب کے اطلاق

کی نفی میں ہے نہ علم غیب میں نہ اس کی مقدار میں اب رہا یہ سوال کم فہمی کا کہ
ابتدائی عبارت میں آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا ہے نہ عالم الغیب کا
یہ سوال نہایت کم فہمی پر دلالت کرتا ہے اول تو سائل کا سوال عالم الغیب کے
بارے میں ہے علم غیب کے بارے میں نہیں دوسرے یہ کہ اگر کلام علم غیب
کے بارے میں کرتے تو یوں کہتے کہ آپ کی ذات مقدسہ کے لئے علم غیب
ثابت کرنا یا علم غیب ماننا عبارت میں یہ لفظ تو نہیں بلکہ عبارت کے الفاظ
یہ ہیں کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔

اے ہوش مندو! ذرا لفظ حکم کے معنی پر تو غور کر لیا ہوتا کہ حکم کتنے
معنی میں مستعمل ہے اور یہاں کون سے معنی میں استعمال کیا گیا ہے

سنیئے علماء کرام نے اپنی کتب معتبرہ میں تصریح فرمائی ہے کہ لفظ حکم
چند معنی میں استعمال کیا جاتا ہے جن میں سے ایک معنی نسبت تامہ کے ہیں یعنی
پوری پوری نسبت کرنا چنانچہ علم کلام کی معتبر و مستند کتاب شرح ام البراہین
کے حاشیہ مطبوعہ مصر ص۳۳ پر علامہ شیخ ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں۔

اعلم ان الحکم یطلق عند اہل العرف العام
علی اسناد امر الی الآخر ایجاباً او سلباً۔ و یطلق
عند المناطقۃ علی ادراک ان النسبۃ واقعۃ
او لیست بواقعۃ وتسمی حینئذ تصدیقاً۔ و
و یطلق علی النسبۃ التامۃ۔ الخ

ترجمہ: جان تو کہ لفظ حکم کا اطلاق اہل عرف عام کے نزدیک ایک امر
کی اسناد دوسرے امر کی طرف ایجاباً یا سلباً پر ہوتی ہے اور منطقیوں کے

نزدیک لوراک نسبتہ واقعہ یا غیر واقعہ پر اس وقت اس کا نام تصدیق ہوگا اور اس ہی کلمۂ حکم کا اطلاق نسبت تامہ پر بھی ہوتا ہے۔ بخوبی ثابت ہوگیا کہ علامہ دسوقی رحمۃ اللہ تعالٰی لفظ حکم کے تین معنی بتاتے ہیں تیسرے معنی نسبت تامہ کے بتلاتے ہیں۔ جب تیسرے معنی حکم کے نسبت تامہ کے فرمائے لہٰذا ذرا انصاف و ایمان کی روشنی میں فیصلہ کیجئے کہ عبارت حفظ الایمان کے اول فقرہ میں لفظ حکم ہے یعنی آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا کا اب کیا مطلب ہوا یعنی آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کی پوری پوری نسبت کرنا اور ظاہر ہے کہ علم غیب کی پوری پوری نسبت عالم الغیب کہنے سے ہوتی ہے لہٰذا فقرہ اول سے مطلب صاف ظاہر ہوگیا کہ صاحب حفظ الایمان کا کلام علم غیب کی نسبت تامہ پر ہے جو اطلاق عالم الغیب سے ہی ہوتی ہے لہٰذا یہ کہنا کہ تھانوی صاحب کا عالم الغیب پر کلام نہیں ہے علم غیب پر ہے سخت نا فہمی بلکہ کج فہمی پر دال ہے جیسا کہ ہم ثابت کرچکے ہیں۔

مقالہ ۱۱

بعض لوگ عوام کو یہ کہہ کر فریب دیتے ہیں کہ مولوی اشرف علی صاحب نے بعض غیب کی باتوں کا علم زید عمرو صبی و مجنوں و چوپاؤں وغیرہ کے لئے بیان کیا ہے اور معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کیا ہے حالانکہ یہ قطعاً غلط اور باطل ہے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم عالیہ عطائیہ شریفہ متعلقہ نبوت بتمامہا وکمالہا کا تو اقرار اسی "حفظ الایمان" و "بسط البنان" میں صاف صاف موجود ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلم الخلق

ہونا ہر مسلمان کا عقیدۂ دینی ہے کلام تو ان بہتانات پر ہے کہ کچھ کا کچھ مشہور کیا جاتا ہے بات کچھ ہوتی ہے اسکو عوام میں اپنی حاشیہ آرائیوں کے ساتھ کچھ اور بتائی جاتی ہے۔ جو سراسر خلافِ دین و دیانت ہے خوف روز جزا کرنا چاہیئے ہمارے ائمہ دین فرماتے ہیں۔

البہتان اعظم العصیان یعنی بہتان سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے

اب ہم ثابت کرتے ہیں کہ بعض غیوب اضافیہ کا علم حیوانات و چوپاؤں کو بھی ہوتا ہے۔ فاضل بریلوی مرحوم کی ملفوظات حصہ چہارم صفہ ۱۱ میں ہے اس بات کو ثابت کرتے ہوئے کہ کشف فی نفسہ کوئی کمال کی چیز نہیں بلکہ وہ غیر مسلموں حتی کہ غیر انسانوں کو بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ ایک بزرگ نے جن کے ولی اللہ ہونے کی خود انہوں نے تصریح فرمائی ہے ایک صاحب کشف گدھے کی عجیب و غریب حکایت نقل کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

ان بزرگ نے فرمایا ہم مصر گئے تھے وہاں ایک جلسہ بڑا بھاری تھا دیکھا کہ ایک شخص ہے اس کے پاس ایک گدھا ہے اس کی آنکھوں پر ایک پٹی بندھی ہوئی ہے ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس رکھدی جاتی ہے اس گدھے سے پوچھا جاتا ہے گدھا پوری مجلس میں دورہ کرتا ہے جس کے پاس ہوتی ہے سامنے جاکر سر ٹیک دیتا ہے اھ

اس کے بعد فرماتے ہیں۔

بس یہ سمجھیئے کہ جو صفت غیر انسان کے لئے ہو سکتی ہے انسان کیلئے کمال نہیں اھ یعنی کشف۔

اس ملفوظ کی عبارت سے معلوم ہوا کہ اس گدھے کو بھی بعض مخفی باتوں کا کشف

ہوتا تھا۔ حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف کے دفتر سوم ص۲۶۳ میں ایک قصہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک کا بیان فرمایا۔

گفت موسیٰ را یکے مردِ جواں   کہ بیاموزم زبانِ جانوراں

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک شخص نے عرض کیا۔ مجھے جانوروں کی زبان سکھا دیجئے۔

تا بود از بانگ حیوانات و دد

عبرتے حاصل کنم در دین خود

تاکہ میں حیوانات کی بولیوں کو سمجھ کر کچھ دینی عبرتیں حاصل کر دوں۔

القصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اولاً تو اس کو منع فرمایا کہ یہ چیز خطرناک ہے تو اس خیال سے باز آ۔ مگر حکم رب تعالیٰ یہی ہوا کہ اس شخص کو جانوروں کی زبان سکھا دو۔ چنانچہ مولانا فرماتے ہیں۔

گفت اے موسیٰ کہ بیاموزی کہ ما

رد نہ کردیم از کرم ہرگز دُعا

یعنی اے موسیٰ اس شخص کو جو چاہتا ہے سکھا دو ہم نے اپنے کرم سے اسکی دعا کو رد نہیں کیا۔

الغرض موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شخص کو اس کی طلب کے موافق دو جانوروں کی زبان سکھا دی ایک کتا اور ایک مرغ جو اس کے یہاں پلے ہوئے تھے چنانچہ وہ خوش ہو کر اپنے گھر آ گیا۔

بامداداں آں برائے امتحاں   ایستاد او منتظر بر آستاں

صبح کو امتحان کے لئے دروازہ پر کھڑا ہوا اس کی خادمہ نے رات کا دسترخوان جھاڑا اس میں کچھ روٹی کے ٹکڑے ریزے تھے۔ مرغ نے دوڑ کر

وہ سب کھا لیئے۔ تو کتے نے کہا کہ اے مرغ تو نے میرے ساتھ ظلم و زیادتی کی کہ تو غلوں کے دانے کھا سکتا ہے میں تو دانوں کے کھانے سے عاجز ہوں یہی روٹی کے ٹکڑے میری غذا تھے وہی تو نے کھا لیئے۔ مرغ نے جواب دیا اس بات کا کچھ غم نہ کر خدائے تعالیٰ تجھ کو اور اس سے بہتر عطا فرمائے گا کل کو ہمارے مالک کا گھوڑا مر جائے گا گھوڑے کے مر جانے سے تمہاری عید ہو جائے گی خوب شکم سیر ہو کر اس کا گوشت کھانا ؎

اسپ را بفروخت چوں بشنید مرد   پیش سگ شد آں خروس روئے زرد

مالک ان کی گفتگو کو سن رہا تھا اور سمجھ رہا تھا اسے جب یہ معلوم ہوا کہ کل کو میرے گھوڑے کی موت واقع ہو جائے گی تو اس نے وہ گھوڑا فروخت کر دیا اگلے دن صبح کو پھر وہی صورت پیدا ہوئی یعنی اس شخص کی خادمہ نے پھر رات کے بچے ہوئے ریزے ٹکڑے روٹی کے جھاڑے مرغ نے پھر دوڑ کر وہ ٹکڑے ریزے کھا لیئے۔ کتے نے پھر اس مرغ کو جھوٹا فریبی قرار دیکر کہا کہ کل تو نے جھوٹ بول کر مجھے دھوکہ دیا کہ گھوڑا مر جانے کی خبر دی اب بتا وہ گھوڑا کہاں مرا تیرا وعدہ سچا کب ہوا۔ مرغ نے جواب دیا ؎

گفت اورا آں عروسِ با خبر   کہ سقط شد اسپ او جائے دگر

کہ ہمارے مالک کا گھوڑا تو مر چکا ہے لیکن وہ دوسری جگہ جا کر مرا ہے کیونکہ مالک نے اس کو فروخت کر دیا تھا لہٰذا وہ دوسرے شخص کے یہاں پہونچ کر مر گیا ہمارا مالک اس کو فروخت کر کے نقصان سے بچ گیا وہ نقصان دوسرے شخص پر ڈال دیا ؎

لیک فردا اشترش گردد سقط   مر سگاں را باشد ایں نعمت فقط

مرغ نے کہا لیکن کل کو اس مالک کا اونٹ مرے گا جس سے کتوں کی شکم سیری

خوب ہوگی۔ جب اس شخص نے یہ بات مرغ کی سنی اس نے اونٹ بھی فروخت کر دیا پھر اگلے دن وہی صورت ہوئی کہ رات کے بچے دستر خوان کے ٹکڑے دوڑ کر مرغ نے ہی کھالیئے کتا پھر رہ گیا تو کتے نے کہا ؎

تا بکے گوئی در مرغ اے بے فروغ — دو غی اے نا اہل دو غی دوغ دوغ

کب تک جھوٹ بولے گا اے جھوٹے مکار۔ مرغ نے کہا کہ مالک نے اس اونٹ کو فروخت کر دیا اور دوسرے کے یہاں پہونچ کر مر گیا لیکن کل اسکا غلام مر جائے گا۔ اس کے مرنے کی وجہ سے اعزا و اقربا جمع ہو جائیں گے کتوں کو خوب کھانا روٹیاں کھانیکو ملیں گی اس شخص نے جب سنا تو اس غلام کو بھی اس نے فروخت کر دیا ؎

شکر ہا میکرد و شادیہا کہ من — رستم از سہ واقعہ اندر زمن

شکر اور خوشیاں منا رہا تھا کہ میں نقصان کے تین مواقع سے بچ گیا اور یہ کہتا تھا ؎

تا زبان مرغ و سگ آموختم — دیدہ سوء القضا را دوختم

یعنی مرغ اور کتے کی بولی جب سے سیکھی ہے بڑے بڑے نقصانوں سے بچ گیا ہوں پھر وہی صورت ہوئی تو کتے نے مرغ سے کہا ؎

روز دیگر آں سگ محروم گفت — کاے خروس ژاژ خا کو طاق و جفت

کہ لے بیہودہ گو تیرے جھوٹے وعدے کہاں گئے۔ مرغ نے کہا کہ ؎

گفت حاشا از من و از جنس من — کہ بگردم از دروغ ممتہن

"میں اور میری جنس سے بعید ہے کہ کسی جھوٹ سے ذلیل و خوار ہوئے ہوں ؎

ما خروساں چوں موذن راست گو — ہم رقیب آفتاب و وقت جو
اصل ما را حق پئے بانگ نماز — داد ہدیہ آدمی را در جہاز

مرغ نے کہا کہ ہم مرغ موذن کی طرح صادق ہیں اور آفتاب کے رکھوالے اور وقت جو بھی ہیں یعنی آفتاب جب اس زمین کے افق پر آتا ہے ہم بیانگ بلند بتا دیتے ہیں اور وقت کو ڈھونڈھتے ہیں کہ صبح صادق ہوئی کہ نہیں۔ ہماری ہی اصل سے خدا تعالی نے آدمی کو بانگ نماز کے واسطے بطور تحفہ کے دیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے جہاز میں لوگ ہر وقت ہماری بانگ پر نماز پڑھتے تھے اس لئے کہ آفتاب تو طوفان کے ابر میں چھپا ہوا تھا۔ اس کے بعد مرغ نے خواجہ یعنی مالک کے انتقال کی خبر دی۔

؎ لیک فردا خواہد او مردن یقین — گاؤ خواہد کشت وارث در حنین
صاحب خانہ بخواہد مرد و رفت — روز فردا نک رسیدہ لوت و زفت
پارہائے نان و لالنگ و طعام — درمیاں کویا بد خاص و عام

یعنی مالک اپنے مالی نقصان سے تو بچ گیا لیکن کل وہ خود یقینا مر جائے گا۔ اس کے وارث اس کی موت میں گائے ذبح کریں گے صاحب خانہ تو مریگا اور چلا جائے گا کل کا دن اب آیا اور بڑی بڑی نعمتیں یعنی روٹیوں کے ٹکڑے اور بچے ہوئے کھانے سب خاص و عام گلیوں میں پائیں گے اس کو سن کر وہ خواجہ گھبرا گیا اور موسی علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر سب ماجرا بیان کیا

القصہ موسی علیہ السلام نے خاتمہ علی الایمان کی دعا دے کر رخصت کیا اس واقعہ سے بخوبی ثابت ہوا کہ بعض اضافی غیوب کو حیوانات و بہائم بھی جانتے ہیں پھر مولوی اشرف علی صاحب نے اگر یہ لکھدیا کہ مطلق غیب یعنی بعض باتیں غیب اضافی کی حیوانات اور بہائم بھی جانتے ہیں تو کیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل برابر جانتے ہیں استغفر اللہ۔

احادیث شریفہ سے بھی یہی بات ثابت ہے کہ بعض امور غیبیہ کا علم حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔

چنانچہ مشکوٰۃ شریف مطبوعہ مطبع مجتبائی ۔ باب المشی بالجنازۃ ص۱۴۴ میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَۃُ فَاحْتَمَلَہَا الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِہِمْ فَاِنْ کَانَتْ صَالِحَۃً قَالَتْ قَدِّمُوْنِیْ وَاِنْ کَانَتْ غَیْرَ صَالِحَۃٍ قَالَتْ لِاَہْلِہَا یَا وَیْلَہَا اَیْنَ تَذْہَبُوْنَ بِہَا یَسْمَعُ صَوْتَہَا کُلُّ شَیْئٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ۔ رواہ البخاری۔

یعنی بخاری شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جنازے کو لوگ اپنے کاندھوں پر لیکر چلتے ہیں اگر وہ جنازہ کسی نیک اور صالح شخص کا ہے تو کہتا ہے مجھ کو جلدی لے چلو اور اگر وہ جنازہ کسی نیک اور صالح کا نہیں ہے تو کہتا ہے اس کے لئے تو خرابی ہے کہاں لے جاتے ہو اسکو۔ اس کی آواز کو ہر شئی سنتی ہے سوائے انسان کے۔ اگر انسان اس کی آواز کو سنے تو مرجائے اھ

دوسری روایت اسی مشکوٰۃ شریف باب اثبات عذاب القبر ص۲۵ و ۲۶ میں ہے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آپ نے کہ جب مومن کو قبر میں دفن کر دیتے ہیں۔

فیاتیہ ملکان فیجلسانہ فیقولان من ربک فیقول ربی اللہ فیقولان لہ ما دینک فیقول دینی الاسلام فیقولان ما ھذا الرجل الذی بعث فیکم فیقول ھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقولان لہ وما یدریک فیقول

قرات کتاب اللہ فامنت بہ وصدقت بہ ذالک فقولہ یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت الآیۃ قال فینادی منادٍ من السماء ان صدق عبدی فافرشوہ من الجنۃ والبسوہ من الجنۃ وافتحوا لہ بابا الی الجنۃ فیفتح قال فیاتیہ من روحہا وطیبہا ویفتح لہ فیہا مد بصرہ واما الکافر فذکر موتہ قال ویعاد روحہ فی جسدہ ویاتیہ ملکان فیجلسانہ فیقولان لہ من ربک فیقول ھاہ ھاہ لا ادری فیقولان لہ ما دینک فیقول ھاہ ھاہ لا ادری فیقولان لہ ما ھذا الرجل الذی بعث فیکم فیقول ھاہ ھاہ لا ادری فینادی منادٍ من السماء ان کذب فافرشوہ من النار والبسوہ من النار وافتحوا لہ بابا الی النار۔ قال فیاتیہ من حرہا وسمومہا قال ویضیق علیہ قبرہ حتی تختلف فیہ اضلاعہ ثم یقیض لہ اعمی واصم معہ مرزبۃ من حدید لو ضرب بہا جبل لصار ترابا فیضربہ بہا ضربۃ یسمعہا ما بین المشرق والمغرب الا الثقلین فیصیر ترابا ثم یعاد فیہ الروح۔ رواہ احمد وابو داود الخ

ترجمہ :-

یعنی اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں پھر اس کو بٹھاتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے پھر وہ پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے پھر وہ سوال کرتے ہیں یہ مرد جو تم میں بھیجا گیا وہ کون ہے وہ کہتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر وہ کہتے ہیں تجھ کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی - وہ کہتا ہے میں نے خدا کی

کتاب قرآن مجید کو پڑھا اس پر ایمان لایا و تصدیق کی پھر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے قول یثبت اللہ الذین آمنوا
بالقول الثابت الآیہ کا پھر حضور نے فرمایا پھر ایک منادی آسمان سے پکارتا
ہے کہ سچ کہا میرے بندے نے اسکیلئے جنتی فرش بچھاؤ اور اسکو جنتی پوشاک پہناؤ اور اسکے لئے
جنت کی طرف ایک کھڑکی کھولو پھر کھول دی جاتی ہے۔ پھر فرمایا کہ اس کے
پاس جنت کی نسیم جانفزا اور خوشبوئیں پہونچتی ہیں اور اس کی قبر کو منتہائے
نظر وسیع کر دیا جاتا ہے۔ (یہاں تک مومن کی موت اور اس کا حال بیان
فرمایا) اس کے بعد کافر کی موت اور اس کا حال بیان فرماتے ہیں کہ اس کی
روح اس کے بدن میں لوٹادی جاتی ہے پھر اس کے بعد دو فرشتے آتے
ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں۔

کہ تیرا رب کون ہے وہ متحیر اور دہشت زدہ ہو کر کہتا ہے ہا، ہا،
لاادری میں نہیں جانتا۔ پھر پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے وہ متحیر ہو کر
کہتا ہے ہا، ہا لاادری میں نہیں جانتا۔ پھر پوچھتے ہیں اس شخص کے
بارے میں تو کیا کہتا ہے جو تم میں بھیجا گیا۔ وہ حیرتناک ہو کر کہتا ہے ہا،
ہا لاادری میں نہیں جانتا پھر آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے۔ یہ
جھوٹا ہے اس کے لئے آگ کا فرش بچھاؤ اور آگ کے کپڑے پہناؤ
اور آگ کی طرف اس کے لئے کھڑکی کھولو پھر فرمایا کہ اس کے پاس گرم ہوائیں
اور لپٹیں دوزخ کی آتی ہیں اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے یہاں تک کہ
اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر ہو جاتی ہیں پھر اس پر ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا
ہے اندھا اور بہرا اس کے پاس لوہے کا گرز ہوتا ہے۔ اس گرز کو اگر پہاڑ
پر مارا جائے تو مٹی ہو جائے پھر وہ فرشتہ اس کافر کے گرز مارتا ہے جس

کی آواز مشرق و مغرب کے درمیان کی مخلوق سنتی ہے سوائے جن و انسان کے
پھر وہ مٹی ہو جاتا ہے پھر اس کے بدن میں روح لوٹائی جاتی ہے۔ روایت کیا
ہے اس کو ابوداؤد اور امام احمد نے۔

اب یہاں غور کرنا چاہیئے ایمان و انصاف کی ترازو میں تول کر تعصب
اور تقلید بدی کو چھوڑ کر حق اور صحیح صحیح فیصلہ کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ حق و
انصاف والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

کیا ہمارے مذکورہ بیان یعنی فاضل بریلوی کے الملفوظ ص۱۱ حصہ چہارم
سے جو گدھے کا واقعہ نقل کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اس گدھے کو بھی کشف
ہوتا تھا یعنی بعض چھپی ہوئی باتوں کا بھی علم ہو جاتا تھا پھر مثنوی شریف سے جو
واقعہ نقل کیا اس سے ثابت ہو گیا کہ اس شخص کے مرغ نے پے درپے چار غیبی خبریں دی ایک گھوڑے کے دوسرے اونٹ کے
تیسرے غلام کے چوتھے خود اس مالک خاص کی پھر (جلد سوم) بخاری شریف سے ثابت ہوا کہ جب مردے کو کاندھوں پر لیکر چلتے ہیں اور وہ مردہ غیر صالح
ہوتا ہے تو وہ چلاتا ہے کہ مجھکو کہاں لیے جاتے ہو جسکی آواز کو علاوہ انسان کے ہر شے سنتی ہے۔

دوسری حدیث ابوداؤد و مسند احمد سے نقل کی جس سے ثابت ہوا کہ کافر
میت کے عذاب کے لئے اندھا بہرا فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے اس کے پاس
لوہے کا گرز ہوتا ہے اس کافر میت کے وہ گرز مارتا ہے اس کی آواز کو
مشرق و مغرب کے درمیان ہر شی سنتی ہے سوائے انسان و جن کے
لہذا بخوبی ثابت ہو گیا کہ حیوانات و بہائم کو بھی بعض اخفائی غیب کا علم
حاصل ہوتا ہے۔

مولوی شریف الحق صاحب علامہ تھانوی کی عبارت مذکورہ نقل کر کے
فرماتے ہیں۔

" تھانوی صاحب نے اس عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم کے علم پاک کو ہر کس و ناکس بچوں پاگلوں چوپاؤں اور جانوروں کے علم سے تشبیہ دی یا ان کے برابر کر دیا بلا شک و شبہ یقیناً حتماً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید توہین ہے اھ

یہ عبارت جناب شریف الحق صاحب کی ہے اس عبارت کو ملاحظہ کیجئے اور مولوی شریف الحق صاحب کے علم و فہم کی داد دیجئے۔

اول بات یہ ہے کہ جناب ابھی تک یہ فیصلہ بھی نہ کر سکے کہ اس عبارت میں آپ کے نزدیک تشبیہ ہے یعنی معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو ان مذکورہ اشیاء کے علم کے ساتھ تشبیہ ہے یا برابر کیا ہے فاضل بریلوی مرحوم نے تو برابری کے معنی معین کئے ہیں چنانچہ اس کا ترجمہ عربی میں مثل کے ساتھ کیا ہے مگر جناب کو ان کے بیان کئے ہوئے معنی میں تردد ہے جب ہی تو یہ کہہ رہے ہیں کہ تشبیہ دی یا برابر کر دیا نعوذ باللہ منہ حقیقت تو یہ ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت میں نہ تشبیہ ہے نہ برابری لفظ ایسا نہ تشبیہ کے لئے متعین ہے نہ برابری کے لئے یہ خوبی فہم ہے کہ اپنی رائے سے مقرر کر کے اس پر احکام کفر لگا دیئے۔

سنیئے اہل زبان ہندوستان کے یہاں لفظ ایسا ہر جگہ تشبیہ کیلئے ہی نہیں بولا جاتا ہے ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ ایک شخص یہ کہتا ہے کہ زید نے ایسا گھوڑا خریدا جو اس کو پسند آیا یا زید نے ایسا کام کیا جس سے سب لوگ خوش ہو گئے کہیئے یہاں ان دونوں مثالوں میں لفظ ایسا کے معنی تشبیہ یا برابری کے کب ہو گئے یہاں لفظ ایسا کو کسی کی تشبیہ کے لئے استعمال کیا گیا ہے برابری کے معنی تو بہت دور ہے اگر ایسا کے بعد کلمہ حصر ہوتو وہم برابری کا ہو سکتا تھا۔ مولانا تھانوی صاحب کی عبارت میں تو کلمہ حصر کا پتہ بھی نہیں پھر برابری کے معنی کونسے قاعدے سے

متعین ہوئے۔

اب سنیئے اگر مولوی شریف الحق صاحب کے بقول تشبیہ ہے تو تشبیہ میں مشبہ و مشبہ بہ میں برابری کب لازم ہے اہل فن کا مقررہ قاعدہ ہے کہ مشبہ بہ مشبہ سے اقوی ہوتا ہے خلیفہ معتمد باللہ کی مدح میں جو اس کے مداح حسان مصیصی شاعر اندلس نے کہا تھا۔

کان ابو بکر ابو بکر الرضی　　　وحسان حسان وانت محمد

یعنی اے ممدوح تیرا وزیر ابو بکر ابن زیدون ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مانند ہے اور تیرا مداح شاعر حسان مصیصی حسان بن ثابت مداح رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی مانند ہے۔ اور تو خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مانند ہے۔

اس پر بعض شارحین شفا نے کہا تھا کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر معتمد باللہ کو حسان شاعر نے کہہ دیا اس پر علامہ خفاجی نے شرح شفا میں اور علامہ علی قاری نے اپنی شرح شفا میں اعتراض فرمایا اور تشبیہ کی بنا پہ دعویٰ برابری کو خلاف قاعدہ مقررہ اہل فن قرار دیا علامہ خفاجی نے "نسیم الریاض" میں فرمایا کہ ان شارحین کے کلام کو نہ ذکر کرنا ہی بہتر ہے۔ علامہ علی قاری نے فرمایا۔

وقد اطال الشراح تبعا للمصنف علی ھذا المقال لکن لا یخلو عن نوع من الاشکال فانہ لا یلزم من التشبیہ التسویۃ فی الکمال بل من القاعدۃ المقررۃ ان المشبہ بہ اقوی فی جمیع الاحوال اھ

یعنی اس شعر حسان مصیصی کا پر شارحین نے مصنف کی تبعیت میں طویل کلام کیا ہے لیکن ان کا کلام اشکال سے خالی نہیں اس لئے کہ تشبیہ سے مشبہ کیساتھ مشبہ بہ کے کمال میں برابری لازم نہیں آتی بلکہ قاعدہ مقررہ ہے کہ مشبہ بہ اقوی ہوتا ہے

سارے حالات میں

اس میں تصریح ہے کہ تشبیہ میں برابری نہیں ہوتی ہے اگر کسی اعلیٰ درجہ کی چیز کو کسی ادنیٰ درجہ کی چیز سے بغرض سمجھانے مخاطب کو تشبیہ دیدی جائے تو اس کو توہین و تنقیص نہیں کہا جا سکتا ہے صحیح بخاری شریف میں حدیث موجود ہے۔

قالت عائشة رضی اللہ عنہا قال الحارث بن ہشام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ کیف یاتیک الوحی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احیانا یاتینی مثل صلصلة الجرس وھو اشدہ علی اھ

ترجمہ:

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یا رسول اللہ آپ پر وحی کس طور سے آتی ہے تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی کبھی مجھ پر وحی مثل گھنٹہ کی آواز کے آتی ہے

غور کیجئے کہ اس حدیث شریف میں وحی الٰہی کے نزول کو گھنٹہ کی آواز کے مثل فرمایا یعنی گھنٹہ کی آواز سے تشبیہ دی تاکہ مخاطب کی سمجھ میں آجاوے حالانکہ گھنٹہ کی آواز کو حدیث شریف میں شیطانی آواز فرمایا گیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس قافلہ میں گھنٹہ ہوتا ہے اس قافلے میں رحمت کے فرشتے نازل نہیں ہوتے کیا معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توہین وحی فرمائی ہے۔

وکم من عائب قولا صحیحا وآفته من الفهم السقیم

ترجمہ بہت سے لوگ صحیح قول میں عیب نکالتے ہیں حالانکہ یہ ان کی مریض سمجھ کی آفت ہے

جو شنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است
سخن شناس نہ دلبر خطا اینجا ست

ترجمہ: جب تو اہل دل کے کلام کو سنے تو اسکو خطا نہ کہو تو خود سخن کا پہچاننے والا نہیں اے دل بر خطا ادھر ہے۔

پھر غور کیجئے یہی مولوی اشرف علی صاحب اپنی کتاب حفظ الایمان کے ۳ کی یہی سطریں لکھتے ہیں۔

"آپ ایجاد و بقائے عالم کے سبب ہیں"

یعنی تمام عالم کی پیدائش و ایجاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ہوئی اور تمام عالم کی بقا بھی آپ کے سبب سے ہے یعنی تمام عالم اپنی پیدائش و بقا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ شریفہ کا حاجت مند ہے پھر اسی حفظ الایمان ۹ پر ہے۔

"نبوت کیلئے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو تمام علم حاصل ہو گئے تھے"

اس میں صاف صاف بیان ہے کہ جو علوم نبوت کے لیئے لازم و ضروری تھے وہ علوم آپ کو تمام و کمال کے ساتھ حاصل ہو گئے تھے جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم کی پیدائش اور تمام عالم کی بقا کا سبب مان رکھا ہے اور تمام علوم عالیہ شریفہ لوازم نبوت کا جامع مان رہا ہے کیا معاذ اللہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کی برابری زید و عمرو مجانین و بہائم و حیوانات کے علم سے کرے گا۔

افسوس عقل و انصاف کو ترک کر دینا اور اپنی انفرادی رائے کو تمام اہل علم کی رائے پر ترجیح دیدینا جب کہ مصنف خود اپنی عبارت کے لئے اس مضمون کا انکار صریح کر رہا ہے اور دوسرے اہل علم بھی اس خبیث مضمون کو اس عبارت کیلئے نہیں مانتا پھر بھی وہی کہنا دین و دیانت کے خلاف نہیں ہے تو کیا

گیا ہے اللّٰہم اغفر لامتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

پھر بسط البنان صـ۱۲ پر مصنف خود کہہ رہے ہیں۔

"کہ یہ علوم تو آپ کے مثل دوسرے انبیاء و ملائکہ کو بھی حاصل نہیں الخ"

اس پر بھی یہ کہنا زید و عمرو وغیرہ کے علم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر بتا دیا۔ مرغی کی ایک ٹانگ کہے جانا صریح بے انصافی اور ظلم ہے۔ الحاصل اگر بقول مولوی شریف الحق کے تشبیہ ہی مان لی جائے تو بھی تنقیص و توہین نہیں پائی جاتی ہے جیسا کہ ہم نے بیان کر دیا ہے کہ لفظ ایسا زبان اہل ہند میں تشبیہ یا برابری کے معنے" کے لیے متعین ہرگز نہیں۔

رہی مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری مرحوم کی عبارت براہین قاطعہ جس کو مختلف جگہ کے فقروں اور ٹکڑوں کو جوڑ کر ایک کفری مضمون بنایا ہے یہ بھی آپ کی دستکاری کا ایک نمونہ ہے کہیں کا فقرہ کاٹ کر کہیں لگا دیا۔ اس کا سیاق و سباق غائب پھر اس میں بھی اپنی تصنیف شامل۔ اللّٰہم اصلح امتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر ہم طویل کلام کرنا نہیں چاہتے۔ صرف ایک بات عرض کرنی ہے کہ آپ نے اس عبارت کو توڑ جوڑ کر کے جو مطلب بتایا ہے وہ یہ ہے کہ معاذ اللہ شیطان لعین اور ملک الموت کا علم زیادہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے نعوذ باللہ منہ یہ وہ باطل عقیدہ ہے جس کے کفر ہونے میں کسی ادنیٰ درجہ کے مسلمان کو بھی شک نہیں ہو سکتا مولوی نذیر احمد خانصاحب مدرس مدرسہ طیبہ احمد آباد گجرات نے اول رد "براہین قاطعہ" کا لکھا تھا جس کا نام بوارق لامعہ ہے جو ۱۳۰۹ھ میں بمبئی مطبع دت پرشاد سے شائع ہوا ہے اس میں براہین قاطعہ کی اصل عبارت کا انہوں نے یہ مطلب کہیں نہ بتایا نہ اس پر حکم کفر بیان کیا۔ گیا یہ خبیث مضمون ایسا نہ تھا جس کو

کفر نہ بتاتے پھر کیوں مولانا موصوف نے اس عبارت کا یہ مطلب بیان کر کے اس پر حکم کفر دیا جب کہ وہ اس کتاب کا مستقل رد ہی لکھ رہے تھے کیا وہ ہندوستانی نہ تھے اور اس کے محاورات کو نہ جانتے تھے یا وہ کفر و اسلام کو بھی نہ پہچانتے تھے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک براہین قاطعہ کی عبارت کا یہ مطلب ہی نہیں تھا جو آپ نے بیان فرمایا ہے ورنہ وہ اس پر ضرور رد بلیغ کرتے اور احکام کفر بتاتے اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ دوسرے کے کلام میں اپنی تصنیف شامل کر کے اور اس کا مطلب بگاڑ بگاڑ کر بیان کرنے کے عادی نہ تھے دل میں خوف خدا رکھتے تھے حساب روز جزا سے ڈرتے تھے یہ کفری مطلب توڑ جوڑ کر کے اپنی تصنیف شامل کر کے بنایا گیا ہے:

وہ فقرہ جو اس عبارت سے دور بلکہ بالکل الگ ہے جس کو مسئلہ حاضر و ناظر کے جواب میں منجملہ اور جوابوں کے نقل کیا گیا ہے جس کو مولوی شریف الحق نے کمال حیا داری کے ساتھ لکھ دیا کہ صاحب براہین نے پہلے تو یہ لکھا۔

"کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار پیچھے کی خبر نہیں"

پھر مولوی شریف الحق نے کہا کہ صاحب براہین قاطعہ کا یہ قول ہے حالانکہ بالکل غلط ہے انہوں نے اپنا قول نہیں بتایا۔ بلکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے نقل کیا ہے ان کی اصل عبارت یہ ہے۔

"اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار پیچھے کا بھی علم نہیں"

اب یہاں شریف الحق کی سچائی اور دیانت کو دیکھ لیجئے کہ اس مضمون کو کانٹ چھانٹ کر اس طور سے بیان کرتے ہیں کہ جس کو ان کی تحریر پڑھنے والا یہ سمجھے کہ یہ قول براہین قاطعہ والے کا ہے حالانکہ وہ شیخ علیہ الرحمۃ سے نقل کر رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے دیوار پیچھے کا

علم نہیں۔

شریف الحق صاحب فرماتے ہیں کہ صاحب براہین کا قول ہے کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کی خبر نہ تھی۔ اہل علم و فہم غور کریں اس ایک ٹکڑے میں کتنی لوٹ پھیر کر ڈالی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے صاحب براہین نے نقل کیا ہے ان کا ذکر ہی غائب کر دیا پھر شیخ نے کس کا قول نقل کیا ہے وہ بھی غائب کر دیا حالانکہ شیخ عبدالحق صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بتا رہے ہیں اور یہ ہی صاحب براہین کا مطلب ہے جناب شریف الحق صاحب نے اس طور سے نقل کیا ہے کہ شیخ کا ذکر ہی نلار دا اور اس کی نسبت شیخ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے وہ بھی غائب اور منہ پھیر کر یہ کہہ دیا کہ صاحب براہین قاطعہ یہ کہتے ہیں کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر تھی آپ نے دیکھا خیانت اور بہتان کا کیسا نقشہ کھینچا۔ حالانکہ صاحب براہین نے یہ شیخ کی کتاب سے نقل اس موقعہ پر کی ہے جس موقعہ پر مولوی عبدالسمیع صاحب۔ صاحب انوار ساطعہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر یہ استدلال کیا ہے۔

اب غور طلب یہ چیز ہے کہ آیا شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اسکو واقعی بیان کیا ہے یا نہیں جاننا چاہیئے کہ صاحب براہین قاطعہ نے شیخ کی کسی کتاب کا نام نہیں لکھا یعنی کتاب کو متعین نہیں کیا۔ صرف حضرت شیخ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور یہ صحیح ہے کہ شیخ نے یہ الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بتاتے ہوئے اپنی کتاب اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں تحریر فرمائے ہیں۔

چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح کے باب صفۃ الصلوٰۃ کے فصل ثالث کے اخیر میں حدیث ذیل درج ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظھر وفی مؤخر الصفوف رجل فاساء الصلوۃ فناداہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فلان الا تتقی اللہ الا تری کیف تصلی انکم ترون انہ یخفی علی شیء مما تصنعون واللہ انی لاری من خلفی کما اری من بین یدی رواہ احمد۔

ترجمہ:۔ یعنی حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک مرتبہ نماز ظہر پڑھائی اور آخری صفوں میں ایک شخص تھا جس نے نماز اچھی طرح نہیں پڑھی تھی بعد ختم نماز کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو پکارا۔ اے فلاں کیا تم خدائے تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہو کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم نماز کیسے پڑھتے ہو تم سمجھتے ہو کہ جو تم کرتے ہو اس میں سے کوئی بات مجھ پر پوشیدہ رہتی ہے خدا کی قسم میں اپنے پیچھے کے لوگوں کو اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح اپنے سامنے والوں کو، امام احمد نے اس کو روایت کیا ہے۔

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات جلد اول صہ ۳۹۲ میں فرماتے ہیں۔

بدانکہ ایں دیدن آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم از پس و پیش بطریق خرق عادت بود بوحی یا بالہام وگاہ گاہے بود نہ دائم ومؤید آنست آنچہ در خبر آمدہ است کہ چوں ناقہ آنحضرت گم شد در نیافت کہ کجا رفت منافقان گفتند کہ محمد می گوید

یعنی جان تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا آگے پیچھے سے بطور خرق عادت تھا وحی یا الہام سے وہ کبھی کبھی تھا نہ ہمیشہ اس کی موید وہ حدیث ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ مبارکہ گم ہوگئی یہ نہ معلوم ہو سکا کہاں چلی تو منافقوں نے کہا محمد صلی اللہ

که تیره و سکاں می رسانم و نمیدانم ناقه او
کجا است پس فرموده آنحضرت والله
من نمی دانم مگر آنچه بداناند مرا پروردگار
من اکنوں بنمود مرا پروردگار من که وے
در جائے چنیں و چناں است و مہار وے
در شاخ درخت بند شده است و
و نیز فرموده است که من بشرم نمی دانم
که در پس ایں دیوار چیست یعنی بے دانا
نیدن حق سبحانہ الخ۔

علیہ وسلم کہتے ہیں کہ یہ آسمانوں کی خبر دیتا
ہوں اور ان کو پتہ نہیں کہ ان کی ناقہ
کہاں ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ قسم اللہ کی میں نہیں جانتا مگر جو
میرے پروردگار نے بتادیا ہے اب میرے
پروردگار نے دکھادیا ہے کہ وہ فلاں جگہ
ہے اور اس کی مہار ایک درخت کی شاخ
میں بندھی ہوئی ہے اور یہی حضور نے
فرمایا کہ میں بشر ہوں میں نہیں جانتا کہ
اس دیوار کے پیچھے کیا ہے یعنی بغیر بتائے
حق سبحانہ کے۔

⁘ ⁘ ⁘ ⁘

یہاں حضرت شیخ نے فرمادیا کہ حضور نے فرمایا کہ میں بشر ہوں میں نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے اس پر کوئی جرح نہ فرمائی پھر اسی حدیث کی شرح میں مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی کے [illegible] کے حاشیہ پر محشی نے فرمایا۔ علامہ علی قاری کی شرح مرقات سے نقل کرتے ہوئے حاشیہ [illegible] پر۔

نعلم ان ما ههنا لا ینافی قوله صلی الله علیه وسلم انی لا اعلم ما وراء جداری علی تقدیر صحته لانه بالنسبة الی خارج الصلوٰة هذا ما قاله صاحب المرقات۔

اس میں بھی اس کو قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا گیا ہے مع التردد فی الصحۃ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حضور نے جو فرمایا کہ میں اپنے سامنے اور

پیچھے سے یکساں دیکھتا ہوں۔ اور دوسری حدیث میں یہ فرمایا کہ مجھ کو اپنی دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ان دونوں کلاموں میں تعارض نہیں کہ پہلا کلام مبارک حالت نماز کے لئے ہے اور دوسرا خارج نماز کے لئے پھر علامہ خفاجی نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض جلد اول ص۲۴۲ میں فرماتے ہیں۔ امام مجاہد کے اس قول کی شرح میں۔

قال مجاهد کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا قام فی الصلوٰة یری من خلفه کما یری من بین یدیه ولا ینافی هذا ما ورد انه صلی الله علیه وسلم جعل شابا حدثا من وفد عبد القیس خلفه لئلا یراه ولا قوله انی لا اعلم ما وراء جداری هذا ان صح ولا قوله فی الحدیث الاخر ایکم الذی رکع دون الصف فقال ابوبکر رضی الله عنه انا یارسول الله فلو کان یری کما ذکرها احتاج سوال لان الاول تشریع والثانی المراد به نفی علمه بالمغیبات مع ان عدم رؤیته ما وراء الجدار لا تنافی الرؤیة من غیر حائل وهذا وان لم نقل انه مخصوص بالصلوٰة۔

دیکھئے اس عبارت میں علامہ خفاجی نے اس یعنی لا اعلم ما وراء جداری کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قول قرار دے کر تردد فی الصحۃ کو ظاہر کرتے ہوئے اس کے جوابات دیئے یعنی اس سے مراد علم بالمغیبات کی نفی ہے یعنی بے اعلام الٰہی کے میں نہیں جانتا کہ اس دیوار

کے پیچھے کیا ہے پھر فرمایا کہ جب یہ ہے کہ ہم اس کو یعنی رویت پس و پیش کو نماز کے لئے مخصوص نہ کریں ورنہ جواب ظاہر ہے کہ وہ صورت مخصوص بحالت نماز ہے اور یہ صورت خارج نماز کی ہے اب سمجھنا چاہیئے کہ صاحب براہین پر مولوی شریف الحق نے کیسا بے جا بہتان تراشا کہ صاحب براہین نے یہ کہا ہے۔ حالانکہ یہ عبارت علماء کرام کی کتب معتبرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بتاتے ہوئے موجود ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی تلخیص میں فرماتے ہیں۔

کان یری من وراء ظھرہ کما یری من قدامہ ھو
فی الصحیحین وغیرھما من حدیث انس وغیرہ
والاحادیث الواردۃ فی ذالک مقیدۃ بحال الصلوٰۃ
وبذالک یجمع بین ھذا وبین قولہ صلی اللہ
علیہ وسلم لا اعلم ماوراء جداری ھذا

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پشت کے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتے تھے جیسے کہ اپنے آگے سے اور یہ حدیث صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی ہے۔ اور جو احادیث اس مضمون کی وارد ہیں وہ مقید ہیں حالت نماز کے ساتھ اور اس صورت سے جمع کیا جاتا ہے درمیان اس قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ لا اعلم وراء جداری نقل مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی لکھنوی ج ۲ ص ۶۵

صاحب براہین کا شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرنا غلط نہیں کہ شیخ کی کتاب اشعۃ اللمعات میں و نیز فرمودہ اند موجود ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر بتا چکے اور قول شیخ ابن حجر عسقلانی و ابن حجر مکی کا۔ لا اصل لہٗ و لم یعرف لہٗ سند کا مطلب یہ ہے کہ اس کی اسناد نہیں معلوم ہوتی۔

اگرچہ علما نے اپنی کتب میں اس کو بغیر سند کے بیان کیا ہے۔ جن حضرات نے اس کی صحت میں تردد کا اظہار کیا ہے اس کا بھی یہی مطلب ہے مزید تحقیق اس کی "مواہب الدنیہ" کی شرح زرقانی وغیرہ میں موجود ہے۔

ہمیں یہاں طویل کلام کرنا نہیں ہے عاقل کے لئے ایک اشارہ بھی کافی ہوتا ہے ہم بتا چکے ہیں کہ نہ مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت کا وہ مطلب ہے جو آپ لوگوں نے فرض کیا ہے نہ صاحب براہین کا وہ مطلب ہے جو آپ حضرات نے بیان کیا ہے محض تہمت ہے اور بے بنیاد ہے۔

وہ مطلب نہ مصنفین نے مانا اور نہ ان کے علاوہ ہندوستان کے مشہور و مسلّم اہل علم نے مانا محض اپنی رائے سے معاذ اللہ ان کو توہین و تنقیص کا مرتکب قرار دے کر احکام کفر لگا دینا ہرگز قابل قبول نہیں۔ کیا آپ کی انفرادی رائے حجت شرعی ہو جائے گی کیا آپ کو یہ حق ہے کہ اپنی ذاتی انفرادی رائے سے کسی عبارت کا مطلب مقرر کر کے تمام مسلمانوں پر فرض کر دیں کہ اس پر سب ایمان لائیں کیا اور ہندوستان کے اہل علم حضرات جو آپ کے بیان کردہ مطلب کو صحیح نہیں مانتے وہ سب کافر ہو گئے اس کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ نہ کسی مسئلے میں کلام ہے نہ کسی عقیدے میں بلکہ جو کچھ کلام ہے وہ اس پر ہے کہ جو کچھ ہم بتا دیں اس پر آنکھ میچ کر ایمان لاؤ ہمارے مقابلہ میں کسی اہل علم کو حق نہیں کہ ہماری رائے کے خلاف کچھ لکھ سکے جو لکھے اس پر کفر کا فتویٰ ہم ہی مسلمان ہیں، ہم ہی سنی ہیں ہم ہی اسلام اور سنیت کے ٹھیکیدار ہیں۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔

جس عبارت کا جو مطلب چاہیں تجویز کر لیں ائمہ کرام کی دہ تصریحات جو دشمنان اسلام و منکر قرآن و دشمنان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمائی ہیں وہ کلمہ توحید پر ایمان لانے والوں نماز پنجگانہ ادا کرنے والوں اور رمضان

کے روزے رکھنے والوں حج و زکوۃ کے ادا کرنے والوں قرآنِ پاک کی تلاوت کرنے
والوں احکام شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی پابندی کرنے والوں پر محض
اپنی رائے اور ذہنی مفروضات کی بنیاد پر چسپاں کرنا فتووں کی وہ بھرمار کہ دیوبند کے
علماء چھوٹے بڑے امام و مقتدی سب کافر یہاں تک کہ جو ان کے کفر اور
عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر۔ بدایوں کے مولانا عبدالمقتدر صاحب و مولانا
عبدالقدیر صاحب و مولانا محب احمد صاحب و مولانا حبیب الرحمٰن صاحب وغیرہ
سب علماء مدرسہ قادریہ کافر کچھوچھہ کے مولوی سید محمد میاں صاحب الملقب بہ
محدث اعظم کافر و مرتد حتی کہ مارہرہ کے حضرات مولانا سید شاہ اسمٰعیل میاں صاحب
اور ان کے صاحبزادے مولانا سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب رحمہا اللہ بھی
بدایوں والوں پر لگائے ہوئے احکام کفر کی رو سے مسلمان نہ بچے۔ پھر شاہ عبدالعظیم
میاں المعروف بہ اللہ والے میاں خلیفہ شاہ جی محمد شیر میاں صاحب علیہ الرحمۃ
و علمائے مجلس رام پور و علمائے لکھنؤ فرنگی محل بھی اس فتوی کفر کی زد سے نہ بچ سکے

عزیزو فی الواقع مسلمان کو کافر قرار دینا اس پر احکام کفر کو جاری کرنا
بہت بڑی خطرناک چیز ہے مگر اس نا اہل گروہ نے فتاوائے کفر کو بازیچہ اطفال
بنا رکھا ہے انہوں نے فتوی کفر کی اہمیت کو ختم کر دیا سچ ہے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کا ارشاد۔

اذا وسد الامر الی غیر اهله فانتظر الساعة

ترجمہ۔ جب نا اہل لوگوں کے ہاتھ میں اہم کام دیدیے جائیں تو قیامت کا انتظار کرنا۔

مولوی شریف الحق نے اس کتابچہ میں ایک اور فریب دیا
ہے کہ مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم نانوتوی کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
آخری نبی نہیں ہیں معاذ اللہ اس بہتان کے لئے جو چال چلی گئی ہے اس کا

حال اہل علم پر پوشیدہ نہیں متعدد جگہ سے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر جوڑنا اور اس سے
ایک کفری مضمون بنا لینا اور ڈھٹائی کے ساتھ بہتان لگا دینا کہ ان کا یہ عقیدہ ہے یہ
آپ کا ہی حصہ ہے مولی تعالی ہر مسلمان کو خاتمہ ایمان پر ہونا نصیب فرمائے۔
خدا جانے ان لوگوں کو یوم الحساب کا خوف ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو مولی تعالی
ان کو اور سب مسلمانوں کو روز جزا کا خوف عطا فرما۔ اے میرے رب تو ہی ہر شی
پر قادر ہے۔

اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ کچھ مختصر کلام "تحذیر الناس" مصنفہ مولوی محمد قاسم
صاحب مرحوم کی عبارت پر کریں مسلمانوں بے شک ہمارا اور سب مسلمانوں کا ایمان ہے
کہ کسی نبی کی توہین و تنقیص کرنا یقیناً کفر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ
ماننا قطعاً کفر ہے مگر کسی مسلمان پر بہتان لگانا اور اس کی صحیح بات کے غلط اور
کفری معنی اپنی رائے سے بنا کر پھر اس کی اشاعت فاحشہ کا بار اپنے اوپر لینا
کتنا جرم عظیم ہے یہی مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم اپنی کتاب "تحذیر الناس"
کے صفحہ ۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

سو اگر اطلاق و عموم ہے تب تو خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ
تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے
ادہر تصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلة هارون من
موسی الا انه لا نبی بعدی او کما قال۔ جو بظاہر
بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی
ہے کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہونچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد
ہو گیا ہے گو الفاظ مذکورہ بسند متواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم
تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر

امدا درکعات فرائض و وتر وغیرہ با وجودیکہ الفاظ احادیث
مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا اس کا منکر ایسا ہی اس کا
منکر کافر ہو گا اھ

اس عبارت میں مولانا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کو
پانچ طور سے ثابت کیا ہے۔

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا نص خاتم النبیین سے بدلالت مطابقی
اس طور پر کہ لفظ خاتم کو ذاتی اور زمانی سے مطلق مانا جائے۔
۲۔ عموم مجاز کے طور پر کلمہ خاتم کی دلالت دونوں قسم کی خاتمیت پر مطابقی ہو
۳۔ دونوں میں سے ایک پر مطابقی دوسرے پر التزامی ان تینوں صورتوں میں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا نص قرآنی سے ثابت ہو گا۔
۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا احادیث متواتر المعنی سے ثابت ہے
۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر تمام امت کا اجماع ہے۔

ان پانچ طریقوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا ثابت کر کے
صاف صاف یہ بھی بتا دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا منکر
ایسا ہی کافر ہے جیسا اور ضروریات دین کا منکر کافر ہے۔

غور کیجئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کو دلائل سے ثابت
کر رہے ہیں اس کے منکر کو کافر بتا رہے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر الانبیاء
ہونے کو ضروریات دین سے بتا رہے ہیں۔ مگر بریلوی صاحب نعرہ مار رہے
ہیں کہ مولوی محمد قاسم صاحب کا عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ حضور آخری نبی نہیں
ہیں۔ بریں عقل و دانش بباید گریست

تحذیر الناس ص۔ والی عبارت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں ہیں بلکہ اس میں حصر کی نفی کی گئی ہے یعنی
لفظ خاتم کو صرف اس معنی میں منحصر کرنا اور یہ کہنا کہ اس لفظ خاتم کے صرف اتنے
ہی معنی ہیں کہ آپ آخری نبی ہیں یہ خیال عوام کا ہے ظاہر ہے کہ قرآن کریم کے الفاظ
کریمہ کو صرف ایک معنی میں منحصر کرنا خلاف عقل و نقل ہے اور عوام سے مراد خود
مصنف نے اپنی دوسری تحریر میں بتائی ہے۔ کہ عوام سے مراد ظاہر پرست
لوگ ہیں۔ دوسری جگہ تصریح کی ہے کہ علاوہ انبیاء و علماء راسخین کے باب
تفسیر میں سب عوام ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور علماء راسخین سے یہ بات ثابت
بھی نہیں کہ انہوں نے لفظ خاتم کو اسی معنی میں منحصر کیا ہو اس کے بعد منحصر ماننے
کی صورت میں جو نقصانات لازم آرہے تھے ان کو بیان کیا ہے جن کو بریلوی
حضرات نے توڑ مروڑ کر کچھ کا کچھ ظاہر کیا ہے مولوی محمد قاسم مرحوم کی تصانیف
کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خاتمیت زمانی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے آخری نبی ہونے کے منکر نہیں بلکہ مثبت ہیں اس کفریہ قول کو ان کی طرف
نسبت کرنا ہرگز صحیح نہیں۔

چنانچہ ہم خاص تحذیر الناس کی عبارت ص۔ نقل کر چکے جس میں
انہوں نے خاتم زمانی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے منکر
کو کافر تحریر فرمایا ہے۔ پھر ان کی دوسری کتاب مناظرہ عجیبہ کی پہلی سطر میں
مرقوم ہے۔

حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلم
ہے اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ افضل المخلوقات ہیں۔

پھر اسی مناظرہ عجیبہ کے صفحہ ۹ پر تحریر فرمایا ہے۔

کہ خاتمیت زمانی اپنا دین و ایمان ہے ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں اھ

پھر اسی کتاب کے ص۵۰ پر فرماتے ہیں

خاتمیت زمانی سے مجھے انکار نہیں بلکہ یوں کہیئے کہ منکروں کے لئے گنجائش انکار نہ چھوڑی افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جما دیئے اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا۔

پھر اسی کتاب کے ص۶۹ پر فرماتے ہیں۔

"ہاں یہ مسلم ہے کہ خاتمیت زمانی اجماعی عقیدہ ہے"

پھر اسی کتاب کے ص۱۰۳ میں فرماتے ہیں۔

مگر بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔ الخ

ان تصریحات کے بعد کون مسلمان بالانصاف یہ کہے گا کہ مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم کا یہ عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں اس کو تو وہ خود صاف صاف تحریر فرما رہے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی جو نہ مانے وہ کافر ہے بلکہ اس میں تامل کرے وہ بھی کافر ہے جیسے کہ ہم نقل کر چکے۔

اس کے بعد پھر وہی مرغی کی ایک ٹانگ سراسر بہتان و کذب نہیں تو اور کیا ہے لہٰذا صفحہ ۳ کی عبارت پر جو بریلوی حضرات نے کیچڑ اچھالا کمال کج فہمی پر مبنی ہے یا ضد و ہٹ دھرمی پر رب تعالیٰ تو فہم صحیح عطا فرمائے اس عبارت میں صرف حصر کی نفی کی گئی ہے اور حصر کرنے میں جو نقصانات پیدا ہو سکتے تھے ان کو بیان کیا ہے نہ کہ معاذ اللہ حضور کے آخری نبی ہونیکا انکار جس کا ابطال ہم اس تحذیر الناس اور مولوی صاحب کی دوسری تصانیف سے ثابت کر چکے۔ واللہ الموفق۔

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا ست — سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا ست

حسام الحرمین میں جو عبارت تحذیر الناس تبدیل و تحریف لفظی و معنوی کے ساتھ نقل کی گئی ہے وہ بہت ہی افسوسناک ہے۔ فقیر سچائی کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ اگر تحذیر الناس کی عبارت جس طور و ترتیب سے حسام الحرمین میں نقل کی گئی ہے تحذیر الناس کے کسی ایک ورق میں دکھا دیں تو فقیر کے اختلاف کا اسی وقت فیصلہ ہو جائے گا یعنی فقیر اپنے قول سے رجوع کر لے گا اور ان حضرات کے قول کو مان لے گا۔

سمجھ لیجئے کتاب موجود ہے اس میں دیکھ کر ملا لیجئے اول فقرہ ص۱۴ کا ہے اور دوسرا فقرہ ص۲۸ کا ہے اور تیسرا ص۳ کا یہ تین جگہ کے ٹکڑے ملا کر ایک عبارت بنائی گئی جس میں کفری مضمون پیدا کیا گیا ہے ان فقرات کو بھی اس طرح سے نقل کیا گیا ہے کہ کوئی علامت ایسی نہ قائم کی گئی جس سے معلوم ہو جائے کہ عبارت ایک جگہ کی نہیں ہے بلکہ چند مقامات سے مختلف فقروں کو ایک جا کیا گیا ہے پھر ان فقرات کا سیاق و سباق غائب، مسلمانوں بڑی حیرت کا مقام ہے کہ کجا فاضل بریلوی کی شان اور کجا یہ صنعت کہ آگے کا فقرہ پیچھے اور پیچھے کا فقرہ آگے اس صورت میں تو کفری مضمون آپ ہی ہو جائے گا اگر قرآن عظیم کی آیات شریفہ میں بھی کوئی بدبخت ایسا تصرف کرے تو کیا کفری مضمون نہ ہو جائے گا۔ مثلاً اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ۔ یعنی نیکوکار جنت میں رہیں گے اور بدکار دوزخ میں۔ اب اگر کوئی بدبخت اس آیت کریمہ میں صرف اس قدر تحریف کر دے کہ نعیم کی جگہ جحیم اور جحیم کی جگہ نعیم پڑھے تو مطلب بالکل الٹا ہو جائے گا اور کلام صریح کفر ہو جائے گا حالانکہ اس میں سب لفظ قرآن پاک کے ہیں صرف دو لفظوں کی جگہ بدل گئی ہے یہ تو صرف آپ کے

سامنے ایک مثال پیش کر دی گئی ہے۔ اگر غور کیا جائے تو اس قسم کی سیکڑوں مثالیں نکل سکتی ہیں۔ اس کو قرآن مجید نے تحریف فرمایا چنانچہ بنی اسرائیل کے بارے میں رب تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یحرّفون الکلم عن مواضعہ ترجمہ یعنی کلمات کو ان کی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں۔ یہاں تو الفاظ کی جگہ بدلی ہے بعض صورتوں میں حرکات کی جگہ بدلنے سے بھی کفری معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ بہر نوع یہ حقیقت بالکل عیاں ہے کہ بعض اوقات کلام میں معمولی سی تحریف کر دینے سے کلام کا مضمون بدل جاتا ہے اور اس میں اسلام اور کفر کا فرق ہو جاتا ہے چہ جائیکہ ایسی زبردست الٹ پلٹ کی جائے کہ مختلف صفحات کے ٹکڑوں کو توڑ جوڑ کر ایک مسلسل عبارت بنائی جائے اور فقروں کی ترتیب بھی بدل دی جائے اِنا لِلّٰہ وانا الیہ راجعون ط

مسلمانو! حسام الحرمین کے بھی ہزاروں نسخے چھپے ہوئے موجود ہیں اور تحذیر الناس بھی چھپی ہوئی موجود ہے۔ ان دونوں کو ملا کر دیکھ لیجئے اور انصاف و ایمان سے فیصلہ کر لیجئے۔ خوب غور کیجیے حسام الحرمین میں ان فقرات کی جگہ اور ترتیب کو بدل دیا گیا ہے۔ یا نہیں۔

مولوی شریف الحق صاحب نے اس "حسام الحرمین" والی ترتیب کو ترک کر دیا اور یہ سمجھ گئے کہ پیچھا چھوٹ گیا حالانکہ یہ غلط ہے ان کا پیچھا کیسے چھوٹ سکتا ہے جب کہ ان کے دین و ایمان کے مرکز جس پر ایمان لانا ان کے نزدیک ہر مسلمان کو ضروری جس میں شک کرنے والا بھی ان کے نزدیک مسلمان نہیں۔ یعنی حسام الحرمین میں صاف طور سے تحذیر الناس کی عبارات اسی تحریف و تبدیلی کے ساتھ چھپی ہوئی موجود ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

مقالہ ۱۲

اس تحریر میں مولوی شریف الحق صاحب نے ایک اور عوام کی فریب دہی کیلئے چال چلی ہے۔ اکابر علماء دیوبند کے لئے لکھا ہے۔

کہ یہ لوگ ایسے کافر ہیں جو ان کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد ان کو کافر و مرتد نہ مانے نہ کہے ان کے کافر و مرتد ہونے میں شک کرے انہیں کافر کہنے سے کف لسان کرے وہ خود کافر ہے۔

یہ عبارت ہے شریف الحق صاحب کی آگے لکھتے ہیں۔

"الصوارم الہندیہ" میں تمام اہل سنت کا یہ فتویٰ برسہا برس سے چھپ رہا ہے جس میں علماء بدایوں و علمائے رام پور و علماء دہلی و علماء لکھنؤ کی بھی تصدیقات موجود ہیں خصوصیت سے حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب بدایونی۔ و مولانا عبدالغفار صاحب رامپوری کی تصدیقات موجود ہیں الخ۔

اس جھوٹ اور فریب دہی کی کوئی حد ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن اس صوارم ہندیہ میں کس کے تصدیق و دستخط ہیں مدرسہ منظر الاسلام کے مدرسین کچھ طلباء ان کے علاوہ شاگردین و مریدین و معتقدین کی تصدیقات ہیں تمام علماءِ اہل سنت کا نام لکھ کر دھوکہ و فریب دیا ہے جس میں علماءِ رام پور لکھنؤ و بدایوں کا ذکر محض عوام کی فریب دہی کے لئے ہے اہلسنت کی توضیح جامع و مانع تعریف

بھی آپ لوگ نہ بتا سکے نہ بتا سکتے ہیں۔

چنانچہ اہل بدایوں شاہد ہیں کہ آپ لوگوں نے ہمارے تحریری سوالات کا جواب تحریری و زبانی دینے سے انکار کر دیا تھا جس میں پہلا سوال یہی تھا کہ اہلسنت کی صحیح جامع و مانع تعریف بتا دیجئے مگر آپ لوگ صاف انکار کر گئے۔

علماء بدایوں میں کون کون سے عالم کے دستخط ہیں ان کے نام تو ظاہر کیجئے۔

مولانا عبدالقدیر صاحب کا نام بتانا محض فریب ہے ان کے دستخط اس صوارم ہندیہ میں چھپے تھے جو اول مرتبہ شائع ہوئی تھی اس میں دیکھئے کہ انہوں نے کیا الفاظ تحریر کئے تھے۔ انہوں نے صاف صاف تحریر کیا تھا کہ ختم نبوت کے منکر کو کافر سمجھتا ہوں اس کے بعد ان کے دستخط تھے کہیئے یہ آپ کی حسام الحرمین کے موافق کب ہو سکتا ہے حتی کہ فقیر کی مولوی حشمت علی صاحب پیلی بھیتی سے مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی کے دستخط کے متعلق گفتگو ہوئی میں نے ان سے کہا تھا کہ مولانا عبدالقدیر صاحب کے دستخط تو آپ کو مفید نہیں نہ انہوں نے علماء دیوبند کی تکفیر کی نہ ان کی تکفیر کی کسی طرح تائید کی۔ چنانچہ انہوں نے بھی اس کا اقرار کرتے ہوئے یہ ہی کہا تھا کہ واقعی یہی بات ہے اور کہا کہ وہ حیدرآباد سے اجمیر میں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں آئے ہوئے تھے یہ دستخط میں نے ان سے وہاں لئے تھے میں نے ان سے یہ بھی کہا تھا کہ آپ کے دستخط کیسے ہیں ان سے تو علماء دیوبند کی تکفیر نہیں ہو رہی ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں اس سے زائد نہیں لکھ سکتا ہوں یہ گفتگو میری خود مولوی حشمت علی صاحب سے ہوئی تھی جس کا اثر ظاہر ہو گیا سنا گیا ہے نئے ایڈیشن صوارم الہندیہ سے مولانا عبدالقدیر صاحب علیہ الرحمۃ کے دستخط حذف کر دیئے گئے ہیں یعنی اس اشاعت میں مولانا موصوف کے دستخط نکال دیئے گئے ہیں۔

اب بتائیے اور کون سے علماء بدایوں کے دستخط ہیں۔ اَلصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُھْلِکُ۔ سچائی میں نجات ہے اور جھوٹ میں ہلاکت ہے۔

علماء رام پور میں مولوی عبدالغفار خانصاحب کے دستخط بتائے گئے ہیں اس کا جھوٹ ہونا ظاہر ہے مولانا عبدالغفار خانصاحب مجلس علماء رام پور کی چھپی ہوئی تحریر ہمارے پاس موجود ہے جو خود فاضل بریلوی صاحب کے رسالے "رد شیریں چاہ شور" کے جواب میں "بزم شیریں چاہ شور" کے نام سے شائع ہوئی اس کے صفحہ ۳ سطر ۱۲ کو دیکھئے کتنے صاف صاف طریقے سے علماء دیوبند کی تکفیر کی مذمت اور حسام الحرمین کی مخالفت کی ہے۔ انشاء الکریم ہم اس کو آئندہ صفحات میں پورے طور پر بلفظہ نقل کریں گے اب ایسی صورت میں ان کے دستخط صوارم ہندیہ علماء دیوبند کی تکفیر کی تصدیق میں بتانا کس قدر سچ ہو سکتا ہے علماء لکھنؤ میں مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی فرنگی محل کی تحریر تحذیر الناس کے آخر میں موجود ہے۔ پھر عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ کے دیباچہ میں مولوی محمد قاسم صاحب کے لئے کیسے الفاظ لکھے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی قبر کا پتہ بتا کر۔ فرحمہ اللہ تعالیٰ۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے بھی لکھا ہے پھر مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی کا معاملہ معلوم ہے۔ "القاری الداری" دیکھیئے معلوم ہو جائیگا حضرت علامہ عتیق میاں صاحب مرحوم مفتی فرنگی محل سے ہماری زبانی گفتگو بھی ہوئی ہے پھر ان کی تفسیر سورۃ الم نشرح دیکھ لیجئے کہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ذکر کیسے الفاظ میں کیا ہے بلکہ ان کی تفسیر بیان القرآن کو اپنے قول کی تائید میں پیش کیا ہے۔ یہ حضرات علماء فرنگی محل ہیں۔

صوارم ہندیہ میں نہ معلوم کسی طالب علم یا اپنے کسی مرید و معتقد سے دستخط کرا لئے ہوں اور عوام کو فریب دینے کے لئے اسکو علماء لکھنؤ تحریر کر دیا ہو۔

کون صحیح و غلط کو پہچانتا ہے کون تحقیق کرتا ہے جو چاہا لکھ دیا یہ حال ہے صوارم ہندیہ کا۔ اور علمائے بدایوں و رامپور و لکھنؤ کے متعلق جو ہم نے عرض کیا ہے اسے بغور ملاحظہ فرما لیجئے۔ اس صوارم ہندیہ کے مصدقین میں مولانا ظفرالدین صاحب مرحوم بہاری بھی ہیں ان کی تصدیق کے الفاظ کو بغور ملاحظہ کر لیجئے اور رب تعالیٰ توفیق دے تو حق کا فیصلہ کر لیجئے مولانا مذکور سے ان کی زبان سے مسموع ہوا ہے کہ وہ علماء دیوبند کی تکفیر کے خلاف تھے جس کا علم اکثر لوگوں کو ہے یہاں تک کہ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب اڑیسوی نے بھی اس کا اقرار کا سکنج میں کیا تھا خود فقیر نے جامع مسجد بریلی کے امام و مدرسہ منظر الاسلام کے محدث فقیر کے بڑے بھائی مولانا عبدالعزیز خانصاحب مرحوم کے مکان پر مولوی ظفرالدین صاحب موصوف کی زبان سے سنا تھا۔

چنانچہ فرمایا تھا کہ علماء دیوبند کی تکفیر صحیح نہیں ان کا یہ عقیدہ نہیں ہے مجھ کو خوب تحقیق ہو چکی ہے کہ ان کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے چنانچہ بھائی صاحب مرحوم سے اس باب میں گفتگو ہوئی یہاں تک کہ بھائی صاحب خاموش ہو گئے و مولانا موصوف نے بڑے شد و مد کے ساتھ یہی فرمایا کہ تکفیر کا مسئلہ چل نہیں سکتا ان حضرات کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے جو ہمارا عقیدہ ہے وہی ان کا عقیدہ ہے۔ یہاں تک کہ بقول مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کے مولانا ظفرالدین صاحب نے مولوی سہیل صاحب کی (جو مولوی اشرف علی صاحب کے مرید تھے) اقتداء میں نماز بھی ادا کی تھی۔

اس کے علاوہ مولوی شریف الحق صاحب نے اور بھی بدزبانی کلام کیا ہے جو دروغ بیانی اور بہتان تراشی اور غلامان رسول صلی اللہ علیہ وسلم و محبان حضور و متبعین شریعت مطہرہ پر جھوٹے و غلط بہتان لگائے ہیں آپ ہی اپنی نظیر ہے جس کا حساب یوم الحساب

بہ بارگاہ مالک یوم الحساب ہونے والا ہے۔ اللّٰھم اصلح امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

مقالہ ۱۳

اب اس کے بعد چنیں و چناں مولوی اختر رضا خانصاحب بریلوی کے تتمہ اور تصدیق کے متعلق بھی کچھ عرض کروں ہمارے بیانات سابقہ سے یہ چیز آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہو چکی کہ تکفیر مسلم کا مسئلہ بہت سخت و دشوار امر ہے علماء کاملین نے اس راہ میں پھونک پھونک کر قدم رکھا ہے بلکہ یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ کفر کا فتویٰ لگانا ہر عالم کا کام نہیں۔ علوم شرعیہ و اختلافات ائمہ مجتہدین اور ان کی وجوہ پر مطلع ہونے کے ساتھ کثرت ریاضات و عبادات کے سبب نفس امارہ کی برائیوں اور تعصب سے خالی ہو چکا ہو جیسا کہ علامہ تقی الدین سبکی کا ارشاد علامہ عبدالوہاب شعرانی نے "الیواقیت والجواہر" میں نقل فرمایا ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے۔

اکابر علماء دیوبند کی تکفیر سے کف لسان پر احکام کفر لگانا کس قدر بے سر و پا حرکت اور جرأت و بے باکی ہے اس موقع پر یہ دعائے ماثور یاد آتی ہے

اللّٰھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث۔

یہ کتابچہ جو شائع کیا ہے فتویٰ نہیں ہے بلکہ اپنی جہالت اور گمراہی کو دنیا میں آشکارا کیا ہے اکابر علماء دیوبند پر جو فتویٰ دیا گیا ہے حالانکہ وہ ایک عالم کی رائے ہے اس پر اہل علم و فہم کو بہت کچھ کلام ہے اہل علم و فہم تو فاضل بریلوی کے نقل عبارات اور ان کی مطلب شناسی اور اس پر احکام کے

لگانے پر بہت کچھ کلام ہے احکام شرعیہ وقواعد علمیہ کے بالکل خلاف ثابت ہو رہے ہیں یہ کیا محل تعجب ہے۔

کیا آخر کیا فاضل بریلوی فرشتے تھے یا نبی اور رسول تھے ان سے کسی معاملہ میں خطا ہو جانا کیا خاصۂ بشریت کے منافی ہے یا وہ بشر غیر معصوم نہ تھے؟

ہاں اگر یہ لوگ اپنے مذہب میں ان کو معصوم سمجھتے ہوں تو یہ اور بات ہے اہل حق واہل سنت وجماعت کے نزدیک سوائے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ملائکہ کے کوئی بھی معصوم نہیں تمام مسلمانان اہلسنت کا یہی عقیدہ ہے مولوی اختر رضا خاں نے اپنے اس تتمہ میں خوب دل کھول کر سخت کلامی کی ہے خیر اس کا کیا شکوہ ہے یہ تو ان کی عادت مستمرہ ہے جو ان کی رطب ویابس کو نہ ماننے ان کے لئے ان کے یہاں سے یہی تحفہ ملتا ہے مع زیادتی اور بہتانات کے لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ فقیر کا یہ قول کہ میں اس سے پہلے بسط البنان وغیرہ نہیں دیکھ سکا تھا یہ خلاف ظاہر کیسے ہو گیا کیا کسی کتاب کا کسی مطبع میں چھپنا کسی عدیم الفرصت دور دراز کے رہنے والے کیلئے بالخصوص جب کہ اس طرف اس کی توجہ بھی نہ ہو اور وہ خود بھی یہ بیان کرتا ہو کہ میں نے فلاں کتاب یا رسالہ اب تک نہیں دیکھا اس کے بیان کو کس طور سے خلاف ظاہر کہا جائے گا۔ رہا رد کا معاملہ آپ اور کوئی صاحب متانت اور انسانیت کے ساتھ بیٹھ کر مجھے سمجھا دیجئے کہ وہ رد ہیں بھی یا نہیں۔ اگر کوئی صاحب دیانت وامانت کے ساتھ فقیر کو سمجھا دیں گے اور ثابت کر دیں گے کہ فقیر اپنے مسلک میں خدا نخواستہ ناحق پر ہے تو فقیر فوراً رجوع کر لے گا اور اپنی غلطی کا اعلان کر دے گا۔

مولوی اختر رضا خاں صاحب نے بھی وہی مولوی شریف الحق کی

چال پر قلم کاری کا نمونہ دکھایا ہے۔

آپ لوگ بار بار فقیر کے لئے یہی کہتے ہیں کہ پہلے تکفیر کرتے تھے اب نہیں کرتے یہ کس قدر جہالت کی بات ہے ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہے کہ انہوں نے اپنے بعض اقوال سے اخیر میں رجوع فرمایا سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ابتداءً فارسی میں نماز ادا کرنے کو جائز فرمایا تھا بعد میں اس سے رجوع فرمایا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے تو اکثر مسائل میں دو قول ہیں یعنی قول جدید وقول قدیم چنانچہ اہل علم پر پوشیدہ نہیں۔ ہے اگر کسی بات کی تحقیق پہلے نہ ہوئی تھی بعد میں ہوئی تو اس صحیح تحقیق کی طرف رجوع کرنا کیا عیب اور بری بات ہے۔

بلکہ یوں کہیے کہ اہل حق اور اہل ایمان کی شان تو یہی ہے کہ وضوح حق کے بعد حق کو مان لیتے ہیں اور بلا توقف وتامل اس کو اختیار کر لیتے ہیں پھر اس کے ظاہر کرنے میں کسی دنیوی نفع ونقصان وعزت وذلت کی پرواہ بھی نہیں کرتے اور فرمان قرآنی۔

لا تکتموا الحق وانتم تعلمون وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین پر عامل ہوتے ہیں۔

بسط البنان کی انکاری عبارت فقیر نے پیش کی تھی اس پر مولوی اختر رضا خاں نے اپنی ذہنی مفروضات وتوہمات اور اپنے گھر کے مسلمات کی بنیاد پر کچھ تحریر کیا ہے۔

اولاً ہم ثابت کر چکے اور بتا چکے کہ عبارات اکابر علماء دیوبند کا وہ مطلب اور مضمون جو حسام الحرمین میں فرض کیا گیا ہے وہ نہیں ہے وہ مضمون

ان عبارات کے لئے اہل علم و فہم کو بھی مسلم نہیں سیاق و سباق و قرائن صحیحہ و تصریح مصنفین کے خلاف ہے اس صورت میں تو حکم کفر کے کوئی معنیٰ ہی نہیں ثانیاً۔ اگر واقعی آپ اپنی فہم و سمجھ سے مجبور ہیں اور آپ کی سمجھ میں صرف وہ ہی غیر مسلم مضمون سما گیا ہے تو کم از کم اس ہی کو دیکھ لو کہ وہ اس خبیث مضمون ہے جو آپ نے فرض کر رکھا ہے تبری و تحاشی کے ساتھ صاف صاف انکار کر رہے ہیں اور یہ ہی نہیں کہ اس مضمون کا ہی انکار ہے بلکہ اس عبارت کے اس مضمون ہونے کا بھی انکار ہے جس کو ہمارے فقہا کرام نے توبہ حکمی اور رجوع مانا ہے اور حکم دیا ہے کہ بعد انکار کے ۔ لایتعرض لہٗ ۔ یعنی بعد انکار کے اس کے ساتھ کوئی تعرض نہ کیا جائے ۔ تنویر الابصار و در مختار و اشباہ والنظائر و ملتقی الابحر و مجمع الانہر میں صاف تصریح موجود ہے

البتہ جو مضامین حسام الحرمین میں مقرر کئے گئے ہیں اگر ان کا ثبوت قواعد شرعیہ یقینیہ سے ہو جائے تو کسی مومن کو انکار کی گنجائش تکفیر سے نہیں ہو سکتی ہے ۔

وہ حضرات تو خود بھی یہ ہی صاف صاف طور پر لکھ رہے ہیں کہ اس خبیث مضمون کا قائل خواہ عقیدہ کے ساتھ ہو یا بغیر عقیدہ کے دونوں صورتوں میں کافر خارج از اسلام ہے

اب رہا قول یعنی عبارت اس کا وہ مطلب ہی نہیں جو مقرر کر رکھا ہے سوائے آپ کی انفرادی رائے کے اہل علم و فہم کے نزدیک مسلم نہیں ۔

اب ہم بلحاظ اختصار اور باتوں کو چھوڑ کر مولوی اختر رضا خاں کی نقل عبارت میں خیانت اور درمیان سے عبارت کاٹ کر بیان کرنا اور ذیلی الفاظ کو غائب کر دینا ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں ۔

غور کریں اور انصاف کریں اختر رضا خاں نے اپنی طرف سے ایک عبارت بنائی کہ مولوی ضیاء المصطفےٰ نے خلیل احمد کے اس دعوی پر یعنی انکار کی صورت میں کف لسان کیا جائیگا جزئیہ طلب کیا تو شفا اور شرح شفا سے ایک ہی چھانٹ کر لائے جسکی عبارت یہ ہے

والقول الاخر ای الروایۃ الاخریٰ عن مالک انہ ای سبہ دلیل علی الکفر ای بحسب ظاہر الامر فیقتل حدًا وان لم یحکم لہ بالکفر قطعًا الا ان یکون متمادیًا ای مصرًا او مستمرًا علی قولہ غیر منکر لہ ای لمضمونہ قطع نظر اس سے کہ یہ قول (مرجوع) ہے الخ

اولاً یہ کھلا ہوا جھوٹ ہے کہ فقیر نے یہ عبارت اس کے جواب میں پیش کی تھی اس سوال کے جواب میں تو میں نے تنویر الابصار کی عبارت پیش کی تھی یہ حضرات ہر جگہ فریب اور جھوٹ سے کام لیتے ہیں ان کا سوال یہ تھا کہ جب آپ انکار کو توبہ حکمی اور رجوع مانتے ہیں پھر کف لسان کیوں کرتے ہیں فقیر نے اس کے جواب میں کہا کہ تنویر الابصار و اشباہ وغیرہ کتب معتبرہ میں انکار کی صورت میں ۔ لایتعرض لہٗ فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اب اس کے انکار کے بعد اس کے درپے نہ ہونا چاہیئے کف لسان میں اس کی تعمیل ہو جاتی ہے یہ تھا جو جواب دیا گیا تھا ۔ مگر اس کو اڑا گئے اور اس کی جگہ بے جوڑ بات منسوب کر دی یہ عبارت جو آپ نے شفا اور شرح شفا سے ہماری طرف منسوب کرتے ہوئے نقل کی ہے ۔ ذرا ایمان و اسلام کی رو سے قسم شرعی کے ساتھ کہہ دیجئے کہ میں نے یعنی اختر رضا خاں نے اس عبارت میں کچھ کاٹ چھانٹ نہیں کی بعینہ و بلفظہ شفا و شرح شفا میں جو تحریر ہے وہ ہی نقل کی ہے کسی لفظ میں قطع و برید نہیں کی کیا آپ اور آپ کے مصدقین دین و دیانت کو ملحوظ رکھ کر قسم شرعی کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں ۔

خدا کیلئے شرم کرو اور روز جزا کے عذاب سے ڈرو اس لئے کہ قہار و جبار جل جلالہٗ

کے دربار میں پیش ہونا ہے جھوٹ اور فریب وہی کام تو کیا آئیں گے بلکہ وبال جان بن جائیں گے۔

ناظرین کرام اب ہم عبارت شفاو شرح شفا للعلی القاری علیہ الرحمۃ الباری کی بعینہ وبلفظہ مع حوالہ صفحہ وسطر کے نقل کرتے ہیں۔

حضرات اہل دین وایمان انصاف فرمائیں سنئے شرح شفا جلد دوم ص۵۲۶ سطر ۲۴ میں فرماتے ہیں۔

والقول الآخر ای الروایۃ الاُخریٰ عن مالک انہ ای سبہ دلیلٌ علی الکفر بحسب ظاھر الامر فیقتل حدًا وان لم یحکم لہ بالکفر قطعًا وقال التلمسانی معناہ انہ مسلم انتھیٰ فیتفرع علیہ انہ یغسل ویصلی علیہ ویدفن فی مقابر المسلمین ونحو ذالک الا ان یکون متمادیا ای مصرًا مستمرًا علی قولہ غیر منکر لہ ای لمضمونہ ولا مقلع عنہ بترکہ اھ

اب غور فرمائیے کہ اس عبارت میں وقال التلمسانی سے ونحو ذالک تک عبارت بیچ میں سے کاٹ کر صاف اڑادی اور کوئی علامت بھی ایسی نہیں دی جس سے معلوم ہوجائے کہ یہاں سے کچھ عبارت چھوڑ دی گئی ہے۔

حضرات ناظرین کرام یہ ایک روایت ہے جو امام مالک سے نقل کی گئی ہے علامہ خفاجی نے اپنی شرح میں فرمایا۔ ای فی روایتہ عن ھؤلاء یعنی دوسری روایت حضرت امام مالک صاحب مذہب سے ہے جسکو علماء شام نے ان ہی امام مالک سے اخذ کیا ہے کہ سب وتنقیص کفر پر دلیل ہے یعنی باعتبار ظاہری امر کے پس ایسے شخص کو قتل کیا جائے گا حدًا۔ اگرچہ اس کے کافر ہونے کا قطعاً حکم نہ دیا جائے گا اور علامہ تلمسانی نے فرمایا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ

مسلمان ہے لہٰذا تلمسانی کے قول پر یہ تفریع کیجائے گی کہ اسکو بعد انتقال کے غسل دیا جائے گا اور اس پر نماز پڑھی جائے گی اور مقابر مسلمین میں دفن کیا جائیگا اس ہی طرح اس پر اور احکام اسلام جاری کئے جائیں گے ہاں اگر وہ شخص اپنے اس قول سب پر مصر اور مستمر ہو اور اس سے غیر منکر ہو یعنی اس کے مضمون کا منکر نہ ہو اور اس سے باز نہ آئے تو ایسا شخص یقیناً بالاتفاق کافر ہے۔

اب سمجھئے کہ علماء شام اس روایت کے امام مالک سے آخذ ہیں اگر آپ کے ذہن اور دماغ میں ان عبارات کے مضامین کا کفریہ ہونا ہی آیا ہوا ہے حالانکہ خود صاحبان عبارات اس مضمون خبیث سے تبرّی اور تحاشی کر رہے ہیں اور اپنی عبارت کا یہ مضمون نہیں مانتے ہیں اور قواعد علمیہ وشرعیہ سے بھی ثابت نہیں ہو رہا ہے اور علماء ہمعصر بھی جنکا عالم ہونا اور صاحب تصانیف وتدریس ہونا مسلّم ہے اس مضمون کو ان کی عبارات کا مفاد نہیں مانتے ہیں ایسی صورت میں اس روایت شفا کی (جو امام مالک سے بیان کی گئی ہے) بنا پر بھی حکم کفر نہ ہونا چاہیئے ظاہر ہے کہ عبارات کا وہ مطلب کفریہ ہرگز مسلّم نہیں صرف آپ کی اپنی انفرادی رائے ہے پھر تمادی واصرار واستمرار سے کیا تعلق رہا۔

اب رہا آپ کا یہ کہنا کہ یہ روایت مرجوع ہے اس صورت میں بھی تکفیر نہیں ہوسکتی اختر رضا خاں کے فرزند فاضل بریلوی نے خود فرمایا ہے تصریحات فقہا کے مطابق سماع الاموات صفحہ ۳۰۲ میں ہے۔

حتی الامکان تکفیر سے احتراز رکھتے بلکہ صاف فرماتے ہیں کہ اگر کوئی روایت ضعیفہ اگرچہ دوسرے مذہب کی دربارہ اسلام مل جائے گی اسی پر عمل کریں گے اور جب تک تکفیر پر اجماع نہ ہولے کافر نہ کہیں گے۔ الخ

ناظرین کیا روایت منقولہ امام مالک صاحب مذہب کی نہیں ہے کیا اگر ضعیف

ہی ہو تو بھی فاضل بریلوی کے قول منقول عن الفقہاء کی رو سے باب تکفیر میں قابل عمل ہے یہ بھی آپ کی ذہنی پیداوار کی رو سے کہا جا رہا ہے ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ مصنفین اور ان کی عبارات ان خبیث مضامین سے بری ہیں جیسا کہ عرض کر دیا گیا ایسی صورت میں ان کفریہ مضامین کو ان کا عقیدہ بتانا یا تحریر کرنا کھلا ہوا افترا اور دھوکہ ہے منکر کو معتبر بتانا اور اپنی رائے سے اس میں حاشیے چڑھانا عبارات میں کانٹ چھانٹ کرنا اپنے من چاہا مطلب بنا لینا کیا اسی کا نام دیانت داری ہے پھر اس پر زور دینا اور اپنی ذاتی رائے کو قطعی قرار دے کر مسلمانوں کو اس میں کلام کرنے کی بنا پر کافر بتانا گویا اپنی سمجھ اور قول کو نص قطعی الدلالۃ کے برابر قرار دینا ہے۔

علامہ خفاجی نے جو غیر منکر لہ کی شرح میں لما قالہ فرمایا ہے اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ جو قول قطعی طور پر سب لینی گالی ہو اس کا غیر منکر ہو یہاں تو قول ہی کے یہ معنی و مضمون صرف آپ کی رائے ہے نہ تمام اہل علم و فہم کی کہ ان حضرات نے تو ان عبارات کے یہ کفریہ مضامین نہ سمجھے نہ آپ کے بتائے ہوئے مانے پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کی رائے کو قطعی غیر محتمل متعین المراد مانا جائے یہ زبردستی اور اعجاب بالرائے نہیں ہے تو اور کیا ہے قول کو صریح بتانا دعویٰ بے دلیل ہے جو کلام کے سیاق و سباق اور الفاظ و عبارات

آپ نے شفاء کی عبارت کے ساتھ اس کی شرح کی عبارت کیوں چھوڑ دی یہ بھی ایک فریب ہے کہ شرح کی عبارت سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ یہ عبارت کونسی صورت کیلئے بیان فرمائی گئی ہے قطع و برید کے تو آپ لوگ عادی ہیں۔ آخر یہاں صرف شفا کی عبارت ہی کو کیوں نقل کیا گیا اور شرح کی عبارت کو کاٹ دیا۔ کہ اس میں فریب دہی کا معاملہ نہیں ہو سکتا تھا عوام بے علم لوگ تو عربی کی عبارت دیکھ کر یہ سمجھیں گے کہ حوالہ دیکر ثابت کر دیا ان غریبوں کو اس کا کیا علم کہ اس کا کیا مطلب ہے

اور اس میں کیا چال چلی گئی ہے۔

ابھی ابھی دیکھ چکے کہ امام مالک کی روایت کے نقل میں کیا خیانت کی اور عبارت کو کاٹ کر بیان کیا پھر اس پر مرجوع ہونے کا دعویٰ کیا حالانکہ شارح ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے صفحہ ۶۶۳ میں فرمایا۔ فعنہ روایات یعنی امام مالک سے اس مسئلہ میں متعدد روایات آئی ہیں۔ علامہ خفاجی نے نسیم الریاض ج ۴ صفحہ ۳۴۹ پر فرمایا۔ فان لمذہبہ طرق متعددۃ۔ یعنی امام مالک کے مذہب پر متعدد طرق ہیں ان حضرات نے تو صاف فرمایا۔ کہ امام رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں متعدد طرق ہیں ان کے مذہب کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جو اسی روایت سے ثابت ہوا۔

اب سنیئے کہ جو آپ نے شفاء شریف کی عبارت نقل کی ہے فقیر اس عبارت کو مع اسکی شرح کے نقل کرتا ہے تاکہ ناظرین پر پوری حقیقت کھل جائے اور ان کی فریب دہی کا حال بھی ظاہر ہو جائے۔

اختر رضا خاں شارحین شفاء کی عبارات کو ترک کر کے شفاء کی عبارت یوں نقل کرتے ہیں۔

وقولہ اما صریح کفو کاالتکذیب بہ۔ اس عبارت میں لفظ بہ شرح قاری کا لفظ ہے اور کاالتکذیب شفا کا یہاں شرح کے لفظ کو متن سے ملا دیا یہاں پر فقط شفا کے لفظ پر اکتفا نہ کیا گیا حالانکہ شرح قاری میں بہ کے بعد علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بما جاء بہ عن ربہ بعد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موجود ہے شرح کا صرف لفظ بہ لیا صلوٰۃ و سلام کو ترک کیا اب آگے اور نقل کرتے ہیں۔

ونحوہ من کلمات الاستہزاء والزم ناعترافہ بھا و

ترك توبته دليل استحلاله لذالك وهذا كفر ايضا فهذا كافر بلاخلاف قال الله تعالى في مثلهم يحلفون بالله ما قالوا ولقد قالوا كلمة الكفر وكفروا بعد اسلامهم -

یہی وہ عبارت ہے جو اختر رضا خاں نے شفا سے نقل کی ہے اس میں اول کاروائی تو یہی ہے کہ شرح کی عبارت کو ترک کرکے ایک کلمہ یہ کو درود وسلام سے قطع کرکے متن سے ملا دیا پھر باقی عبارات شرح کو کیوں ترک کیا اس لئے کہ ان کے مطلب کے لئے مفید نہ تھیں اب ہم اس عبارت شفا کو معہ عبارت شرح کے نقل کرتے ہیں ناظرین غور کریں اور انصاف کریں شرح شفا ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ جلد دوم صفحہ ۶۴۳-

وقوله اى الذى تهاوى منه اما صريح كفر كالتكذيب به عليه الصلوة والسلام او بما جاء به عن ربه و نحوه كنسبة ابليس ربه تعالى الى الجور والظلم اذا امره بالسجود لآدم عليه السلام زاعما انه خير من آدم او من كلمات الاستهزاء والذم مما هو غير صريح كفر في مقام الفهم فاعترافه بها وترك توبته عنها دليل استحلاله لذالك وهو اى استحلال المعصية كفر ايضا فهذا المستحل كافر بلاخلاف اى اذا لم يتب وفيه دليل على انه ممن يستتاب في مذهب مالك ايضا ففيه روايات والله تعالى اعلم بالصواب اه

ترجمہ:- یعنی جن کلمات پر اس نے اصرار کیا ہے یا وہ صریح کفر ہوں گے جیسا کہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب یا جو چیز اپنے رب کے یہاں سے لائے ہیں اس کی تکذیب اور اس کے مثل جیسے ابلیس علیہ اللعن کا ظلم اور جور کی نسبت اپنے رب تعالیٰ کی طرف کرنا جب کہ رب تعالیٰ نے اس کو حضرت آدم علیہ السلام

سے بہتر جانکر سجدہ نہ کیا یا وہ کلمات استہزاء یا مذمت کے ہوں کہ جو غیر صریح ہوں مگر مقام فہم میں کفر ہوں وہ ایسے کلمات کا اعتراف یا ان سے ترک توبہ دلیل ان کلمات کے استحلال کی ہے اور استحلال معصیت بھی کفر ہے لہٰذا ایسا شخص یعنی مستحل معصیت بلاخلاف کافر ہے یعنی اگر توبہ نہ کرے اور اس میں دلیل ہے کہ مصر اور مستمر امام مالک کے نزدیک بھی ان لوگوں میں سے ہے جن سے توبہ کا مطالبہ کیا جائیگا پس امام مالک سے متعدد روایات ہیں -

مسلمانوں ذرا غور کرو اس عبارت سے علماء و اکابر دیوبند کی عبارات سے کیا تعلق یہ حکم تو اس شخص کے لئے ہے جو اپنے صریح اور قطعی کفر پر اصرار کرے یا ان کلمات کفر کو استہزاء اور مذمت کے لئے کہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اس دین کی جو اپنے رب کے یہاں سے لائے اسکو جھٹلائے یا معاذ اللہ بطور استہزاء و مذمت کے ان کلمات کو کہے پھر بھی اس سے وہ تائب نہ ہو باوجود مطالبہ کے اس تکذیب و استہزاء پر جما رہے وہ یقیناً کافر ہے -

کیا ان حضرات نے معاذ اللہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی تکذیب کی ہے جو دین و شریعت حضور اپنے رب کے یہاں سے لے کر آئے اسکی نعوذ باللہ تکذیب کی یا معاذ اللہ استہزاء و مذمت کا عمل کیا نعوذ باللہ منہ انکی عبارات کا مضمون بھی آپ ہی کا مقرر کردہ ہے جس کو ہندوستان کے اہل علم ہم عصر حضرات نے بھی نہ مانا وہ حضرات خود بھی اس خبیث مضمون سے تبری و تحاشی کر رہے ہیں ایسے خود ساختہ مضمون کو قطعی اور غیر محتمل اور متعین المراد کہہ کر مسلمانوں کو کافر قرار دینا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے اب ہم اس کے بعد اسی عبارت شفا کو علامہ شہاب الدین خفاجی کی شرح نسیم الریاض جلد ۴ صفحہ ۴۰۹ سے نقل کرتے ہیں -

ثم فصل قوله المطلق فقال وقوله الصادر منه اما

صریح کفر کالتکذیب لہ صلی اللہ علیہ وسلم بانکار نبوتہ او
انکار ما جاء بہ للافتراء علیہ ونحوہ مما ھو فی معنی التکذیب
الصریح او من کلمات الاستھزاء بہ تحقیرالہ او الزم بسب
او ھجو لہ فلما عترفہ بھا ای بکلمات الاستھزاء وترک
توبتہ ورجوعہ عنھا دلیل استحلالہ ای علی حلالہ
لذالک الاستھزاء الزم وھو ای استحلال من حیث ھو
استحلال مما لا یحل لہ کفر ایضا کما ان ما قالہ کفر فھذا
القائل المستحل معنی کافر بلا خلاف بین المسلمین
وائمۃ الدین فی کفرہ اھ

ترجمہ:۔ یعنی صاحب شفا علیہ الرحمۃ قول مطلق کی تفصیل کرتے ہیں کہ جن کلمات
پر اس شخص کے مصر اور متم ہونے پر حکم کفر ہے وہ دو قسم کے کلمات ہیں یا وہ صریح ہیں
جیسا کہ وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کا انکار کرے یا حضور
علیہ الصلوۃ والسلام کے لائے ہوئے دین و شریعت کا انکار کرے یا وہ کلمات مثل
صریح کے ہوں استہزاء و تحقیر ای کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی شان رفیع میں کہے
گئے ہوں یا مذمت کے لئے دشنام یا ہجو کے لئے بولے گئے ہوں ایسے کلمات کا
اعتراف اور ان سے ترک توبہ اور ترک رجوع دلیل ہے ان کے حلال جاننے کی یہ
استحلال بھی کفر ہے جیسے کہ اس کا قول تکذیب استہزاء اور ذم کفر تھے لہذا ایسا شخص
بلا خلاف کافر ہے۔

ناظرین کرام اس عبارت کے مضمون پر غور کر لیجئے کہ اس مضمون کو ان عبارات
اکابر دیوبند سے کیا تعلق ہے وہ صاف فرما رہے ہیں کہ کلمات جو صریح ہوں جیسے
حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نبوت کا انکار یا شریعت مطہرہ کا انکار یا استہزاء و تحقیر

کے کلمات مذمت و دشنام کے الفاظ کا جو شخص اقرار کرے اور ان سے توبہ اور رجوع
کرنے سے انکار کرے وہ یقیناً کافر ہے۔

ہمی گفتند خلقے در تماشا ہمیں گویند حاشا ثم حاشا
کزیں روئے نکو بد کاری آید کزیں دلدار دل آزاری آید

آپ کے مقرر کردہ مضمون کا سختی سے انکار کر رہے ہیں اس مضمون خبیث
کو کفری مضمون مان رہے ہیں اپنی عبارت کو اس مضمون سے بے تعلق بتا رہے ہیں پھر اس
عبارت کا صحیح اور مطابق عقل و نقل مطلب بتا رہے ہیں دوسرے اہل علم و فہم بھی ان
عبارات کا مطلب جو آپ نے مقرر کیا ہے نہیں مانتے ایسی صورت میں عبارت
منقولہ شفاء و شرح شفا آپ کو کیا مفید ہوں گی شفاء اور شرح شفاء کے احکام کا
ان عبارات سے کیا تعلق ایسی بے جوڑ بندش کی اہل علم کے نزدیک کچھ وقعت
نہیں ہو سکتی ہے۔

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا - الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا
بھلا کیا تعلق سعدی کا زلیخا سے اور کیا تعلق زلیخا کا اس مصرع سے جو دیوان حافظ
کا ہے کہاں تو صریحاً ضرورت دینی قطعی کا انکار اور الفاظ استہزاء و ذم کا اظہار پھر ان
سب کا اقرار پھر توبہ اور رجوع سے انکار اور کہاں یہ کہ دوسرے کے ایک صاف
کلام کا مطلب خود فرض کیا صاحب کلام اس مطلب کا منکر دوسرے علماء ہم عصر
بھی اس فرض کردہ مطلب کے منکر اس فرض کردہ مطلب سے تبری و تحاشی کریں لو اس
پر حکم کفر کریں۔ صاحب کلام صاف کہہ رہا ہے کہ میرے قلب پر کبھی اس مضمون خبیث کا
خطرہ بھی نہ گذرا قواعد علمیہ و قوانین شرعیہ بھی اس مفروضہ مضمون کے خلاف۔ باوجود
ان چیزوں کے کمال حیا سے ثبوت دیتے ہوئے عبارت شفا کا قطع و برید کیسا تحیر اظہار واللہ
الموفق حیرت پر حیرت اور تعجب پر تعجب ہے اللھم اصلح امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بجاہ العظیم

مقالہ ۱۴

اب اسکے بعد اختر رضا خاں بریلوی نے ایک چال اور اختیار کی اسکا مقصد بھی وہی عوام کم فہم لوگوں کو فریب دینا ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ مرید کا خواب اور بیداری میں [اللھم صل علی سیدنا ونبینا مولانا اشرف علی اور اس پر اشرف علی کا یہ کہنا کہ اس میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے الامداد ص ۳۵ اھ

اس مقام پر غور کرنا چاہیئے کہ اختر رضا صاحب نے اس شخص کا درود شریف کی عبارت میں مولانا اشرف علی صاحب کا نام پڑھنا ظاہر کیا حالانکہ اس شخص نے اپنی حالت خواب میں کلمہ طیبہ میں بھی مولوی اشرف علی صاحب کا نام پڑھنا کہا ہے اور یہی عام لوگوں میں مشہور کیا گیا ہے اس شخص نے خواب و بیداری میں بلا قصد و اختیار کے ان کلمات کا زبان سے نکلنا بیان کیا ہے اسکے جواب میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے تحریر کیا ہے کہ اس واقعہ میں تسلی ہے کہ تم جس کی طرف رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

اب سنیئے اس واقعہ کی ابتدا ایک پنجابی نے مولوی اشرف علی صاحب کے پاس یہ سوال بھیجا کہ حالت خواب میں وہ کلمہ طیبہ پڑھتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی جگہ آپ کا یعنی مولوی اشرف علی صاحب کا نام نکلتا ہے جس کی وجہ سے وہ شخص خواب میں پریشان ہے کہ میرے مونہہ سے کیا غلط بات نکلتی ہے حتی کہ درود شریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتا ہوں تو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی جگہ مولوی اشرف علی صاحب کا نام زبان سے جاری ہو جاتا ہے - یہاں تک کہ بیدار ہو گیا بیداری کی حالت میں چاہتا ہوں کہ کلمہ صحیح پڑھوں مگر بے اختیار بلا قصد کے وہی صورت ہوتی ہے اس کے جواب میں فاضل تھانوی نے وہی کلمات لکھے ہیں۔

اب سمجھئے کہ اختر رضا خاں نے کلمہ شریف کی غلطی ترک کر کے صرف درود

شریف کی عبارت کی غلطی کو بیان کیا ہے اس کی وجہ ہمارے اگلے بیان سے ظاہر ہو جائیگی اب ذرا توجہ کیجیے کہ مولانا اشرف علی صاحب نے یہ کب کہا کہ میرا نام کلمہ میں پڑھو یا اس شخص نے بھی ہوش و حواس میں اپنے قصد و اختیار سے کب فاضل تھانوی کے نام کو کلمہ شریف میں پڑھا وہ پڑھنے والا خود بھی حالت خواب میں بھی اس کو غلط اور باطل سمجھ رہا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ خواب کی بات پر کوئی حکم شرع عائد نہیں ہوتا اگر کوئی کافر خواب میں اسلام لے آئے تو اسکا اسلام معتبر نہیں اسی طرح اگر کسی مسلمان سے خواب میں کلمات کفر سرزد ہو جائیں تو وہ بھی ان کی وجہ سے کافر نہ ہوگا حدیث شریف میں ہے -

لا تفریط فی النوم - یعنی نیند کا جرم جرم نہیں اگر کوئی شخص خواب میں زنا کرے تو کیا اس کو زانی قرار دے کر حد جاری کی جائے گی بہر حال یہ کلمات اس شخص سے صرف حالت خواب میں سرزد ہوئے تھے - لہٰذا اس پر حکم کفر عائد نہیں ہوتا - نیز ان کے علاوہ جو دوسرے کلمات خواب کے بعد اضطراری حالت میں بھی اس شخص کی زبان سے نکلے ان کی وجہ سے بھی تکفیر نہیں ہو سکتی ہے - اس لئے کہ بلا اختیار خطاءً جو کلمات کفر کسی کی زبان سے سرزد ہو جائیں وہ بھی شریعت میں موجب کفر نہیں علامہ ابن عابدین شامی اپنی کتاب مستطاب رد المحتار علی الدر المختار میں امام ابن الہمام کی تحریر الاصول کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں۔

ستبطل عبارته من الاسلام والردة والطلاق ولو تصف بخبر ولا انشاء وصدق وكذب كالحان الطيور ام

یعنی سونیوالے کا کلام مثلاً اسلام لانا یا مرتد ہو جانا یا طلاق دینا یہ سب لغو بیکار ہے نہ اسکو خبر کہا جا سکتا ہے نہ انشاء نہ سچ نہ جھوٹ مثل پرندوں کی آواز کے۔

حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے - رُفِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَأُ وَالنِّسْیَانُ

یعنی خطا اور نسیان پر میری امت سے مؤاخذہ نہ ہوگا۔

یہی علامہ شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں ومن تکلم بھا مخطأً او مکرھاً لا یکفر عند الکل۔ یعنی اگر کسی سے کلمہ کفر خطأً یا بلا قصد و اختیار کے سرزد ہو جائے یا کوئی شخص زبردستی کہلوائے تو ایسی صورت میں کسی کے نزدیک بھی تکفیر نہیں کی جائیگی

اب غور کیجیے اس شخص کی زبان پر حالت نیند میں اور بعد نیند کے بلا قصد و اختیار کے کلمہ شریف میں مولوی اشرف علی صاحب کا نام جاری ہو جانا اور مولوی اشرف علی صاحب کا یہ تحریر کرنا کہ اس واقعہ میں تسلی ہے کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

اختر رضا خاں کے نزدیک کفر ہو گیا جسکو بڑے طمطراق کیساتھ بیان کر رہے ہیں۔ ابذرا اپنے گھر کی مسلم اور مقبول کتاب "سبع سنابل" کی طرف بھی تو نگاہ ڈالیں کہ اس کے صفحہ ۱۳۳ مطبوعہ مطبع نظامی واقع کانپور پٹکاپور میں حضرت میر عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں

در فوائد السالکین آوردہ است کہ خواجہ معین الدین چشتی فرمودہ قدس سرہٗ کہ من بخدمت شیخ یوسف چشتی قدس سرہٗ حاضر بودم کہ مردے بہ نیت بیعت درآمد و سر در قدم خواجہ نہاد گفت بہ بیعت آمدم خواجہ در حالتے بود گفت اگر بگوئی لا الٰہ الا اللہ چشتی رسول اللہ ترا مرید بگیرم چوں آں مرد راسخ و صادق بود اقرار کرد و خواجہ اورا دست داد و بنعمت مشرف گردانید بعدہٗ گفت بشنو من کیستم و چہ کس باشم یکے از بندگان رسول ہستم کلمہ ہماں است اما برائے کمالیت تو و آزمائش اعتقاد و صدق تو امتحان کردم اھ

یعنی کتاب فوائد السالکین میں بیان کیا ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ نے فرمایا کہ میں خواجہ یوسف چشتی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص مرید

ہونے کی نیت سے آیا اور اس نے اپنا سر خواجہ قدس سرہٗ کے قدموں پر رکھدیا اور یہ عرض کیا کہ میں بیعت ہونے کے مقصد سے آیا ہوں خواجہ ایسی حالت میں تھے کہ فرمایا اگر تو کلمہ کو اس طور سے پڑھے کہ لا الٰہ الا اللہ چشتی رسول اللہ تو میں تجھ کو مرید کرونگا چونکہ وہ مرد مضبوط اور صادق تھا اس نے اس کا اقرار کیا خواجہ نے اس کو مرید کر لیا اور نعمت سے مشرف کیا اس کے بعد خواجہ نے فرمایا کہ سن میں کون ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں سے ہوں کلمہ طیبہ وہی ہے تیری کمالیت اور آزمائش اعتقاد اور تیرے صدق کا میں نے امتحان کیا ہے اھ

غور کیجئے کہ حضرت شیخ یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ خود اپنے اختیار سے کلمہ طیبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کی جگہ اپنے نام کے پڑھنے کا حکم دے رہے ہیں۔ وہ مرید اپنے اختیار اور صحت ہوش و حواس کے ساتھ کلمہ طیبہ میں حضرت شیخ کا نام پڑھتا ہے۔ لہٰذا اختر رضا خاں صاحب پہلے تو حضرت میر عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ پھر خواجہ معین الدین چشتی پر پھر شیخ یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ پر حکم لگائیں پھر اپنے فرجد احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی پر حکم لگائیں کہ وہ اس کتاب "سبع سنابل" کو مقبول بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت کر رہے ہیں اور اس کتاب کو نفیس و عجیب فرما رہے ہیں چنانچہ اپنے رسالے الفیوضات الملکیہ لمحب دولۃ الملکیہ" مطبوعہ مطبع اہل سنت و جماعت بریلی کے حاشیے صک۷ میں کتاب سبع سنابل کے متعلق رقمطراز ہیں۔

هذا كتاب نفيسٌ عجيبٌ مصنفهٗ السيد عبد الواحد الى ان قال ورأيت الشيخ كليم الله الجشتى الجهان آبادى قدس سرّهٗ فى المدينة الكريمة فى

یعنی کتاب سبع سنابل نفیس و عجیب کتاب ہے اسکے مصنف سید عبدالواحد بلگرامی ہیں پھر اسکے بعد فرمایا کہ شیخ کلیم اللہ جہان آبادی قدس سرہ نے مدینہ طیبہ میں دیکھا کہ وہ اور سید صبغۃ اللہ بروجی

واقعہ والسید صبغۃ اللہ البروجی
قدس سرہما حاضران فی مجلس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مع جمیع من الصحابۃ الکرام
والاولیاء العظام رضی اللہ عنہم
وفیہم رجل یکلمہ النبی صلی اللہ
علیہ وسلم متبسما ویلاطفہ کثیرا
قال وسالت السید صبغۃ اللہ
عن ہذا الذی یلطف بہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بہذا القدر
قال ہذا السید عبد الواحد البلجرامی
وسبب مزید احترامہ ان
کتابہ سبع سنابل وقع
موقع المقبول فی حضرۃ
الرسالۃ صلی اللہ علیہ وسلم اہ

قدس سرہما دونوں نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام
کی مجلس میں حاضر ہیں اور اسی مجلس میں ایک
جماعت صحابہ کرام واولیاء عظام رضی اللہ عنہم کی
بھی حاضر تھی ان میں ایک مرد تھا کہ جس سے نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت مسرت اور
لطف کے ساتھ کلام فرما رہے تھے شیخ
کلیم اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
کہ میں نے سید صبغۃ اللہ بروجی
سے دریافت کیا کہ یہ شخص جس کے ساتھ
نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام اس قدر لطف
و مہربانی کیساتھ کلام فرما رہے ہیں کون ہے
توانہوں نے جواب دیا کہ یہ شخص سید میر
عبد الواحد بلگرامی ہے اور انکے مزید احترام کا سبب
یہ ہے کہ انکی کتاب سبع سنابل بارگاہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میں قبول ہو گئی ہے۔ اھ

مسلمانوں ذرا انصاف اور ایمان کی روشنی میں دیکھو کہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے نہ کبھی یہ کہا کہ میرا نام کلمہ طیبہ میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی جگہ پڑھو نہ اس پڑھنے والے نے اپنی خوشی کے ساتھ اسکو پڑھا بلکہ وہ صاف صاف یہ کہہ رہا ہے میں حالت خواب میں بھی اس سے ناخوش ہوں کہ میرے مونہہ سے یہ کیا غلط نکل رہا ہے مگر بے اختیار مونہہ سے نکل جاتا ہے ایسے ہی بعد بیداری کے ہوا جس سے وہ خود پریشان ہے اس پر مولوی تھانوی صاحب

سے وہ سوال کر رہا ہے مولوی صاحب اس کا جواب دے رہے ہیں کہ اس واقعے میں تم کو تسلی دی گئی ہے کہ جس کی طرف تمہاری عقیدت مندی ہے وہ شخص متبع سنت ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع و پیروی کرنے والا ہے اس میں تو حسب ارشاد کلمہ حق اس قائل بے اختیار پر بھی حکم کفر نہیں ہو سکتا ہے نہ مولوی تھانوی صاحب پر واقعہ سبع سنابل میں تو تصریح ہے کہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے خود حکم دیا اور اس شخص نے اپنے قصد و اختیار سے کلمہ طیبہ میں حضرت شیخ کا نام حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے نام کی جگہ پڑھا اور فاضل بریلوی نے اس کتاب کو مقبول بارگاہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیا ہے لہذا ان حضرات یعنی خواجہ معین الدین چشتی و خواجہ یوسف چشتی رحمہم اللہ تعالیٰ و سید عبد الواحد بلگرامی علیہ الرحمۃ اور اپنے فرجد امجد فاضل بریلوی پر اختر رضا خاں اور ان کے ہمنوا حکم بتائیں کہ ان موصوفین حضرات پر کیا حکم لگاتے ہیں کہ اس واقعہ میں بحالت ہوش و اختیار کلمہ طیبہ میں اپنے نام کو پڑھنے کی تلقین اور پڑھنے والے کا اپنے قصد و اختیار سے بخوشی کلمہ طیبہ میں حضرت شیخ کا نام پڑھنا پھر مرید ہونا پھر حضرت شیخ کا اس پر متنبہ کرنا یہ سب موجود پھر فاضل بریلوی کا اس کتاب کے نفیس و عجیب ہونے کی شہادت دینا اور اس کتاب کو مقبول بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرنا سب کچھ موجود لیکن "الامداد" کے بیان کردہ واقعہ میں تو ان میں سے ایک چیز بھی نہیں پائی جاتی تھی "الامداد" کے واقع پر اس قدر شور شوری اور یہاں یہ بے حسی آخر اس کی کیا وجہ ہے۔

کیا انصاف و ایمان اسی کا نام ہے بے انصافو اس چیز سے جلد توبہ کرو یوم الحساب قریب ہے خداوند عالم تبارک و تعالیٰ قہار و جبار حسیب ہے بہتان اعظم العصیان ہے۔

مسلمانو علماء امت و مشائخ ملت کی کثیر تعداد کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص کے جرم کا مرتکب قرار دیکر ایک جماعت نے احکام کفر بیان کئے ہیں بعد تحقیق کے

جن کا بے اصل و بے وجود ہونا ثابت ہوا اور تمام مسلمین خاص و عام نے ان احکام کفر کو صحیح نہ مانا دیکھئے امام اہلسنت و جماعت امام ابو الحسن اشعری اور امام الصوفیاء ابو القاسم قشیری رحمہم اللہ تعالی پر ایک جماعت علماء نے فتوی کفر صادر کر دیا جس کا علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ یہ ان پر افتراء ہے ان حضرات نے ایسا نہیں کہا۔ چنانچہ علامہ خفاجی شرح شفا جلد اول صفحہ ۱۳۲ میں فرماتے ہیں۔

واعلم انہ حکی عن الاشعری والقشیری واصحابہما انہم قالوا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس بنبی فی قبرہ ولا رسالتہ صلی اللہ علیہ وسلم انقطعت بموتہ وقد شنع بہ علیہم بذا لاجماع وقالو بتکفیرہ وقال السبکی افتری علیہم اھ

یعنی جاننا چاہیئے نقل کیا گیا ہے اشعری اور قشیری اور اصحاب قشیری کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ معاذ اللہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام اپنی قبر مبارک میں بعہد نبوت نہیں اور آپ کی رسالت بعد موت شریف کے منقطع ہو گئی اسی وجہ سے ان پر ایک جماعت نے تشنیع کی اور ان پر حکم کفر دیا امام سبکی نے اس کا جواب دیا کہ ان حضرات پر افتراء کیا گیا ہے۔ یعنی انھوں نے ایسا نہیں کہا ہے۔

علامہ موصوف فرماتے ہیں۔

وقد کتب بذالک فی الآفاق وکیف یقال مثلہ مع ما صح فی الحدیث من ان الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام احیاء فی قبورہم یصلون وانما نہم ہذا منہم الکرامیۃ وادعوا انا لازم لمذہبہم ولازم المذہب لیس بمذہب فانہ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ باق علی ما کان علیہ اھ

یعنی امام سبکی نے تمام شہروں میں یہ لکھ کر بھیجا اور ظاہر بات ہے کہ وہ حضرات ایسے کلمات کیسے کہہ سکتے تھے جبکہ حدیث صحیح میں صریحاً ارشاد ہے کہ یقیناً انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اپنی قبور شریفہ میں زندہ ہیں اور نماز ادا فرماتے ہیں ان حضرات کی طرف اپنی سمجھ کے

مطابق کرامیہ فرقہ نے منسوب کیا اور دعوی کیا کہ ان کے مذہب کو یہ لازم ہے حالانکہ لازم مذہب مذہب نہیں ہوتا ہے لہذا ہم سب مسلمانوں کا ایمان و اعتقاد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اسی حال شریف پر جس پر کہ حیات دنیا میں تھے اھ

یعنی نبوت و رسالت کے عہدۂ مبارکہ کے ساتھ اب بھی ویسے ہی متصف ہیں جیسے حیات دنیا میں تھے کیا یہ تکفیر اس جماعت علماء کی شرعاً قابل قبول ہو گی یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے اس تکفیر کی طرف توجہ بھی نہ کی اسی طرح بہت سے ائمہ دین مثلاً امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ و شیخ محی الدین ابن عربی و شیخ مجدد الف ثانی و علامہ تفتازانی و امام غزالی و مولانا روم وغیرہ اکابر دین کی تکفیر و تضلیل کی گئی مگر بعد کے محققین نے اور عامۃ المسلمین نے اسکو مسلم نہ رکھا اور ان فتاووں کے خلاف عمل و تلقین امت مرحومہ کو کرتے رہے علماء مکفرین کے اقوال کو ان کی ذاتی رائے اور فہم قرار دیکر ناقابل قبول قرار دیدیا۔

پھر یہ بات قابل غور ہے کہ نہ اس جماعت مکفرین نے اپنی رائے کو اور اپنی فہم کو نص قطعی الدلالۃ کے برابر قرار دیا نہ کسی مسلمان نے آج تک اسکو ایسا سمجھا جیسا کہ اس پُرفتن دور میں ہو رہا ہے کہ جو لوگ اردو زبان صحیح طور پر نہیں سمجھ سکتے وہ بھی اپنی رائے اور فہم کو نص قطعی الدلالۃ کیطرح یقینی اور قطعی قرار دیتے ہیں۔

اللّٰہم احفظنا من سوء الاعتقاد و شر العباد آمین یا رب العٰلمین بجاہ نبیہٖ رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین۔

مقالہ ۱۵

اس تحریر میں مولوی اختر رضا خاں بریلوی ایک اور دروغ بے فروغ کو عمل میں

لائے ہیں اس سے قبل ہم ثابت کر چکے کہ ان حضرات نے روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ شرح قاری کی کتنی عبارت کاٹ کر نقل کی ہے پھر شرح کے لفظ کو متن کا لفظ قرار دیکر اس کے بعد ان کی دروغ گوئی کا نقشہ دیکھئے واقعہ اس گفتگو بدایوں کا یہ تھا کہ مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت حفظ الایمان کے بارے میں ہم بتلا چکے کلمۂ "ایسا" اس مقام پر نہ تشبیہ کے معنی میں ہے نہ برابری کے اب یہ سمجھئے اگر تشبیہ کیلئے ہی کہتے ہیں تو کیا کسی اعلیٰ درجہ کی شے کو کسی ادنیٰ درجہ کی شے سے سامع و مخاطب کو سمجھانے کیلئے تشبیہ دیدی جائے تو کیا وہ توہین قرار دیدی جائیگی اگر یہ چیز ہے تو قرآن مجید کی آیت شریفہ - كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ - حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دونوں کھانا کھاتے تھے اس کی تفسیر میں امام جلال الدین سیوطی اور قاضی بیضاوی فرماتے ہیں جلالین کے الفاظ یہ ہیں کغیرھما من الحیوانات - یعنی حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام بھی ایسے ہی کھانا کھاتے تھے جیسے اور حیوانات اس میں مطلق کھانے کو تشبیہ دی گئی ہے علامہ بیضاوی کی عبارت یہ ہے ویفتقران الیہ افتقار الحیوانات - یعنی یہ دونوں حضرات بھی کھانے کے ایسے ہی ضرورت مند تھے جیسے اور حیوانات ضرورت مند ہیں -

شیخ احمد صاوی مالکی علیہ الرحمۃ صاوی علی الجلالین جلد اول صفحہ ۲۵۹ میں فرماتے ہیں - ثم وصفهما بعد ذالك بوصف البشرية الذى لا يميز

هم عن الحيوانات الغير العاقلة فضلاً عن العاقلة اھ

پھر اس کے بعد حق تعالیٰ نے حضرت مریم و عیسیٰ علیہم السلام کے وصف بشریت بیان فرمائے جس میں وہ حیوانات غیر عاقلہ سے بھی ممتاز نہیں کجا حیوانات عاقلہ یعنی حضرت مریم و حضرت عیسیٰ علیہما السلام باوجود اس کے کہ رب تعالیٰ نے ان

کو قرب خاص اور بلندی درجات سے نوازا تھا مگر وصف بشریت یعنی کھانے پینے کے ضرورت مند ہونے میں تمام حیوانات عاقلہ و غیر عاقلہ کے مانند تھے تفسیر جلالین کی پوری عبارت یہ ہے -

كغيرهما من الحيوانات ومن كان كذالك لا يكون

الٰهاً لتركيبه وضعفه وما ينشأ منه من البول والغائط - اھ

یعنی دونوں حضرات کھانے کے ایسے ہی ضرورت مند تھے جیسے اور حیوانات اور جو ایسے اوصاف سے متصف ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا بوجہ مرکب ہونے اور ضعیف ہونے کے اور اس سے جو چیزیں پیدا ہوتی ہیں بول و براز سے -

پھر علامہ علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ ضوء المعانی شرح قصیدہ بدء الامالی صفحہ ۲۳ میں فرماتے ہیں -

كانا ياكلان الطعام - اى يحتاجان الى اكلهما بل يفتقران الى اخراج فضلاتهما فيبولان ويتغوطان فكيف يصلحان للالوهية اھ

یعنی حضرت مریم و حضرت عیسیٰ علیہما السلام دونوں کھانا کھاتے تھے یعنی وہ دونوں حضرات کھانے کے حاجتمند تھے بلکہ اخراج فضلات کے بھی حاجتمند تھے لہٰذا ان کو پیشاب و پاخانہ کی بھی حاجت ہوتی تھی ایسی صورت میں وہ حضرات خدا کیسے ہو سکتے ہیں - اھ

اب بتائیے کہ ان حضرات یعنی قاضی بیضاوی اور امام جلال الدین سیوطی اور شیخ احمد صاوی مالکی اور علامہ ملا علی قاری نے کیا اپنے ان بیانات میں حضرت مریم و عیسیٰ علیہما السلام کی توہین و تنقیص کی ہے جس میں حضرت مریم و عیسیٰ علیہما السلام کو کھانے کی احتیاج میں تمام حیوانات عاقلہ و غیر عاقلہ سے تشبیہ بھی ہے اور ان کے بول و براز کے حاجتمند ہونے کو بیان کیا گیا اگر یہ تشبیہ توہین

ہے تو ان پر حکم آپ نے کیوں نہیں لگایا۔ افسوس تعصب اور عناد نے آنکھیں بند کر دی ہیں۔ ہم پر یہ اعتراض کیا حیوانات کا ترجمہ جانوروں سے کیا۔ اس ترجمہ سے توہین ہو گئی اوّلاً فقیر نے لفظ جاندار بولا تھا بالفرض اگر حیوانات کا ترجمہ جانوروں سے بھی کر دیا جائے تو کیا صحیح نہیں

اسی کتابچہ میں مولانا اشرف علی صاحب کی عبارت کے لفظ حیوانات کا ترجمہ آپ کے ہمنوا مولوی شریف الحق نے جانوروں سے کیا ہے دیکھ لیجئے کیا" صراح "میں حیوان کا ترجمہ لفظ جانور نہیں لکھا دیکھو صراح ص ۵۳۵۔

حیوان جانور خلاف موتان

اگر صراح دیکھنا آپ کے لئے دشوار ہے تو اردو کی لغات کشوری میں ہی دیکھ لیجئے صفحہ ۲۱۵ میں ہے۔ جانور و حیوان جاندار اھ

اب بھی آپ کی سمجھ میں آیا کہ حیوان کا ترجمہ جانور صحیح ہے یعنی حیوان اور جانور اور جاندار ان تینوں کے ایک معنی ہیں۔

باوجود اس کے حیا و شرم کو بالائے طاق رکھ کر کہہ دیا کہ یہاں سے بغدادی کی عبارت کا بھی جواب ہو گیا کیا جواب ہو گیا اسی کا نام جواب ہے کچھ جھوٹ کچھ اِدھر اُدھر کی بے جوڑ کہدی اور جواب ہو گیا زمین پر بفضلہ تعالیٰ اہل علم و فہم موجود ہیں اس دروغ گوئی کو کیا کہا جائے کہ ہم سے عبارت کا مطالبہ کیا تو ہم نے بات بدلدی آپ اور آپ کے مناظر صاحب ایمان و انصاف کے ساتھ اب سمجھ لیں یا سمجھا دیں۔

دروغ گوئی اور اصل بات کو چھپانا اور بات ہے ہم نے جو چند سوالات تحریری قبل از گفتگو کئے تھے ان کے جوابات کھلم کھلا ہضم کر گئے پھر درمیان گفتگو میں جو سوالات ہم نے کئے ان میں سے ایک کا جواب کبھی نہ دے سکے اور نہ

دے سکتے ہیں اور باہر نکل کر اپنے عوام سے کہدیا کہ ہم نے سب جوابات دیدیئے ہیں کیا لعنۃ اللہ علی الکاذبین پر ایمان نہیں کیا جھوٹ بولنا حرام نہیں یا دلوں سے خوف خدا و اندیشہ روز جزا اٹھ چکا ہے۔

مقالہ نمبر ۱۶

مولوی نذیر احمد خانصاحب مدرس مدرسہ طیبہ احمد آباد گجرات جنکا ذکر اختلافی نوعیت سے فتاوی رشیدیہ میں بھی موجود ہے انہوں نے براہین قاطعہ کا رد سب سے پہلے لکھا ہے جسکا نام بوارق لامعہ ہے یہ کتاب ۱۳۰۹ھ میں مبئی مطبع دت پرشاد سے شائع ہوئی ہے یعنی حسام الحرمین سے پندرہ سال پہلے مولوی صاحب موصوف اس کتاب کے صفحہ ۲۴ سطر ۱۰ میں مصنف براہین پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم نے جو دیو بند کے مدرسہ کی تعمیر فرمائی اہل اسلام کو علم دین کی راہ بتائی کہیں یہ شخص نافہمی سے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ ظاہر کر کرتے اس کو درہم برہم نہ کر ڈالے اھ

اس عبارت کو خوب غور سے ملاحظہ فرمائیں کہ مولوی صاحب موصوف نے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کا ذکر کیسے الفاظ میں کیا ہے جس سے صاف صاف طور سے روشن ہے کہ وہ مولوی محمد قاسم صاحب کو مسلمان مانتے ہیں اور مسلمانوں کا رہبر۔ کافر و مرتد نہیں مانتے۔

حسام الحرمین کے بتائے ہوئے احکام سے قطعاً متفق نہیں کیا حسام الحرمین کی رو سے

مولوی نذیر احمد خانصاحب مسلمان باقی رہے یا کافر و مرتد ہوئے افسوس
کہ مولوی صاحب موصوف نے براہین قاطعہ کا رد بھی کیا اور مصنف براہین کا
مسائل مختلف فیہا میں بڑی کوشش سے جواب دیا مگر حسام الحرمین کی رد سے
کافر ہی رہے نعوذ باللہ منہ' ان کے اس فارمولے کی بنا پر یعنی علماء دیوبند کو
جو کافر نہ مانے وہ بھی کافر ہے کوئی مسلمان رہا۔ ہندوستان کے مشہور و معروف
عالم مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی لکھنوی اپنی کتاب عمدۃ الرعایہ شرح وقایہ کے
دیباچہ میں مولوی محمد قاسم صاحب کا ذکر ہندوستان کے اہل علم میں کرتے ہیں
اور اس کے حاشیہ پر ان کا مدفن قصبہ دیوبند بتاتے ہوئے لکھتے ہیں رحمہ اللہ
اس کے آگے لفظ منہ' تحریر ہے اس تحریر سے بھی ثابت ہوا کہ مولوی صاحب
موصوف مولوی محمد قاسم صاحب کو مسلمان مومن مانتے ہیں حسام الحرمین کی
رو سے کیا یہ مسلمان باقی ہے بلکہ تحذیر الناس کے آخر میں مولانا عبدالحی صاحب
کی تحریر معہ ان کے مہر و دستخط کے شائع شدہ موجود ہے اہل انصاف غور
کریں کہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی حسام الحرمین کے اعتبار سے
کافر و مرتد ہو گئے یا نہیں۔

یہ ہی مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی اپنے فتاویٰ کی جلد اول صفحہ ۶۵
سطر ۹ میں لکھتے ہیں عبارت "مولوی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کہ در سوال مذکور
ست بہ ہمیں صورت محمول ست الخ" دیکھئے مولوی اسمٰعیل صاحب کے
نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا کیا بتا رہا ہے واللہ اعلم اس میں کیا مصلحت
ہے کہ مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی پر صراحۃً فتوائے کفر نہ صادر کیا گیا
حالانکہ وہ مولوی محمد قاسم صاحب کو ہندوستان کے اہل علم میں اور مسلمان مومن
مانتے ہیں مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کو تو وہ اپنے فتاویٰ میں رحمۃ اللہ علیہ

ان کے نام کے بعد لکھ رہے ہیں کما ذکرنا پھر مولوی نذیر احمد خانصاحب مدرس
مدرسہ طبیہ احمد آباد گجرات اپنی کتاب بوارق لامعہ رد براہین قاطعہ میں مولوی
محمد قاسم صاحب کو رہبر مسلمین اور مرحوم تحریر کر رہے ہیں ان پر بھی حکم کفر نہ لگایا
گیا مولوی محمد علی صاحب مونگیری نے ایک لفظ مولوی محمد قاسم صاحب کے بارے میں
کسی تحریر میں لکھ دیا تھا یعنی حکیم الامت ان کی گرفت فرمائی گئی اور احکام کفر
میں شامل کر لیا گیا اس کی وجوہ قابل غور ہیں پھر سید احمد خانصاحب علی گڈھی جن
کے اقوال کفریہ صریحیہ متعین المراد ان کی تفسیر میں موجود ہیں ان کے ان اقوال کفریہ
کو حسام الحرمین میں لکھ کر علماء عرب پر کیوں نہ پیش کیا گیا اور احکام کفر و ارتداد کیوں
نہ بیان کئے گئے کیا یہ ہندوستان سے باہر کے تھے ہندوستان میں نہ تھے
کیا ان کے متعلق احکام شرعیہ کا اظہار امر دینی نہ تھا اور ان اقوال کا اظہار اور ان
پر احکام شرعیہ کا بیان امور دینیہ ضروریہ میں نہ تھا حسام الحرمین کو ان مذکورین کے
ذکر سے کیوں خالی رکھا گیا۔

حالانکہ ہندوستان ہی کیا بیرون ہند بھی مسلمانوں کا جم غفیر حسن
ظن کے ساتھ ان کا مداح ہے۔

ترجمہ:۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے راستہ میں ایک چرواہے کو دیکھا وہ یہ کہہ
رہا تھا اے خدا تو کہاں ہے کہ میں تیرا خادم ہوں اور تیری جوتیاں سیئوں تیرے
سر میں کنگھا کروں تیری جوتیاں بخیہ لگا لگا کر سیئوں تیرے کپڑے سیئوں تیری
جوئیں ماروں تیرے لئے دودھ لاؤں اگر تجھکو کوئی بیماری پیش آئے تو میں
اس کی خدمت کروں جیسا کوئی اپنا اپنے کی خدمت کرتا ہے تیرے ہاتھ چوموں
تیرے پاؤں کو دباؤں تیرے سونے کے لئے جگہ صاف کروں اگر تیرا گھر دیکھ لوں
تو ہمیشہ صبح و شام تیرے لئے روغن و شربت لایا کروں پنیر اور روغنی روٹیاں
اور شرابیں اور دہی اسے نازنین یہ سب تیار کروں اور صبح و شام تیرے لئے
لایا کروں میرا کام تیرے لئے ان چیزوں کا لانا ہو اور تیرا کام ان چیزوں

(زیر صفحہ ۱۶۸ کے اشعار کا ترجمہ)

مقالہ نمبر ۱۷

علماء بدایوں پر سد الفرار میں چھ سو پینتیس (۶۳۵) وجوہ کفر و گمراہی بیان کی گئیں مدرسہ قادریہ کا نام مدرسہ خرمار کھ کر اس مدرسہ کے تمام علماء پر احکام کفر و ارتداد بتائے گئے اور خاص مولانا عبدالمقتدر صاحب علیہ الرحمۃ صاحب سجادہ بدایوں پر احکام کفر و ارتداد سد الفرار صفحہ ۸ پر صریح الفاظ میں لگائے گئے سد الفرار صفحہ ۸ کے حاشیہ پر جلی قلم سے یہ سرخی تحریر ہے۔

برادرم پر حکم شرع کیا کیا لازم اور اس سرخی کی تفصیل کو ان الفاظ میں بیان فرمایا۔

بالجملہ یہ وجوہ خمسہ بلاشبہ بالاجماع کم از کم پانچ حکم لازم کرتی ہیں اول تجدید اسلام، دوم جس طرح ان اقوال مردودہ کی اشاعت ہوئی یوں ہی ان سے توبہ کی اشاعت، سوم تجدید نکاح، چہارم اعادہ حج کہ اس کا وقت عمر ہے کہ نماز روزہ جو گئے گئے کہ ان کا وقت بھی گیا، پنجم تجدید بیعت یہ سب سے زیادہ مشکل ہے۔ تجدید اسلام کو ایک اپنی زبان چاہیے، تجدید نکاح کیلئے دو کی زبان دو کے کان، لیکن تجدید بیعت کے لئے پیر درکار۔ ظاہر النفس اسے کسی طرح قبول نہ کریگا۔ گپ چپ کا معاملہ ہو تو فہر درویش برجان درویش مگر جو مسند مشیخت پر بیٹھا ہے اور سیکڑوں نہیں تو بیسیوں اس کے مرید ہو چکے۔ اس کا دیا شجرہ پڑھتے ہیں اب وہ نیا پیر بنائے اور اپنے سب مریدوں کو اطلاع دے کہ تمہارا سلسلہ ٹوٹ گیا تمہارا پیر ہی بیعت سے نکل گیا۔ اب اس نے نیا پیر بنایا ہے۔ تمہاری عقیدت اب بھی باقی ہو اور جی چاہے تو تم سب از سر نو اس سے بیعت کر لو نیا شجرہ لو اسے کیوں کر گوارہ کرے گا کہ نفس امارہ اسے

ذلت و رسوائی جانے گا آمد میں بھی رفت کا اندیشہ کرے گا۔ رہی آخرت کی رسوائی اور وہاں مریدوں پر اس فضیحت کا ظاہر ہونا اس کی کیا پرواہ ہے غرض ہے مشکل۔

اس عبارت کے جملہ (سب مریدوں کو اطلاع دے کہ تمہارا پیر بیعت سے نکل گیا) سے ۲ کا نشان دے کر حاشیہ میں لکھا ہے۔

ہمیں تو سب مسلمانوں کی خیر خواہی برادرم اگر ان نصائح دینیہ ضروریہ پر عمل نہ فرمائیں تو جوان کے مرید ہو چکے ہیں یا ہونا چاہیں وہ اس حکم شرعی سے سبق لیں ہاں اگر پیری مریدی بھی آخرت کے لئے نہیں کوئی دنیوی جھگڑا ہے جس میں ہٹ کی جگہ ہے تو وہ جانیں اھ

مندرجہ بالا رسد الفرار کے حاشیہ کی عبارت ہے۔ عبارت مذکورہ کا مفاد اس کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ یعنی مولانا عبدالمقتدر صاحب بدایونی علیہ الرحمۃ پر یہ پانچ حکم قطعی اور اجماعی ہیں جن میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اول کہ وہ از سر نو اسلام لائیں کہ وہ اسلام سے نکل کر کفر میں پہنچ گئے۔ دوسرے جس طرح انھوں نے اقوال مردودہ کو شائع کیا ہے اسی طور سے ان سے توبہ کرنے کی اشاعت کریں۔

تیسرے تجدید نکاح کر نکاح سابق بوجہ کافر ہو جانے کے ٹوٹ گیا۔ چوتھے حج جو کر چکے ہیں وہ بوجہ کافر ہو جانے کے ختم ہو گیا اب تجدید اسلام کے بعد حج کریں اس لئے کہ حج ادا کرنے کا وقت تمام عمر ہے۔ رہے نماز روزے وہ بھی بوجہ کافر ہونے کے گئے یعنی باطل ہو گئے۔ مگر چونکہ ان کا وقت گیا وہ بھی گئے اب دوبارہ ضرورت نہیں کہ ان کا وقت ہی گیا۔

پانچویں تجدید بیعت جو بیعت ان کو بسلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں حاصل تھی وہ ٹوٹ گئی کہ کافر ہو جانے سے وہ سلسلہ بیعت ٹوٹ گیا نہ اب وہ قادری رہے نہ برکاتی۔ جب ان کا ہی سلسلہ ٹوٹ گیا تو جو ان کے مریدین و معتقدین ہیں ان کا

کیا حال ہوا۔ یعنی مولانا عبدالقدیر صاحب علیہ الرحمۃ کی بیعت جوان کو مولانا عبدالمقتدر صاحب قادری علیہ الرحمۃ سے تھی وہ بھی ختم۔ پھر مولوی حافظ سالم میاں صاحب سجادہ نشین درگاہ کی بیعت و سجادگی بھی ختم کرسدالفرار کے احکام کی بنا پر یہ حضرات کب مسلمان اور قابل بیعت رہے۔ مسلمانوں یہ حضرات وہ ہیں کہ جن کا سنی حنفی، قادری، برکاتی ہونا حضرات بریلی کو بھی مسلم رہا ہے۔ پھر حضرات مارہرہ میں حضرت مولانا سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ و مولانا سید شاہ محمد میاں صاحب علیہ رحمۃ پر کیا یہ حکم نہ ہوا کہ اس حکم کو سے کیا وہ بچ گئے کہ اپنے مقاومات ہیں مولینا عبدالمقتدر صاحب کو رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے خاندان کا رکن رکین اور ان کے لئے جنت میں بلندی درجات کی دعائیں تحریر فرمائیں۔ کیا قطعی اور اجماعی کافر کے لئے ایسا کہنے والا مسلمان رہ سکتا ہے۔ یعنی جب مولانا عبدالمقتدر صاحب بحکم سدالفرار قطعی و اجماعی کافر ہیں جن پر پانچ حکم کم از کم لازم ہیں جو ہر کافر اور مرتد پر لازم ہوتے ہیں ان کو رحمۃ اللہ علیہ و دعائے بلندی درجات اور اپنے خاندان کا رکن رکین کہنے والا ان احکام سدالفرار کی رو سے مسلمان کب رہ سکتا ہے۔ خانقاہ کچھوچھہ کے محدث اعظم مولوی سید محمد صاحب پر بھی مولوی حشمت علی صاحب نے ستر بادب سوالات میں فتوائے کفر و ارتداد دیدیا۔ اب خاندان مارہرہ کے بھی دو بزرگوں کے لئے بواسطہ تکفیر بدایوں یہ حکم ثابت ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

الغرض مکی ہوں یا مدنی، مصری ہوں یا افغانستانی، ہندوستانی ہوں یا یمنی، رامپوری ہوں یا لکھنوی، پھلواری ہوں یا بدایونی، کچھوچھوی ہوں یا مارہروی فتوائے تکفیر کی زد سے کوئی نہیں بچ سکا۔ ان تکفیری فتووں نے کفر کو امور عامہ میں سے قرار دیا ہے۔ فقیر اس وقت وہ دعا پڑھتا ہے جو بحکم حدیث خیرالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام صبح شام پڑھنے والوں کے لئے ایمان کی حفاظت اور کفر سے بچاؤ ہے۔

اللھم انی اعوذ بک من ان اشرک بک شیئا وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم انک انت علام الغیوب۔

ترجمہ: یا اللہ میں جان بوجھ کر کسی شی کو تیرے ساتھ شریک کرنے سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور بغیر جانے کسی کو تیرے شریک کرنے سے معافی چاہتا ہوں۔ بے شک تو غیوب کا جاننے والا ہے۔

میرے پیارے انصاف و ایمان والو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں ایک حدیث بیان فرمائی کہ جو شخص روزانہ تین بار ان کلمات کو پڑھتا رہیگا اس کا حشر بروز قیامت گروہ ابدال میں ہوگا وہ کلمات شریفہ یہ ہیں۔

اللھم اغفر امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللھم ارحم امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللھم تجاوز عن امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: یا اللہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت فرما یا اللہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما، یا اللہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خطاؤں اور لغزشوں سے تجاوز فرما۔

یہاں امت مسلمہ کے موحدین یعنی خدائے تعالیٰ کے وحدہٗ لاشریک ہونے پر ایمان لانے والوں کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں نماز رکن اسلام کو بہ پابندی احکام شرعیہ ادا کرنے والوں ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھنے والوں، زکوٰۃ و حج ارکان اسلام حسب قواعد شرعیہ ادا کرنے والوں، تلاوت قرآن مجید کرنے والوں، صدقۃ الفطر و قربانی ادا کرنے والوں جمعہ و جماعت و عیدین کو پابندی سے ادا کرنے والوں متبعین احکام شریعت و معلمین کتاب و سنت و فقہ حنفی پر عمل کرنے والوں، قادریت و چشتیت و نقشبندیت کی صحیح نسبت رکھنے والوں کو

محض اپنی ذاتی انفرادی رائے سے کافر و مرتد قرار دیا جا رہا ہے۔ پھر اس کو قطعی و اجماعی
قرار دیکر عامۃ المسلمین کو اپنی اس ذہنی پیداوار کے نہ ماننے پر کافر و مرتد بنایا جا رہا ہے۔
پیارے مسلمانوں ذرا انصاف کرو اور روزِ جزا کا خوف کرو۔ اس طریقہ کا
مطلب صاف یہ ہے کہ احکام شریعت کو بھی ترک کرو اور اپنے معلومات کو چھوڑ
دو اور علماء و کتاب و سنت میں سے کسی کی تحریر و تقریر کی طرف توجہ نہ کرو صرف
ہماری ہی سنو اور جو ہم کہیں ہماری ہی مانو بلکہ ہمارے کہے کو قطعی سمجھ کر اسی پر ایمان
لاؤ، شریعت وہی ہے جو ہم بتائیں کہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و فقہ و تفسیر کو ہم
نے ہی سمجھا ہے۔ کیا اس کا نام دین و مذہب ہے کیا اس کا نام اتباع شریعت ہے
اسی کا نام حق گوئی و حق پرستی ہے۔
مسلمانوں تمکو تمہارے دین ایمان کا واسطہ انصاف کرو کیا اسی کا نام مذہب
اہلسنت و جماعت ہے۔

مقالہ نمبر ۱۸

کسی ذات کے متعلق اس کے ہم عصر اہل علم کا بیان اور اس کا اظہار کوئی
بری بات نہیں۔ خصوصاً جبکہ دینی و شرعی فوائد پر مشتمل ہو۔ محدثین کرام نے راویان
حدیث کے حالات بیان کرنے میں کس قدر صاف گوئی کی ہے۔ محمد بن اسحٰق تابعی
راوی حدیث ابوداؤد شریف پر علماء نے جو کلام کیا ہے ان کے غیر ثقہ قرار دینے میں
چنانچہ امام مالک علیہ الرحمۃ کا قول نقل کیا کہ امام موصوف نے فرمایا۔
دجال من الدجاجلۃ یعنی محمد ابن اسحٰق دجالوں میں سے ایک دجال
ہے۔ اسی طرح اور محدثین کے اقوال ان کے غیر ثقہ ہونے میں بیان کئے
خادمان حدیث پر یہ چیزیں پوشیدہ نہیں ہیں۔

راجح اور مرجوح ہونا اور بات ہے۔ مگر محل تحقیق میں ایسے کلام کا ذکر محض
فوائد دینیہ اور قواعد علمیہ کے اظہار کے لئے ہوتا ہے۔ مخالفت یا نفسانیت کو اس
میں دخل نہیں ہوتا۔ لہٰذا ہم اسی مقصد کے ماتحت فاضل بریلوی اور حسام الحرمین سے
متعلق جو کلام علماء و ہم عصر کا ہے کرینگے۔ وہ امر واقعی اور اپنے موقف کی لسان
کی تائید اور تقویت کے لئے ہوگا۔
علماء بدایوں خادمان مدرسہ قادریہ سے فاضل بریلوی کا مسئلہ اذان خطبہ جمعہ
میں اختلاف ہوا، علماء بدایوں نے اپنی تحقیق کے مطابق اندرون مسجد ثابت کیا۔
فاضل بریلوی نے اپنی تحقیق کے مطابق خارج مسجد ثابت کیا۔ اس سلسلہ
میں متعدد تحریریں جانبین سے شائع ہوتی رہیں اور تحریری مناظرہ ہوتا رہا۔
اسی سلسلہ میں مولانا عبدالمقتدر صاحب بدایونی صاحب سجادہ درگاہ قادریہ نے
ایک خط بمبئی سے بنام فاضل بریلوی ان کی تحریر کے جواب میں جو مولینا کے پاس
بمبئی بریلی سے بھیجی گئی تھی۔ تحریر فرما کر روانہ کیا جس کی قابل غور عبارت سد الفرار
حصہ دوم صـ۲۷ سطر ۱۸ میں نقل کی گئی ہے۔ جاننا چاہئے کہ یہ سد الفرار
علماء بدایوں کی طرف سے سد الفرار کے جواب میں شائع کی گئی ہے۔ اس کے تین
حصے ہیں۔ یہ مضمون یعنی مولانا عبدالمقتدر صاحب علیہ الرحمۃ کے خط کا اسی
سد الفرار حصہ دوم سے ہم نقل کر رہے ہیں وہ عبارت یہ ہے۔

خط۔ مولانا عبدالمقتدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مولانا آپ کو میری حالت کا اندازہ ہے کہ بسبب مشاغل و افکار میں
سلسلہ مجادلہ و مناظرہ بلکہ مکاتبہ مکالمہ کو اپنا مخل اوقات سمجھتا ہوں۔
تصانیف رسائل کے کام میں اسی وجہ سے کمی واقع ہے۔ کچھ طلباء و اعزہ کر لیتے
ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ میری اس حالت مذکورہ بالا کا اقتضا تو یہ تھا کہ آپ کی تحریر کا

کا جواب محض سکوت ہوتا۔ پھر خواہ آپ اس کو فرازِ عارجیت و ہار جو دل میں آتا لکھتے
وچھاپتے۔ مگر آپ کے روابط محبت کے خیال اور حق سے رفع اشتباہ نے اس
امر پر مجبور کیا۔

"تحفۂ مولانا اس فتوے" پر میری مہر ایسی نہیں جیسے مولانا سلامت اللہ صاحب
کی نسبت عوام میں بدگمانی پھیلائی جاتی ہے الیٰ ان قال

تجربہ نے یہ ثابت کردیا کہ نفوس علماء میں خشیت و تواضع و انصاف کی جگہ
تشدد و اعجاب بالرائے وحب تعلی و سیادت متمکن ہوگئی۔ اپنے لئے القاب عظیمہ
اعلیٰ مناقب فخیمہ اپنے قلم سے لکھ کر اپنے آپ کو ساری دنیا سے بزرگ تر سمجھ کر سب
کو اپنا مقلد بنانا چاہتے ہیں۔ متقدمین و متاخرین سب پر معروضات و تنقیدات
لکھ کر ان کا شمار کرکر قوم میں شائع کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ مخالف کو نرمی سے افہام
گویا ہماری لغت میں لفظ بے معنیٰ ہے۔ دل دعوائے عصمت کرتا ہے کہ ہر مسئلہ میں
حق ہماری طرف ہے زبان سے اس کا اظہار پسند نہیں کرتے۔ تقریر میں اس قدر اختلاف
ہونا چاہیے کہ اہل اسلام کو خاک فائدہ نہ پہونچے اور طول اس حد تک کہ ناظر گھبرا کر کتاب
چھوڑ دے۔ مسخرہ پن کا اس قدر چسکا کہ سیدھا سادا اسلامی فقرہ جو بغیر تصنع و تکلف
کے ہو لکھنا مشکل ہے۔ کوئی بات ضلع جگت، ہنسی، پھبتی اور ایہام و فحش سے
خالی ہو تو لطف سخن کیونکر ملے جب ہی تو ہماری کتابیں اور رسالے غرباء و عوام کو فائدہ
بخش نہیں۔ ا ھ

بقدر حاجت یہ عبارت مولانا عبد المقتدر صاحب علیہ الرحمۃ کے خط کی ہے
جو ہم صمد الفوار حصہ دوم سے نقل کر رہے ہیں۔ اس کلام میں مولینا نے فاضل
بریلوی کے طرز کلام اور طریقہ تحریر اور اس کے متعلقات پر اعتراض کیا ہے اور
اس خیال پر کہ ہر مسئلہ میں حق ہماری طرف ہے اور اپنے کو ساری دنیا سے بزرگ تر

سمجھ کر سب کو اپنا مقلد بنانا چاہتے ہیں پر بھی اعتراض کیا ہے۔ چونکہ مولانا صاحب کو
سد الفرار ص۸ میں کافر اور خارج اسلام صراحتاً بتایا گیا ہے۔ اور ان پر تمام احکام
کفر التزامی کے قطعی اور اجماعی دعوے کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں صرف ان
ہی پر نہیں بلکہ جملہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں کے لئے یہی احکام عائد کئے ہیں۔
چھ سو پینتیس وجوہ کفر و ضلال بتلائے گئے ہیں جن کے جوابات کے لئے رسالہ
صمد الفوار حصہ دوم تحریر کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس رسالہ میں فاضل بریلوی کی نقل عبارات
اور احکام کفر صادر فرمانے پر جو کلام علمائے بدایوں نے کیا ہے ہم اس کے کچھ مختصر
اقتباسات ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ مولانا صاحب کے خط منقولہ بالا میں یہ فقرہ ہے
[علماء میں خشیت و تواضع و انصاف کی جگہ تشدد الخ] مولانا کے اس فقرہ پر فاضل بریلوی
نے فرمایا۔

"آپ خود بدولت اپنی ملاحظہ فرمائیں خط بمبئی میں کہ اس تحریر شافی جواب
میں کچھ فرق دیکر چھاپا۔ علماء کرام کی نسبت فرماتے ہیں الخ" اس کا جواب سد الفرار
ص۲۶ سطر۵ میں یوں دیا۔

"تصنیف کی عادت گئی پر نہ گئی کلام غیر میں تصرف کا ملکہ حد سے تجاوز
ہو کر رہا" لفظ کرام صفت علماء بتا کر بڑھا ہی دیا"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ علماء بدایوں کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ فاضل
بریلوی کی یہ عادت ہے کہ دوسرے کے کلام میں اپنی تصنیف شامل کر دیتے ہیں اور
کلام غیر میں تصرف کا ملکہ رکھتے ہیں۔

یہاں مولانا عبد المقتدر صاحب کے کلام میں تصرف کا ملکہ حد سے تجاوز ہو
گیا۔ چنانچہ علماء کے بعد لفظ کرام اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ سد الفرار ص۸ میں احکام
کفر و ارتداد مولانا عبد المقتدر صاحب پر لگائے گئے اس کے متعلق سد الفرار ج

حصہ دوم صـ۳۳ سطر ۱ میں علماء بدایوں رقمطراز ہیں۔ صدالفرار صـ۸۰ پر

[آپ نے برعکس نہند نام زنگی کا فوراً احکام شرعیہ کا نام بدنام کیا تھا اور خوب جانیں نکالی ہیں اور بعد تجدید ختم کر دیا ہے۔ اور دل کھول کر دل آزاری و گستاخی کی ہے۔ اس کو نتیجہ باوجود آپ کی ہزار کوشش اخفاء ہم سمجھ گئے کہ مقصود صرف اس قدر ہے۔ ان الفاظ پر اگر کوئی بھڑک کر ترکی بہ ترکی جواب دے دے تو نام اچھالنے کے لئے اور کھینے کے لئے تو ہو جائے گا کہ حق پر گالیاں ملی ہیں اور کوئی صورت تو ہاتھ آ جائے جس سے آپ اپنی گالیوں پر پردہ ڈال سکیں۔ اھ]

اس کے بعد اسی صـ۳۳ سطر ۷ میں یہ حضرات علماء بدایوں یوں تحریر فرماتے ہیں۔

[مسلمانوں پر احکام شرعیہ کب لازم ہوتے ہیں جبکہ شرعی پڑتال ہو جائے شرعی پڑتال کس طرح ہوتی ہے۔ کیا زید نے کہہ دیا عمرو کافر اور وہ ہو گیا۔ عمرو نے کہہ دیا بکر کی زوجہ کو طلاق واقع ہوئی۔ بکر نے خالد پر حکم اعادۂ حج لگا دیا۔ خالد نے حامد پر تجدید بیعت کا فتویٰ صادر کیا۔ اگر ایسے ہی ہر شخص من مانے احکام لگا کر دین میں رخنہ اندازیاں و فتنہ پردازیاں کر دیا کرے تو احکام شریعت نہ ہوئے ایک کھیل ہوا۔ تصریحات و نصوص ائمہ محض توہمات بے کار نکلیں۔ مجدد صاحب احکام بے تکان لازم کرنے کو تیار ہو گئے۔ اگرچہ پردہ یہ کیا کہ مدرسہ خرملے سے حضرت مولانا پر فتویٰ لگایا گیا ہے۔ مگر یہ پیچ ذرا دیر بھی یاد نہ رہا۔ احکام عائد کرتے وقت ساری حقیقت کھل گئی۔ اور دنیا نے دیکھ لیا کہ کس طرح چکر کھا کھا کر، پلٹے لے لے کر آپ اپنے غیظ و غضب تجدید کا بخار نکالنا چاہتے ہیں۔ آپ اپنے منھ آپ کو علوم الٰہیہ کا مسلم امام کہتے لکھتے ہیں۔ الخ بقدر الحاجۃ]

اس روایت میں صاف تصریح ہے کہ مولانا عبد المقتدر صاحب علیہ الرحمۃ پر جو احکام کفر بصورت شرعیہ بیان کئے گئے ہیں وہ دراصل احکام شرعیہ نہیں ہیں۔ بلکہ احکام شرعیہ کو بدنام کیا گیا ہے۔ دوسری عبارت میں تصریح ہے کہ احکام کفر ارتداد شرعی طور پر جانچ پڑتال کے بعد لگائے جاتے ہیں۔

یوں نہیں کہ زید عمرو کو کافر بنا دے اور عمرو خالد کے نکاح ٹوٹنے کا حکم کر دے اور بکر خالد کے بیعت ٹوٹنے کو کہہ دے۔ یہ تو دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور شریعت مطہرہ میں رخنہ اندازی اور فتنہ پردازی ہے۔ یہ تو احکام شریعت نہ ہوئے ایک کھیل ہو گیا۔ بدایوں شمس العلوم کے کسی رسالہ میں علم کے مراتب عامہ و خاصہ پر کوئی مضمون شائع ہوا تھا اس پر فاضل بریلوی نے سل الفرار صـ۴۸ میں فرمایا [آپ کے یہاں علم کی وہ قدر ہے کہ اور تو اور علم ازلی قدیم یعنی علم الٰہی عزوجل کے لئے بیان کی طاقت نہ ہونا اور خود اپنی حقیقت سے بیخبر ہونا ثابت کیا جاتا ہے] اس کے جواب میں صدالفرار جلد ۲ صـ۸۸ سطر ۱۲ میں رقمطراز ہیں

قبل اس کے کہ ہم ان لچر اعتراض نما لفظوں کے متعلق کچھ لکھیں یہ عرض کرنا ضرور ہے کہ فرضی اعتراض کے لئے مجدد صاحب نے حسب عادت قدیمہ عبارت کے مفہوم ظاہر میں تصرف سے دست درازی کر دی اور اپنی طرف سے لفظ ازلی قدیم بحکم الٰہی گھڑ لیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس عبارت میں صاف صاف علماء بدایوں نے بیان کر دیا کہ فاضل بریلوی کی پرانی عادت ہے کہ دوسرے کی عبارت میں تصرف اور دست درازی کرتے ہیں اور اپنی طرف سے لفظ گھڑ کر بڑھا دیتے ہیں۔ اس میں عادت قدیمہ کے لفظ پر توجہ کی جائے کہ اس کی وسعت کہاں کہاں تک پہونچ رہی ہے۔

پھر اس صدالفرار ج ۲ ص۴۵ میں علما و بدایوں فاضل بریلوی سے خطاب کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

دیکھئے فرضی کفریات اور ایرپھیر سے حکم و احکام و التزام ثابت نہیں ہوا تو پھر اس سے اگلی سطر میں تحریر کیا۔

متجدد صاحب! ایسے آپ صدالفرار کے ص۸ کو پڑھئے اور اپنے مریدوں کو بھی بتا دیجئے ہم اس سے زائد کچھ نہ لکھیں گے۔ نہ ہمارا یہ شیوہ کہ فرضی افسانہ طرازیاں کریں۔ نہ یہ طریقہ کہ دلی کدورتوں کے باعث خود کو امام و مجدد نہ تسلیم کرنے والوں پر احکام دینیہ شرعی کے ساتھ تمسخر کر کے دنیا جہان پر الزام شدید بینی خیالات پر لگا دیں ہم نے جو کہا وہ آپ کی تحریر پر موجود ہے الخ

معلوم ہو مولوی عبدالماجد صاحب بدایونی نے ایک رسالہ خلاصۃ العقائد نام کا لکھا تھا حسب بیان صدالفرار وہ رسالہ فاضل بریلوی کے پاس بھیج دیا گیا تھا کہ اس کو ملاحظہ فرما کر اپنے مطبع میں چھپوا دیں۔

حسب بیان صدالفرار یہ واقعہ مسئلہ اذان خطبہ کے اختلاف ہونے سے قبل کا ہے۔ اس وقت ایک ماہ تک فاضل بریلوی کے پاس وہ رسالہ رہا اس کے بعد واپس آیا۔ اس کے متعلق اس وقت نہ اس کے بعد عرصہ تک، کچھ نہ فرمایا گیا۔ جب مسئلہ اذان میں اختلاف ہوا تو اس کے ایک فقرہ پر حکم کفر لگا دیا۔ جو صفت الٰہی جل جلالہٗ کے متعلق ہے "وہ صفتیں نہ تو اس کی ذات کہی جاتی ہیں نہ خارج ذات کہی جاتی ہیں۔"

اس پر فاضل بریلوی نے اذان خطبہ کے اختلاف کے دوران میں حکم لگایا اس کے جوابات دیتے ہوئے صدالفرار حصہ دوم ص۱۹ سطر ۱۲ میں لکھتے ہیں۔

آپ حضرات سے صرف اس قدر معروض کہ ادعا متجدد خانصاحب

حسب عادت قدیمہ یہاں بھی ہماری عبارت میں تصرف فرماتے ہیں خلاصۃ العقائد ص۶ سطر ۱۴ میں وہ صفتیں نہ تو اس کی ذات کہی جاتی ہیں۔ خارج ذات متجدد خانصاحب نے دوسری بار کہی جاتی کو اڑا دیا بظاہر ہیں اس کو معمولی اور بیکار لفظ کہہ دینے کلیہ نگاہ رکھا گو مگر ہم کہتے ہیں کہ ان کو قطع برید و تحریف کا ایسا چسکا کیا پڑ گیا ہے کہ کوئی عبارت کسی کی پوری پوری نقل نہیں فرماتے خاص کر وہ جس میں کا ایک ایک لفظ مربوط اور معنی خیز ہو۔ الخ

اس عبارت کے کلمات پر غور فرمائیے ان کو قطع برید و تحریف کا ایسا چسکا پڑ گیا ہے کہ کوئی عبارت کسی کی پوری پوری نقل نہیں فرماتے۔ الخ

علما بدایوں فاضل بریلوی کے لئے صاف صاف بتا رہے ہیں کہ ان کو قطع و برید و تحریف عبارت غیر کا چسکا پڑ گیا ہے۔ مربوط اور معنی خیز الفاظ کو چھوڑ دیتے ہیں یہ بات واقعی صحیح ہے۔

چنانچہ حسام الحرمین دیکھ لیجئے کہ تحذیر الناس کی عبارت کو کس طرح الٹ پلٹ کی گئی ہے کہ مختلف ٹکڑے مختلف مقامات کے یکجا جمع کر ڈالے وہ بھی اپنے مقصد کے موافق پہلا ٹکڑا ص۱۴ کا دوسرا ٹکڑا ص۲۸ کا تیسرا ٹکڑا ص۳ کا اس طور سے کہ چودہ والا اول میں لایا گیا، اور ص۲۸ والا اس کے بعد اور ص۳ والا آخر میں۔

کیا یہ حسب فرمان یحرفون الکلم عن مواضعہ یہ تحریف نہیں ہوئی۔ پھر ان پر نہ کچھ نشان نہ علامت بلکہ دیکھنے والے کو یہی خیال ہوتا ہے کہ سب عبارت ایک ہی جگہ کی ہے اور اسی ترتیب سے ہے۔

"حفظ الایمان" مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت کا ایک

ضروری حصہ جس کا عبارت سے خاص تعلق تھا اور عبارت کی مراد کو واضح کر رہا تھا نقل میں چھوڑ دیا اور کاٹ کر عبارت نقل کر گئی کما بیناہ ۔

اسی طرح سے براہین قاطعہ کے متعدد جگہ کے ٹکڑے جوڑ کر ایک کفری مطلب بنا لیا گیا۔ ان کے سیاق وسباق کو جس سے ان ٹکڑوں کا مطلب صحیح معلوم ہو جاتا ترک کیا گیا۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو کافر و مرتد بنانے کے لئے ایک جعلی مردود قلمی فتوے کو جس کے خلاف ان کی تحریرات مطبوعہ موجود ہیں سند بنایا گیا مسلمان کو کسی کو کافر بنانے کے لئے ایسی کاروائیاں کرنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے۔ کیا ایسی صورتوں میں وہ شخص کافر ہو سکتا ہے نعوذ باللہ منہ ۔

ان کے تحریری وتقریری بیانات پھر اہل علم وفہم کے ارشادات پھر عبارت کے سیاق وسباق اور قرائن صحیحہ سب اس بات کی شہادت دے رہے ہیں۔ کہ ان حضرات کا دامن ان کفریات ملعونہ سے صاف۔ اور یہ حضرات ایسے گندے عقائد سے بری الذمہ ہیں۔ یہ ہے امر حق اور ثابت بدلائل شرعیہ زبان زوری اور ہٹ اور چیز ہے جو مخرب دین وایمان ہے ۔

مقالہ نمبر ۱۹

علماء بدایوں کے صد الفرار بجواب سد الفرار کی عبارات منقولہ بالا سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ فاضل بریلوی احکام کفر لگانے کے لئے نقل عبارات میں تصرف اور دست درازی فرماتے ہیں۔ یہ آپ کی پرانی عادت ہے۔ دوسرے یہ ہے کہ کلام غیر میں قطع برید وتحریف کا چسکا پڑ گیا ہے اور کوئی عبارت کسی کی پوری پوری نقل نہیں فرماتے۔ خاص کر مربوط اور معنی خیز الفاظ کو ترک فرماتے ہیں۔ ناظرین کرام غور فرمائیں کہ ان الفاظ کے معنی کی وسعت کہاں کہاں تک پہونچ رہی ہے

برکاتی ہونا مسلم ہے۔

اب اس کے بعد ہم علماء رامپور کے اقوال کو جو فاضل بریلوی اور حسام الحرمین کے متعلق ہیں بیان کرتے ہیں ۔

جاننا چاہیے کہ مسئلہ اذان خطبہ کا اختلاف جیسے علماء بدایوں سے رہا ایسے ہی علماء رامپور سے بھی رہا اس سلسلہ میں جانبین سے متعدد رسائل اور فتاوے شائع ہوئے۔

مولانا سلامت اللہ صاحب رامپوری اس اختلاف سے خاموش اور الگ تھلگ تھے۔ فاضل بریلوی کی طرف سے ان سے ایک سوال بطور استفتاء کیا گیا۔ اذان خطبہ کے داخل مسجد وخارج مسجد ہونے کے متعلق اور ان سے اس کی بابت جواب کوشش کے ساتھ لیا گیا۔

انہوں نے صرف اتنا کہہ دیا کہ میرے نزدیک جو امر متوارث ہے وہی صحیح ہے۔ ان کے اس فقرہ کا مطلب فاضل بریلوی صاحب نے اپنے مسلک اور تحقیق کے مطابق بیان کیا۔ اور علماء رامپور نے اس فقرے کا مطلب اپنی تحقیق اور مسلک کے موافق بیان کیا۔ چنانچہ جانبین کی تحریریں اپنے اپنے مقصد کے مطابق شائع ہوئیں اس فقرے کا جو مطلب فاضل بریلوی نے اپنے رسالہ "رمز شیریں بر چاہ شور" میں بڑی شد ومد کے ساتھ شائع کیا۔ اس کے جواب میں علماء [illegible] رامپور نے "رزم [illegible] چا[illegible]" کے نام سے رسالہ شائع کیا۔ یہ رسالہ ۱۳۳۲ھ میں انجمن اختر الاسلام پیلی بھیت سے شائع ہوا۔ اس رسالہ کے صفحہ ۳ سطر ۱۲ کالم ۱ کو دیکھئے۔ مولوی سلامت اللہ صاحب کے فتوے کے فقرہ مذکورہ کی شرح فاضل بریلوی نے "رمز شیریں" میں اپنے مقصد کے مطابق بیان فرمائی تھی اس کے جواب میں رسالہ مذکورہ کے

صفحہ مذکورہ پر علماء مجلس رامپور نے اس طور سے تحریر کیا۔

جب آپ ایسے صاف کلام میں یہ مطلب ایسی شرح سے نکالتے ہیں تو خدا جانے کتنے مسلمانوں کو ایسی شرح کر کے بیدین اور کافر بنا چکے ہوں گے چنانچہ آپ نے علماء حرمین شریفین کو دھوکا دیکر حسام الحرمین فتویٰ اسی طرح سے مطلب بدل کر حاصل کر لیا کہ جن لوگوں کا یہ قول ہے جس کا یہ مطلب ہے وہ کافر ہیں اور جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ مگر جب علماء حرمین شریفین نے ان قائلین سے سوال کا جواب لیا بمطلب ان کے قول کا ویسا نہ پایا جیسا بریلوی نے بتایا تھا تو لکھ دیا یہ لوگ مسلمان ہیں کافر نہیں یہ تحریر علماء حرمین شریفین، طائف، جدہ، دمشق وغیرہ کی تصدیق و مواہیر سے مکمل ہو کر بنام التصدیقات لدفع التلبیسات المعروف بہ المہند کتاب کی صورت میں چھپی ہوئی موجود ہے۔ جس کے دیباچہ میں مولوی صاحب بریلوی کو مثل رافضی لکھا ہے کہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں رافضیوں کی طرح تفرقہ اندازی ان کا کام ہے۔ عام طور پر یہ جعلسازی مولوی صاحب بریلوی کے رسالہ نفایہ نے کھول دی کہ اس طرح کچھ کا کچھ دکھاتے ہیں۔

خدا جماعت باشتقامت پیلی بھیت و مجلس علماء رامپور کو ایسی وجالیت کی ذکا نہ دے۔ اور ایسی ابلیسانہ صلاحت عقل سے دور رکھے

یہ عبارت بعینہ و بلفظہ رسالہ مذکورہ سے ہم نے نقل کی ہے۔ پھر فاضل بریلوی کے دوسرے رسالہ وطب شورش چاہ شور کے جواب میں علماء رامپور نے درجہر جوشش چاہ شور" تحریر کیا۔ اس رسالہ کو بھی ۱۳۳۳ھ میں انجمن اختر الاسلام پیلی بھیت نے شائع کیا۔ اس رسالہ "طب شورش" میں فاضل بریلوی نے علماء دیوبند کے تذکرہ میں یہ تحریر کیا تھا کہ دیوبند کے

پیشواؤں پر نام بنام علماء حرمین نے فتوئے کفر دیا اور یہ حکم دیا کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ یعنی ان علماء دیوبند کے کافر اور جہنمی ہونے میں جو شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

اس کے جواب میں علماء رامپور نے جہر جوشش چاہ شور ص ۱۹ کالم ۱ سطر ۶ میں اس طرح تحریر کیا۔

اقول یہ چال دجال نے خوب بچایا اور ہمیشہ یونہی حد سے گذر کر لوگوں کو کافر بنایا۔ علماء حرمین شریفین تک کو غلط بیانی سے دھوکے میں ڈالا اور یہ حکم مندرجہ بالا حاصل کر لیا۔ بعد اس کے علماء حرمین شریفین نے یہ معلوم کر کے ۲۶ سوال ان لوگوں کو بھیجے کہ کیا تم ایسا اعتقاد رکھتے ہو اور ایسا کہتے ہو۔ انہوں نے جواب دئے کہ ہرگز ایسا نہیں اور ثابت کر دیا کہ یہ چال مولوی احمد رضا خاں نے چلایا ہے تاکہ اپنے آپ کو حامی سنت ماحی بدعت اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد ملت ثابت کر دیں اس لئے اکثر علماء کو جو ان کے رطب یابس کو نہیں مانتے ہیں بیمذہب اور کافر بنانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس پر علماء حرمین شریفین نے لکھ دیا کہ جب ان کا یہ خیال نہیں تو یہ مسلمان ہیں کافر نہیں۔ اور علماء دمشق و طائف و جدہ وغیرہ نے بھی ایسا ہی ارشاد فرمایا۔ ان کو کافر سے پھر مسلمان بنایا اپنے دستخط اور مہریں کر دیں۔ یہ تحریرات بنام "التصدیقات لدفع التلبیسات" "المعروف بہ المہند" ملقب بہ لقب ماحی الشقرنین علی خادع الحرمین بصورت رسالہ چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ مگر بریلوی کی وہی رٹ ہے کہ ایسا لکھا ہے کہ جو ایسا نہ جانے وہ بھی کافر ہے۔ اب جبکہ علماء حرمین شریفین خود ان کو کافر نہیں کہتے تو بریلوی کے نزدیک علماء

حرمین شریفین خود کافر ہوئے جاتے ہیں۔ حالانکہ بریلوی ۔۔ نے مسلمانوں کو کافر بتا کر علماء حرمین شریفین سے کافر لکھوایا۔ وہ درحقیقت ایسے نہیں ہیں تو بریلوی خود ہی کافر ٹھہرتے ہیں کہ جو مسلمانوں کو کافر کہے وہ خود کافر ہے۔ کیا آپ دوسروں کو اپنی طرح کافر بنانا چاہتے ہو۔ آپ کے یہاں تو اس کے سوا کچھ نہ دیکھا۔ جس طرح ہو سکے مسلمانوں کو کافر بناؤ اسلام کو گھٹاؤ۔ انتہی۔

اسی رسالہ کے ص۱۳ سطر ۱۶ میں یہ بھی لکھا ہے [کہ یہاں یعنی بیلی بھیت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیر خدا رضی اللہ عنہ کے شیر شاہ جی محمد شیر میاں کی حکومت ہے۔ اور ان کی طرف سے ان کے خلیفہ مولوی سید شاہ عبد البصیر میاں اللہ والے میاں نگراں ہیں۔]

یہ خیالات ہیں علماء مجلس رامپور اور مولوی سید شاہ عبد البصیر میاں خلیفہ حضرت شاہ جی محمد شیر میاں کے فاضل بریلوی اور حسام الحرمین کے متعلق یہ وہ تحریر ہے جو فاضل بریلوی کی حیات میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے ان علماء رامپور اور شاہ عبد البصیر میاں صاحبان پر صریحاً فتوے کفر کیوں صادر نہ کیا گیا ان تحریرات صریحہ کے باوجود مولوی شریف الحق کا یہ کلام کرنا کہ علماء رامپور حسام الحرمین کے احکام متعلقہ علماء دیوبند سے متفق ہیں کمال فریب دہی اور عوام کی آنکھوں پر پردہ ڈالنا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ ہم بخوبی ثابت کر چکے ہیں کہ علماء رامپور اور علماء فرنگی محل لکھنو وغیرہ احکام حسام الحرمین سے متفق نہیں ہیں۔ علماء بدایوں تو صاف کہہ رہے ہیں کہ فاضل بریلوی کو عبارات میں قطع برید و تحریف کا چسکا پڑ گیا ہے۔ کوئی عبارت کسی کی پوری پوری نقل ہی نہیں فرماتے ہیں جیسا کہ ہم صد الغفار سے نقل کر چکے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مقالہ نمبر ۲۰

حسام الحرمین کی عبارت منقولہ کے متعلق علماء رامپور و بدایوں و لکھنؤ کے خیالات سن چکے۔ اب حسام الحرمین کے مصدقین علماء حرمین شریفین کے ارشادات سنئے۔ کہ ظاہر ہے وہ حضرات اردو زبان اور اس کے محاورات اور طرز بیان سے واقف نہ تھے کہ ان کی زبان مادری عربی تھی۔

"تحذیر الناس" و حفظ الایمان و براہین قاطعہ کے کلام کو وہ حضرات نہیں پہچانتے تھے ان کے سامنے ان کی زبان میں جو مضمون بنا کر پیش کیا گیا اس پر ان حضرات نے حکم کفر دیا۔ جو مضمون ان حضرات کے سامنے پیش کیا گیا ہے اس مضمون کو جس مسلمان کے سامنے بھی پیش کیا جائیگا اگرچہ وہ مسلمان کم علم ہی ہو اس کو تو وہ بھی یقیناً کفر ہی بتائیگا۔ اس کے کفر ہونے میں کسی مومن کو شبہ نہیں ہو سکتا ہے۔ مگر کلام تو اس میں ہے کہ وہ مضمون ان عبارات کا قواعد شرعیہ و اصول علمیہ کے مطابق ہے یا نہیں یہی وجہ ہے کہ مشاہیر علماء ہندوستان نے جو اس وقت اہل علم و عمل مانے گئے تھے اور مراکز علم میں صاحبان تدریس و افتاء تھے متفق نہ ہوئے اور نہ کبھی صراحتاً و کنایۃً حسام الحرمین کے بتائے ہوئے احکام کی تائید کی۔ علماء حرمین شریفین نے باوجود وجوہ مذکورہ بالا کے اپنی تصدیقات میں شرط لگا کر تصدیق فرمائی ہے۔ چنانچہ اس حسام الحرمین میں متعدد جگہ رقمطراز ہیں۔ مکہ معظمہ کے خطیبوں اور اماموں کے سردار مولانا شیخ ابو الخیر میرداد۔ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حسام الحرمین ص۱۱۸

فمن قال بهذه الاقوال معتقداً لها كما هي مبسوطة فی هذه الرسالة لا شبهة انه من الکفرة الضالین اھ۔

ترجمہ :۔ جس شخص نے یہ اقوال ہیں ان پر اعتقاد رکھتے ہوئے جیسے کہ اس رسالہ میں بسط کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں وہ بیشک کافروں گمراہوں میں سے ہیں۔

اس میں صاف تصریح ہے کہ جو مضمون فاضل بریلوی نے اپنے رسالہ میں لکھ کر پیش کیا ہے اس مضمون پر حکم کفر کی تصدیق فرما رہے ہیں اور یہ بھی فرما رہے ہیں۔ اگر قائل اس کا معتقد ہو کیونکہ رسالہ میں ان علماء دیوبند کو اس مضمون خبیث کا معتقد بیان کیا گیا ہے۔

اب ذرا غور کیجئے وہ جب صاف صاف تبری و تحاشی کے ساتھ متعدد بار اس کا انکار کر چکے اور اس مضمون کو خود کفریہ مضمون بتا چکے اور ایسے مضمون کے قائل با عتقاد بلکہ بغیر اعتقاد کو بھی کافر و خارج اسلام بتا چکے اور اس عبارت کا مضمون صحیح بھی بیان کر چکے تو یہ حکم کفر حسب ارشاد علماء حرمین بھی ان لوگوں پر کیسے ہو گیا۔ نہ یہ فتویٰ ان پر صادق آیا۔ نہ مصدقین کی تصدیقات ان پر صادق آئیں۔

شیخ الخطباء والائمہ مولینا شیخ ابو الخیر میر داد علیہ الرحمۃ تو صاف صاف فرما رہے ہیں کہ حکم کفر جب ہی ہے کہ ان کا قول و اعتقاد اس بسط و تفصیل کے ساتھ ہو جو فاضل بریلوی نے اپنے رسالہ میں بیان کی ہے نہ یہ بسط و تفصیل ان کی عبارتوں میں موجود نہ ان کے اقوال کا یہ مطلب جس کو وہ خود اور اہل علم و زبان و انان اردو بھی نہیں مان رہے ہیں بلکہ صاف انکار کر رہے ہیں۔

جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ ایسی صورت میں احکام کفر و ارتداد کے کیا معنیٰ ہیں۔

پھر سابق مفتی حنفیہ مکہ معظمہ علامہ شیخ صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ حسام الحرمین ص۲۲ میں رقمطراز ہیں فھم و الحال ما ذکرت مارقون من الدین اھ

یعنی تم نے جو حال ان کا بیان کیا ہے اگر وہ ایسے ہی ہیں تو بے شک وہ لوگ دین سے باہر ہیں۔

اس میں علامہ موصوف نے صاف فرما دیا۔ اگر تمہارے بیان کے مطابق ہی حال ان لوگوں کا ہے تو بیشک وہ لوگ دین سے باہر ہیں۔ جبکہ وہ اس عقیدے سے بری اور بیزار ہیں۔ اور ایسے شخص کو خود کافر اور خارج الاسلام بتا رہے ہیں تو ان پر یہ فتویٰ کیسے ہو گیا۔ مفتی شافعیہ مدینہ شریف علامہ سید احمد برزنجی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصدیقات میں رقمطراز ہیں حسام الحرمین ص۲۲ سطر۱۶ اهذا الحکم هؤلاء الفرق والاشخاص ان ثبت عنهم هذه المقالات الشنیعة اھ

یعنی یہ حکم کفر ان فرقوں اور اشخاص پر جب ہے کہ جب ان سے یہ مقالات شنیعہ ثابت ہو جائیں اور یہ مقالات مع اپنے الفاظ و معانی کے ثبوت شرعی کے ساتھ ثابت ہو جائیں۔ یعنی جو مضمون رسالہ میں لکھ کر پیش کیا گیا ہے اس کے ثبوت شرعی ہو جانے پر حکم کفر ہے۔

پھر علامہ محمد بن حمدان محرسی مالکی مدنی فرماتے ہیں حسام الحرمین ص۲۰۶ وھؤلاء ان ثبت عنھم ما ذکرہ ھذا الشیخ من

ادعاء النبوۃ للقادیانی وانتقاص النبی صلی اللہ علیہ وسلم من رشید احمد وخلیل احمد واشرف علی المذکورین فلا شک فی کفرھم

یعنی جو کچھ اس شیخ (یعنی فاضل بریلوی) نے ان لوگوں کے متعلق بیان کیا ہے۔ ادعاء نبوت قادیانی اور تنقیص نبی صلی اللہ علیہ وسلم، رشید احمد و خلیل احمد و اشرف علی سے مگر یہ ثابت ہو جائے تو ان کے کفر میں کچھ شک نہیں۔

غور کیجیئے ان لوگوں سے فاضل بریلوی کے بیان کردہ مضمون کو اگر ثابت ہو جائے تو یہ حضرات حکم کفر فرما رہے ہیں۔ جس میں صاف طور پر فرما رہے ہیں کہ ہم اپنے لئے ثابت ہو جانے کا دعویٰ نہیں کرتے ہیں کہ ہم کو ثابت ہو گیا۔ بلکہ فاضل بریلوی کے بیان کردہ مضمون کے لئے فرما رہے ہیں۔ اگر یہ ثابت ہو جائے یعنی شرعی حیثیت سے ثابت ہو جائے اور کوئی شبہ کلام و متکلم و تکلم میں باقی نہ رہے اس وقت یہ حکم کفر ہے۔ مسلمانوں علمائے حرمین شریفین کی دینداری اور احتیاط قابل تحسین اور لائق قدر ہے کہ اپنی تصدیقات میں اپنے اوپر بار نہ لیا بلکہ بار اسکا فاضل بریلوی پر رکھا اور اپنی تصدیقات کو مشروط کر کے اپنی صلاح و تقویٰ اور نیک نیتی کو ثابت کر دیا۔

شیخ فاضل عبد القادر توفیق شلبی طرابلسی حنفی مدرس مسجد کریم نبوی فرماتے ہیں حسام الحرمین ص۲۳۸ اما بعد فاذا ثبت وتحقق ما نسب ھؤلاء القوم وھم غلام احمد القادیانی وقاسم النانوتوی ورشید احمد الگنگوھی وخلیل احمد الانبیٹھوی واشرف علی التھانوی واتباعھم مما ھو مبین فی السوال فعند ذالک یحکم بکفرھم۔

یعنی جب ثابت اور متحقق ہو جائے جو کچھ اس شیخ نے ان لوگوں کی طرف منسوب کیا ہے (یعنی فاضل بریلوی) نے جن لوگوں کی طرف جو مضامین

منسوب کئے ہیں۔ اگر یہ مضامین واقعی طور پر ان سے ثابت اور متحقق ہو جائیں تو بیشک ان لوگوں پر حکم کفر ہوگا۔

پھر اخیر میں یہ تحریر فرمایا۔ انما قیدنا بالثبوت والتحقیق لان التکفیر فجاجۃ خطرۃ ومھایعہ وعرۃ لم تسلکہ سادتنا العلماء الامنور الاثبات والاعتماد علی قواطع براھین الائمہ الاثبات لا بمجرد تخمین اخبار مرتقبین یوما تشخص فیہ الابصار وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وعلی الہ وصحبہ وسلم۔

ترجمہ:۔ ہم نے اپنی تقریر میں ثبوت کی اور تحقیق کی قید اس لئے لگا دی ہے کہ کافر کہنے کی راہیں خطرناک ہیں اور اس کے راستے دشوار گذار ہیں۔ ہمارے سردار علماء کرام کسی کو کافر کہنے کی راہ اس وقت چلے ہیں جبکہ نور ثبوت پایا اور ائمہ مجتہدین کی قطعی حجتوں پر اعتماد فرمایا۔ نہ فقط اندازے اور خبر سے اس دن کا خوف کرتے ہوئے جس میں آنکھیں پھٹ کر رہ جائیں گی۔ اور درود و سلام ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے آل و اصحاب پر۔

معروضہ

قابل غور ہے شیخ عبد القادر توفیق شلبی طرابلسی حنفی مدرس مسجد کریم نبوی کی تقریر جو ابھی اخیر میں نقل کی گئی۔ حسام الحرمین کے ص۲۳۸ سے جس میں بعد خطبہ کے یہ الفاظ ہیں اما بعد فاذا ثبت وتحقق ما نسب لھؤلاء القوم کا ترجمہ مبین احکام و تصدیقات اعلام میں اس طرح کیا گیا ہے حمد و صلوٰۃ کے بعد جبکہ ثابت و متحقق ہوا جو ان کی طرف نسبت کیا گیا اس سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ ان لوگوں کی طرف جو بات منسوب کی گئی ہے وہ ثابت و متحقق ہو چکی یعنی ثبت و تحقق کا ترجمہ ماضی کا کیا گیا۔ فقیر نے جو اس عبارت کا ترجمہ مستقبل کا کیا ہے۔ قاعدہ نحویہ اکثریہ اغلبیہ کے موافق ہے

کتب نحو میں فرمایا گیا ہے کہ اذا جب ماضی کے صیغہ پر داخل ہوتا ہے تو ماضی کو مستقبل کے معنیٰ میں کر دیتا ہے۔ اکثری اور اغلبی قاعدہ یہی ہے۔

مگر وہ تو یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ شیخ شلبی طرابلسی یہ فرما رہے ہیں کہ ان کی طرف جو مضمون منسوب کیا گیا وہ ثابت اور متحقق ہو چکا۔ حالانکہ یہ بالکل خلاف واقعہ ہے۔ نہ مولانا شلبی کی یہ مراد۔ چنانچہ ان کی اور دیگر علماء حرمین کی عبارات شاہد ہیں۔ نہ یہ ترجمہ قاعدہ اکثریہ اغلبیہ کے موافق نہ اس کی نسبت ان کی طرف ثابت و متحقق ہوئی۔ آپ نے دیکھا کہ اپنے مفروضات ذہنی کو برقرار رکھنے کے لئے کیا کیا طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ آمین بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن

تنبیہ عبرت ناک

حسام الحرمین میں آخری تصدیق ص ۲۳۸ پر ان ہی شیخ فاضل عبدالقادر توفیق شلبی طرابلسی کی ہے۔ جن کی تصدیق کا تعارف حسام الحرمین میں ان الفاظ میں کرایا گیا ہے صورۃ ما سطر من فی العلم تصدر و فی التدریس تقرر و دقق النظر و ورد و صدر بتوفیق من القادر الشیخ الفاضل عبد القادر توفیق الشلبی الطرابلسی الحنفی المدرس بالمسجد الکریم النبوی متعنا اللہ تعالیٰ من فیضہ القوی۔

اس عبارت کا ترجمہ مبین احکام و تصدیقات اعلام ترجمہ حسام الحرمین میں یوں کیا گیا ہے۔

[تقریظ ان کی جو علم میں صدر بنے اور مدرس ٹھہرے۔ اور غور کیا۔ اور مدارک علم میں آمد و رفت کی قدرت والے کی توفیق سے حضرت فاضل عبدالقادر

توفیق شلبی طرابلسی حنفی مسجد کریم نبوی میں مدرس۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فیض عطا فرمائے]

ان دونوں عربی اور اردو عبارتوں میں فاضل عبدالقادر توفیق شلبی طرابلسی حنفی کو کیسے بلند القاب سے نوازا گیا۔ کیونکہ انہوں نے حسام الحرمین کی تقریظ میں بظاہر موافقت کر دی ہے۔ اب اس کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیے۔ اذان خطبہ جمعہ کے بارے میں جب ہندوستان کے علماء میں اختلاف ہوا۔ علماء بدایوں، رامپور و دیوبند وغیرہم نے اپنی تحقیق کے مطابق اندرون مسجد ممبر کے سامنے کو ترجیح دی اور فاضل بریلوی نے اپنی تحقیق کے مطابق خارج مسجد ممبر کے سامنے کو ترجیح دی۔ اس پر ہندوستان میں بڑا شور و شر پیدا ہوا۔ جابجا اختلافات اور جھگڑے ہوئے اس دوران میں بعض لوگوں نے اس مسئلہ کی بابت مدینہ طیبہ کے علماء کی طرف رجوع کیا اور وہاں سے بھی استفتاء کیا وہاں سے اس مسئلہ کے متعلق ان ہی فاضل عبدالقادر طرابلسی کی تحریر موصول ہوئی جس کو حاجی عبداللہ صاحب صدیقی حنفی نے ۱۳۲۵ھ میں مطبع مجتبائی لکھنؤ سے شائع کیا۔ پھر ۱۳۳۲ھ میں حسب فرمائش عالیجناب حاجی محمد قاسم صاحب رئیس بریلی نے روہیلکھنڈ گزٹ پریس بریلی میں باہتمام منشی عبدالعزیز چھاپا گیا۔ یہ فتویٰ فاضل عبدالقادر شلبی طرابلسی حنفی مدرس مسجد کریم نبوی کا عربی زبان میں ہے اس کو معہ ترجمہ کے شائع کیا گیا۔ فاضل موصوف کی یہ تحریر بابت مسئلہ آذان فاضل بریلوی کی تحقیق کے موافق اور مطابق نہیں تھی بلکہ خلاف تھی۔ چنانچہ یہ فتویٰ بھی ہمارے پاس موجود اور محفوظ ہے جس میں مسئلہ آذان کے سلسلہ میں ۱۳۳۲ھ میں ایک رسالہ بنام "مسئلہ اذان کا حق نما فیصلہ" مطبع اہلسنت و جماعت واقع بریلی سے شائع ہوا

جس میں مسئلہ اذان کی بابت کچھ سوالات کئے گئے ہیں۔ اس رسالہ کے صفحہ پر
انہی ممدوح حسام الحرمین فاضل عبد القادر شلبی طرابلسی مدرس مسجد کریم نبوی کیلئے فرماتے
ہیں پر چنانچہ صفحہ کی پہلی سطر سے شروع فرماتے ہیں۔

[مدینہ طیبہ میں جہاں ہزاروں آفاقی اطراف دنیا سے آئے ہوئے ہیں ایک
شخص طرابلس کا ساکن بھی ہے۔ ایک مدنی صاحب فرماتے تھے کہ وہ بعض وجوہ
پر مدینہ منورہ سے نکال دیا گیا تھا سنا ہے کہ ایک انقلاب کے بعد پھر آگیا۔ مدت
ہوئی اس کی ایک عربی تحریر در باب اذان جمعہ کسی نے لکھنؤ میں چھاپی تھی کچھ برس
ہوئے ۱۳۲۶ھ میں ہمارے پاس بھی آئی اس پر اصلاً کسی عالم کی مہر دستخط
تصدیق کچھ نہیں۔ اور سوال میں یہ ہے کہ زید کہتا ہے کہ اذان خطبہ مسجد کے
دروازے ہی پر سنت ہے۔ اگرچہ دروازہ منبر کے سامنے بھی نہ ہو اگرچہ بیچ میں آڑ ہو
طرفہ یہ کہ زید کو لکھا۔ وہ حدیث بین یدی سے استدلال کرتا ہے۔ سبحٰن اللہ بین
یدی کا منکر۔ اور حدیث بین یدی سے مستدل ایسا احمق شاید طرابلس میں بستا
ہو۔ خیر اس کا جواب اس طرابلسی نے لکھا اور وہی بین یدی سے سند لیا اور اس کے
ساتھ القبال کا گندہ بروزہ اپنی طرف سے ملایا۔ جس پر فقہ حنفی مالکی حنبلی کی جتنی
کتابوں سے نقول لکھیں کسی میں ان کا نام و نشان نہیں۔ بلکہ شرح خلیل کی عبارت
صاف اس کے مخالف ہے۔ خوش فہمی سے اسے بھی نقل کر لایا۔ ہاں فقہ شافعی کی صرف
ایک عبارت جس طرح اس نے نقل کی اس کے زعم کا پتہ دیتی ہے۔ جسکا وہ مطلب نہ
سمجھا۔ حدیث صحیح کے رد کو اصول حنفی کی آنکھ پر ٹھیکری رکھ کر وہی تدلیس کی پکار
امام سفیان بن عیینہ پر ابن اسحاق کے مرجوح ماننے کا بہتان (الی ان قال) یہ ہی
طرابلسی صاحب کی تمام کائنات ہے جس اس کی علمی حالت ظاہر (الی قولہ) نہ وہ اصلاً علم
عقل سے مناسبت رکھتا ہے۔ اس کی اکثر جہالتوں کا رد نہایت صرح و بسط کے

ساتھ آپ کو آذان من اللہ اور "وقایہ اہل السنۃ" میں ملیگا۔ اسی صفحہ کے حاشیہ پر
جلی علم سے تحریر ہے۔]

اس کی کُل تحریری کائنات سولہ جہالتیں ہیں۔

الغرض یہ وہی فاضل عبد القادر شلبی طرابلسی ہیں جن کی تعریف حسام الحرمین
کے آخیر میں ہے۔ وہاں یعنی حسام الحرمین میں ان ہی فاضل طرابلسی کے علم کے مدح سرائی
اور ان کی مدح میں کیسے کیسے الفاظ تحریر فرمائے گئے۔ اور یہاں مسئلہ اذان کی تحقیق میں
جب ان کی تحقیق فاضل بریلوی کی تحقیق کے خلاف ہوئی تو کیسے کیسے خطابات رکیکہ
یعنی بے علم اور جاہل اور احمق وغیرہ سے ان کو نوازا گیا "انا للہ و انا الیہ راجعون"
خیر یہاں سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ حسام الحرمین کے مصدقین میں ایک ایسا شخص بھی ہے
جو بقول مولینا بریلوی جاہل اور احمق اور بے علم ہے۔

مقالہ نمبر ۲۱

فقیر پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ پہلے تو اکابر علماء دیوبند کو کافر بتاتے تھے اب
اس کے خلاف ان کی تکفیر سے کف لسان کرتے ہیں۔ اس کا جواب بھی بفضلہ تعالیٰ فاضل
بریلوی کی ان تحریروں سے خوب واضح ہو گیا کہ ۱۳۲۴ھ میں حسام الحرمین کے اندر فاضل عبد القادر
شلبی طرابلسی کی کس قدر مدح سرائی فرمائی کہ علم میں صدر دقیق النظر شیخ فاضل اور
مدارک علم میں آمد و رفت کرنے والے وغیرہ وغیرہ پھر آٹھ سال کے بعد ۱۳۳۲ھ میں
انہیں فاضل عبد القادر شلبی طرابلسی کی بابت مسئلہ آذان کے حق نما فیصلے میں ان کو
جاہل اور احمق وغیرہ خطابات سے یاد فرمایا۔ پھر ایک مسئلہ فرعیہ کے اختلاف رائے

پر یہاں بھی تو سوال ہے کہ پہلے کیا فرمایا تھا اور اب کیا فرمایا۔ بعد کی تحریر پہلے کے خلاف ہے۔ اس رسالہ مسئلہ اذان کا حق نما فیصلہ کے صٓ سطر ۹ پر فرمایا گیا ہے۔ جو صاحب عرب شریف سے فتویٰ لینا چاہیں بات پوری پیش کریں۔ جیسے دین مراد نہ ہو حق کی تحقیق سے غرض نہ ہو۔ صرف ہار جیت مقصود ہو۔ اس کا حساب اللہ واحد قہار پر ہے۔ انشاء اللہ العزیز مولیٰ تعالیٰ ایسے کو راہ نہ دیگا اور جس کو دین مقصود ہے۔ حق کی سچی تحقیق منظور ہے وہ ہم سے فرمائیں ہم اپنے سوالات کا عربی ترجمہ کر دیں۔ اور ان میں جہاں جہاں دیئے ہیں وہاں ان کا خلاصہ مضامین اور یہ حضرات اگر کوئی اور سوال اضافہ کرنا چاہیں بڑھا لیں۔ اگر اس کی رو سے ہمیں کوئی سوال اضافہ کرنا ہو ہم کر دیں۔ تو باتفاق فریقین سوالات حرمین طیبین کو جائیں۔ اس کے بعد دیکھئے جواب کیا ملتا ہے۔ اہل ایمان خدا لگتی کہیں جو ہم نے کہا عین انصاف ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو وہ وجہ بتا دیں۔ کیوں نہیں اگر ہے اور ضرور ہے تو اس کے خلاف کیوں عمل ہو۔ پھر وہاں سے جو جواب آئے۔ اگر ہمارے یا آپ کے سوالات میں بعض کا جواب رہ گیا یا نہ صاف ملا ہو، یا کسی جواب میں ہمیں یا آپ کو کچھ کہنا ہو تو وہ پھر ہمارے اور آپ کے اتفاق سے مزید کر کے بھیجا جائے یہاں تک کہ حق بعونہٖ تعالیٰ ہر پہلو سے روشن ہو جائے۔ ہم اور ہمارے جتنے بھائی سنی علماء ہمارے خلاف رائے رکھتے ہوں سب کے اتفاق رائے سے ان سوالات کی کارروائیاں ہوں کہ ہر ایک کو اپنے دلائل و خیالات کے ظاہر کرنے کا پورا موقع ملے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اس خدا پسند طریقہ پر اگر حق ہمارے خلاف پر ظاہر ہو تو سب سے پہلے اس کے قبول کرنے والے ہم ہونگے۔ اور بعونہ الحق ہماری طرف ثابت ہوا تو سنی بھائی علماء اقرار لکھ دیں کہ وہ سب اسے قبول فرمائیں گے۔ حق طلبی حق جوئی، حق پسندی کا طریقہ تو یہ ہے اور اگر کسی صاحب کو اپنی ضد اور ہٹ ہی منظور ہو تو وہ جانے اور ان کا دین و ایمان ——
حسبنا اللہ و نعم الوکیل مناتہی

یہ عبارت مذکورہ پوری بلفظہٖ رسالہ مسئلہ آذان کے حق نما فیصلہ کی ہے جو بسلسلہ اختلاف آذان خطبہ تحریر ہوا ہے۔ اس کلام میں حق اتنہی صحیح طریقہ پر عرب شریف سے فتویٰ لینے کا تحریر فرمایا گیا ہے کہ بات پوری پیش کریں۔ اگر طالبان حق اور تحقیق حق ہیں۔ ورنہ اگر ہار جیت مقصود ہو تو اس کا حساب اللہ واحد قہار کے دربار میں ہوگا۔ ایسے کو مولیٰ تعالیٰ راہ نہ دیگا۔ ہم اپنے سوالوں کا ترجمہ عربی میں کر دیں۔ اور ان سوالوں میں حضرات جو شرط لگانا چاہیں بڑھا لیں۔

الغرض یوں باتفاق فریقین سوالات حرمین طیبین کو جائیں اس کے بعد دیکھئے کیا جواب ملتا ہے۔ پھر فرمایا اہل ایمان خدا لگتی کہیں جو ہم نے کہا عین انصاف ہے یا نہیں الخ بے شک جو آپ نے فرمایا عین انصاف ہے۔ آپ کے اس فرمان کے عین انصاف ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔ یہ طریقہ جو ارشاد فرمایا ایک مسئلہ فرعیہ آذان خطبہ اندرون مسجد و خارج مسجد کے متعلق فرمایا ہے۔ ظاہر ہے کہ اذان کا خارج مسجد ہونا یا اندرون مسجد ہونا کوئی عقیدہ کا مسئلہ تو نہیں ہے بلکہ اذان کے خارج مسجد یا اندرون مسجد سے نماز کے صحیح ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔ نماز تو بہر صورت ہو ہی جائے گی۔

اس پر ہم وہ صورت پیش کرتے ہیں کہ مسئلہ اذان خطبہ کو ایک ادنیٰ سا کی نسبت بھی نہیں وہ یہ کہ جب حسام الحرمین کے مضامین مرتب کئے تھے علماء حرمین شریفین کے سامنے پیش کرنے کے لئے کیا اس وقت فریقین کے اتفاق کی ضرورت نہ تھی۔ یا کم از کم سنی بھائی علماء ہی کا اتفاق اس پر ہوتا کہ عبارات تحذیر الناس و حفظ الایمان و براہین قاطعہ وغیرہ جو حسام الحرمین میں نقل ہیں بے کم و کاست ہیں۔ پھر ان کے مضامین بھی یہی ہیں۔ جو فاضل بریلوی نے مقرر فرمائے ہیں۔ اور یہ مضامین اسی طرز و ترتیب سے ہیں۔ صریح متعین غیر محتمل اور ان عبارات کا عربی ترجمہ بھی بالکل اصل کے مطابق ہے کہیے کیا ہم نے جو عرض کیا یہ خدا لگتی اور عین انصاف نہیں۔ پھر کیوں اسکے

خلاف عمل ہوا یہاں تک کہ اپنی ذاتی انفرادی رائے کو قطعی قرار دیگر مسلمانوں کو اس پر ایمان لانے کا مکلف بنایا گیا۔

اپنی تنہا رائے کو جو تمام اہل علم اور اہل زبان کے خلاف ہے کیوں تمام مسلمانوں کے سر پر ڈالی جا رہی ہے۔

کیا عبارت منقولہ حسام الحرمین میں الٹ پلٹ اور قطع برید نہیں ہے۔ کیا ان عبارات کے مضامین مقرر کرنے میں صرف اپنی تنہا رائے نہیں ہے۔ کیا ان عبارات مقطوعہ محرفہ کے مضامین مقرر کردہ پر اہل علم متفق ہو گئے تھے۔ کیا ان مضامین کا خود انکے مصنفین نے بشدت انکار تبری و تحاشی کے ساتھ نہیں کیا؟ کیا ان مضامین کو خود ان لوگوں نے کفر نہ بتایا۔ حالانکہ انکار کو فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ نے توبہ حکمی و رجوع مانا ہے دیکھو "در مختار" و اشباہ والنظائر و بحر الرائق و فتح القدیر وغیرہ الغرض کتب معتبرہ مذہب کے ارشادات سے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ جو مطلب عبارات "تحذیر الناس" و حفظ الایمان و براہین قاطعہ کا حسام الحرمین میں فرض کیا گیا ہے۔ ان عبارات کا وہ مطلب نہ مصنفین کی مراد نہ ان کے اقوال کا یہ مطلب۔ نہ اہل علم کے نزدیک مسلم اور سیاق و سباق و قرائن حالیہ و مقالیہ کے خلاف ہے۔ علی سبیل التنزل اگر یہی مان لیا جائے اور مان کے ذہن میں واقعی یہی مفروضہ مطلب جاگزیں ہو سکتا ہے۔ تو ان مضامین خبیثہ سے کھلم کھلا انکار مع تبری اور تحاشی اور اس مضمون کے قائل پر حکم کفر دینے پر ہی غور کر لیجئے۔ اگر ان کا یہ عقیدہ ہوتا یا یہ مراد ہوتی تو مولوی اشرف علی صاحب تھانوی یہ کیوں لکھتے۔

چنانچہ بسط البنان میں اس عبارت حفظ الایمان اور اس پر حکم کفر حسام الحرمین کے بارے میں جو سوال کیا گیا ہے اس کے جواب میں صاف صاف تحریر کرتے ہیں۔

[کہ میں نے یہ خبیث مضمون نہ "حسام الحرمین" اور نہ "تمہید" وغیرہا میں میری طرف

منسوب کیا گیا ہے کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے، ہر پاگل، ہر جانور اور ہر چوپائے کو حاصل ہے۔ کسی کتاب میں نہیں لکھا۔ اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں کبھی اس مضمون کا خطرہ بھی نہیں گزرا۔ جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی و تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔]

پھر اسی بسط البنان کے آخر میں ص۱۶ سطر چار میں رقمطراز ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ ہمیشہ سے آپ کے افضل المخلوقات فی جمیع الکمالات العلمیہ والعملیہ ہونے کے باب میں یہ ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

عبارت "براہین قاطعہ" مولوی خلیل احمد صاحب مرحوم سہارنپوری کی تحریر مطبوعہ کے جواب میں یوں ہے۔

"مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے جو بندے پر الزام لگایا ہے بالکل بے اصل اور لغو ہے۔ میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر مرتد ملعون مانتے ہیں۔ جو شیطان علیہ اللعن تو کیا کسی مخلوق کو بھی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں زیادہ کہے یہ کفر، یہ مضمون کہ شیطان علیہ اللعن کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے" براہین کی کسی عبارت میں نہ صراحۃً نہ کنایۃً لکھا۔ مجھ کو تو مدۃ العمر کبھی اسکا وسوسہ بھی نہیں ہوا کہ شیطان کیا کوئی نبی اور فرشتہ بھی آپ کے علم کی برابری کر سکے۔ چہ جائیکہ علم میں زائد ہو یہ عقیدہ جو خاں صاحب نے بندے کی طرف منسوب کیا ہے کفر خالص ہے اس کا مطالبہ خاں صاحب سے روز جزا ہو گا میں اس سے بالکل بری الذمہ

ہوں اور پاک وکفٰی باللہِ شہیدا۔

اہل اسلام عبارات براہین کو بغور ملاحظہ فرمادیں مطلب صاف اور واضح ہے۔ [مہر خلیل احمد]

یہ مذکورہ عبارات ہم نے ان کی چھپی ہوئی تحریرات سے نقل کی ہیں۔ اس کے بعد کوئی عاقل منصف مسلمان ہرگز نہیں کہہ سکتا کہ جو مضامین حسام الحرمین میں ان حضرات کی طرف منسوب کیے گئے ہیں۔ وہ ان علماء اکابر دیوبند کے عقائد ہیں۔ جن عبارات کے یہ مضامین مفتری کیے گئے ہیں۔ ان کا حال ہم مقالات سابقہ میں عرض کر چکے بغور ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مرحوم کی طرف جو مضمون وقوع کذب کا حسام الحرمین میں منسوب کیا ہے اس کی نسبت مولانا صاحب موصوف کی طرف بالکل بے سروپا ہے "حسام الحرمین" سے تقریباً دس سال قبل فتاوائے رشیدیہ شائع ہو چکا ہے۔ جس میں صاف طور پر لکھا ہوا ہے۔ جس کو ہم مع سوال وجواب کے بعینہٖ نقل کرتے ہیں۔

ناظرین باانصاف بغور ملاحظہ فرمائیں۔ فتاوائے رشیدیہ جلد اول صفحہ ۱۱۸ مطبوعہ شمس المطابع مراد آباد،

استفتاء

[کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ذات باری تعالیٰ عزاسمہ موصوف بصفت کذب ہے یا نہیں اور خدائے تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے یا نہیں۔ اور جو شخص خدائے تعالیٰ کو یہ سمجھے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے وہ کیسا ہے بینوا توجروا۔

الجواب: ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہٗ کی پاک اور منزہ ہے۔ اس سے کہ متصف بصفت کذب کیا جاوے معاذ اللہ تعالیٰ اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ} ومن اصدق من اللہ قیلا ٥

جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر وملعون ہے اور مخالف قرآن وحدیث کا اور اجماع امت کا ہے وہ ہرگز مومن نہیں۔ تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا۔

البتہ یہ عقیدہ اہل ایمان کا سب کا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے مثلاً فرعون وہامان وابی لہب کو قرآن میں جہنمی ہونے کا ارشاد فرمایا ہے۔ وہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کریگا۔

مگر وہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ ان کو جنت دیدیوے عاجز نہیں ہو گیا قادر ہے۔ اگرچہ ایسا اپنے اختیار سے نہ کریگا۔ قال اللہ تعالیٰ ولو شئنا لاتینا کل نفس هداها ولكن حق القول مني لاملئن جهنم من الجنة والناس اجمعين۔

اس آیت سے واضح ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ چاہتا تو سب کو مومن کر دیتا۔ مگر جو فرما چکا ہے اس کے خلاف نہ کریگا۔ اور یہ سب اختیار سے ہے اضطرار سے نہیں۔ وہ فاعل مختار فعال لما یرید ہے۔ یہ عقیدہ تمام علماء امت کا ہے۔ چنانچہ بیضاوی تحت تفسیر قولہ تعالیٰ ان تغفر لھم الخ

لکھتا ہے کہ عدم غفران شرک کا مقتضی وعید کا ہے۔ ورنہ کوئی امتناع ذاتی نہیں اور یہ ہے عبارت اس کی وعدم غفران الشرک مقتضی الوعید فلا امتناع فیہ لذاتہ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ مہر [رشید احمد ۱۳۰۱]

یہ مذکورہ بالا عبارت پوری فتاوائے رشیدیہ جلد اول ص ۱۱۸ کی ہے جو حسام الحرمین کے شائع ہونے سے تقریباً دس سال سے بھی زائد قبل مطبوع شائع ہو چکی ہے پھر ایک قلمی فتوے کو سند بنا کر احکام کفر وارتداد جاری کرنا کس قدر انصاف ودیانت کے موافق ہے۔ اس قلمی فتوے کا انکار بھی ثابت اس کا رد فتاوائے رشیدیہ حصہ اول کے فتوے سے جو ہم نے ابھی نقل کیا ہے پورے طور سے ہو رہا ہے کہ صاف تحریر ہے

کہ باری تعالیٰ کے لئے جو وقوع کذب مانے وہ قطعی کافر ملعون منکر قرآن وحدیث واجماع امت ہے۔ ہرگز مومن نہیں۔ پھر ان کے تمام شاگردین مریدین بلکہ خود مولوی رشید احمد صاحب نے جوابی تحریر میں صاف انکار کر دیا کہ میری تحریر نہیں نہ میں اسکے قائل کو مسلمان سمجھتا ہوں۔ ان کی یہ تحریر ہم نے متعدد جگہ دیکھی پھر ائمہ حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے ارشادات کتب فقہ میں موجود کہ خط خط کے مشابہ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا مطلقاً تحریر پر اعتماد شرعاً غیر معتبر۔ کما فی رد المحتار حاشیہ در مختار للعلامۃ الشامی علیہ الرحمۃ الغفار

پھر فاضل بریلوی نے خود اپنے رسالہ "ازکی الہلال" میں دوبارہ رویت ہلال خط دیدہ تحریرات کو نا قابل اعتماد فرمایا ہے۔ پھر تکفیر مسلم کے بارے میں مجرد قلمی تحریر کیوں اعتماد کر کے احکام کفر وارتداد جاری کئے گئے۔ جبکہ اس کے صریح خلاف چھپی ہوئی تحریر فتاوائے رشیدیہ میں موجود جیسا کہ ہم ابھی اوپر نقل کر چکے۔

مقالہ نمبر ۲۲

ہمارے بیانات سے بعونہ تعالیٰ روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ ان حضرات یعنی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری مرحومین کے ہرگز یہ عقائد خبیثہ نہیں اور نہ ان کی عبارات کا وہ مطلب ہے جو حسام الحرمین میں بیان کیا گیا ہے۔ جو مضامین خبیثہ ان عبارات کے فرض کئے گئے ہیں ان مضامین خبیثہ کے کفر اور اس کے قائل کے کافر ہونے میں کسی مسلمان کو کلام نہیں ہو سکتا۔ ایسے مضامین کو کفر اور ان کے قائل کو کافر وہ حضرات خود ہی بتا رہے ہیں۔

اب بتائیے کہ اختلاف کس چیز میں رہا جس کو آپ کفر بتا رہے ہیں اس کو وہ حضرات بھی کفر بتا رہے ہیں یا اختلاف صرف عبارت کی مطلب شناسی کا ہوا۔ جو مطلب ان عبارات کا فاضل بریلوی مقرر فرماتے ہیں وہ اپنے ذاتی بیان میں منفرد ہیں۔ خود صاحبان عبارات اس کا رد کر رہے ہیں۔ اور دوسرے علماء ہم عصر بھی فاضل بریلوی کے ساتھ متفق نہیں ہیں۔ جیسا کہ ہم اوپر علماء رامپور و علماء لکھنؤ فرنگی محل و علماء بدایوں (جو اکثر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی آپ کے ہمنوا ہیں) کے اقوال مطبوعہ ہم لکھ چکے ہیں۔ بلکہ مولانا محب رسول عبد القادر صاحب بدایونی و مولانا عبد الحئی صاحب لکھنوی اور مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری ممدوحین فاضل بریلوی کی تحریرات مطبوعہ فاضل بریلوی کی رائے اور حسام الحرمین کے احکام کے خلاف موجود ہیں۔ رسالہ "ابطال اغلاط قاسمیہ" کو دیکھ لیں جس پر علماء مذکورین اور دیگر علماء کے دستخط مہریں موجود ہیں۔ اور مولوی محمد قاسم صاحب کی عبارات کے متعلق ان حضرات نے کیا تحریر کیا ہے۔ یہ رسالہ ۱۳۰۲ھ میں بمبئی سے شائع ہوا ہے۔ پھر مولانا نذیر احمد خاں صاحب نے اپنی کتاب بوارق لامعہ میں مولانا محمد قاسم صاحب کی مدح کیسے الفاظ میں کی ہے اس کے علاوہ ان کے نام کے آگے مرحوم بھی لکھا ہے۔ کیا یہ حضرات مذکورین احکام شرعیہ اور کتب دینیہ کے احکام سے ناواقف تھے۔ صرف بات اتنی سی ثابت ہوتی ہے کہ ان حضرات نے تحریف و تبدیل و قطع برید نہ کیا تھا۔ بلکہ انصافاً جو عبارات کے صحیح مضمون تھے ان پر ہی قائم رہے اور ظاہر ہے کہ انصافاً صحیح مضمون پر قائم رہنے والا ہرگز تکفیر نہیں کر سکتا کہ تکفیر مسلم کا معاملہ بہت خطرناک اور گناہ عظیم ہے۔ نعوذ باللہ منہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا والزلل۔

بلکہ ہمارے علمائے احناف کی تصریحات موجود کہ قائل اپنے کلام میں جو تاویل کرے قبول کی جائے گی یعنی اقسام تاویل میں جو تاویل کریگا قبول کی جائیگی تکفیر نہ کی جائے گی

کما ھو مصرح فی الفقہ الاکبر للقاری وفی شرح المواہب الزرقانی

مقالہ نمبر ۲۳

چنانچہ علماء متکلمین علیہم الرحمۃ والرضوان نے اصول کفر چھ بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ امام شیخ محمد سنوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مستطاب شرح ام البراہین" مطبوعہ مصر ص۲۱۷ میں ارقام فرمایا ہے۔ قیل ان اصول الکفر ستۃ الایجاب الذاتی والتحسین العقلی والتقلید الردی والربط العادی والجہل المرکب والتمسک فی اصول العقائد بمجرد ظواہر الکتاب والسنۃ من غیر عرضہا علی البراھین العقلیۃ والقواطع الشرعیۃ۔

ترجمہ وتشریح:۔ یعنی کفر کے چھ اصول ہیں۔ اول ایجاب ذاتی ہے یہ فلاسفہ لعظام کے کفر کی اصل ہے۔ ان خبثاء نے اس وجہ سے صفات باری تعالیٰ قدرت وارادہ اور باقی صفات کا انکار کر دیا تعالی اللہ عن قولہم علوا کبیرا۔ دوم تحسین عقلی یہ اصل ہے براہمہ کے کفر کی یہاں تک کہ انہوں نے نبوت کا انکار بلکہ ان خبثاء نے نبوت کو عبث یعنی بیکار قرار دیا اور محال جانا نعوذ باللہ منہ معتزلہ کی گمراہی کا بھی یہی سبب ہے۔ کہ انہوں نے رب تعالیٰ پر صلاح واصلح کو واجب کہہ دیا نعوذ باللہ من ھذہ العقیدۃ الفاسدۃ
سوم تقلید ردی ہے۔ یہ بت پرستوں کے کفر کی اصل ہے کہ انہوں نے اپنی بت پرستی کی اصل یہی بتائی کما قال اللہ تعالیٰ انا وجدنا آباءنا علی امۃ وانا

علی آثارھم مقتدون۔ یعنی کفار بت پرستوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو اسی دین پر پایا۔ لہٰذا ہم ان کی پیروی کرتے ہیں۔ لہٰذا بعض محققین کا قول ہے کہ عقائد ایمان میں محض تقلید کافی نہیں۔ یعنی عقائد ایمانیہ پر محض تقلیدی طور پر ایمان لانے والا مومن نہیں۔ اگرچہ دوسرے گروہ محققین نے فرمایا کہ باوجود اہل نظر ہونے کے تقلید پر ایمانیات کا دارومدار کہنا گناہ اور معصیت ہے۔ تقلید ردی کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے کا اتباع حمیت اور تعصب کی وجہ سے بغیر حق طلبی کے کیا جائے۔ تقلید ردی کا یہ مطلب جو ہم نے بیان کیا ہے یہی مطلب شیخ المحققین محمد ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ "شرح ام البراہین" میں بیان فرمایا ہے۔

علماء متکلمین نے باب عقائد میں مداخل شیطان اور اسباب گمراہی کی بہت صورتیں بیان کی ہیں۔ چنانچہ ان ہی میں سے ایک یہ بھی بتائی ہے۔

توارث الامر کابر اعن کابر جسکا مطلب وہی التقلید ردی ہے چنانچہ مقدمہ نظم الفرائد حاشیہ شرح عقائد نسفی کے ص۱۲ سطر ۲ میں رقمطراز ہیں

ومنہا توارث الامر کابرا عن کابر سواء کان من طریق الآباء والاجداد او من طریق الشیوخ فی الارادۃ والبیعۃ او المشائخ او الاساتذۃ فی التعالیم او من طریق الکبراء الآخرین والیہ الاشارۃ بقولہ تعالیٰ انا وجدنا آباءنا علی امۃ وانا علی آثارھم مقتدون وقولہ واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا ولو کان آباؤھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون وبقولہ ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیل اھ

ترجمہ:- یعنی باب عقائد میں مداخل شیطان واسباب گمراہی میں سے ایک یہ بھی ہے۔ اپنے گذرے ہوئے اکابر کی تقلید کی جائے۔ یہ تقلید خواہ بہ طریق باپ دادوں اور مرشدان بیعت وارادت کے ہو یا مشائخ واساتذہ تعلیمات کے طریق سے ہو۔ یا بطریق اور اکابر کے ہو یعنی ان سب مذکورہ قسم کی تقلیدوں سے شیطان باب عقائد میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور سب تقلیدیں گمراہی کا سبب بن جاتی ہیں۔ اس کے بعد قرآن مجید کی تین آیات شریفہ اس مدعا کے اثبات میں تلاوت کیں

پہلی آیت کا مطلب یہ ہے کہ کفار مشرکین نے اپنی بت پرستی کے صحیح ہونے پر یہ دلیل پیش کی ہم نے اپنے باپ داداؤں کو اسی دین پر پایا لہٰذا ہم انہی پیروی کرتے ہیں یعنی اپنے باپ داداؤں کے عمل کو انھوں نے سند بنایا ثابت ہوا کہ باپ داداؤں کے قول وفعل کو سند بنایا امور دینیہ شرعیہ میں ہرگز صحیح نہیں سند کتاب اللہ تعالیٰ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واجماع امت وقیاس مجتہدین سے ہونا چاہیے۔ دوسری ایک شریفہ کا ترجمہ یہ ہے کہ جب ان بت پرستوں مشرکوں سے کہا جاتا ہے کہ پیروی اس چیز کی کرو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر نازل فرمائی ہے تو اس کے جواب میں یوں کہتے ہیں۔ ہم تو پیروی اس طریقہ کی کرتے ہیں جو طریقہ ہمارے باپ داداؤں کا تھا۔ اگرچہ ان کے باپ دادا نہ عقل رکھتے ہوں کسی شے کی اور نہ وہ ہدایت یافتہ ہوں (یعنی بے عقل بے راہ ہوں)

اس آیت کریمہ سے بھی یہی حکم نکلتا ہے کہ تمام امت پر اسی دین واحکام پر عمل کرنا فرض کیا گیا ہے۔ جو دین واحکام اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر نازل فرمائے ہیں۔ اور ان احکام دینیہ وشرعیہ کے مقابل باپ دادوں کے قول وفعل سے سند پکڑ کر ان کا اتباع کرنا کفار ومشرکین کا طریقہ ہے۔

یہ بات خوب اچھی طرح ظاہر کہ باپ دادا اگرچہ عالم وفاضل ہوں۔ اگرچہ اپنے دور کے ولی اللہ ہوں۔ معصوم نہیں کہ یہ خاصہ انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کا ہے۔

غیر معصوم کے اقوال وافعال حجت شرعی نہیں ہو سکتے۔ البتہ مجتہدین کرام خصوصاً ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جن کی جلالت شان اور مجتہد مطلق ہونے پر امت کا اجماع ہو چکا اور ان کا علم وعمل صدیوں سے مسلم بین المسلمین ہو چکا حسب ارشاد علماء امت مرحومہ ان کی تقلید ہم پر واجب ہے کہ وہ اپنے علم وعمل وشان اجتہادی میں ممتاز اور مقبول ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ علماء محققین کا ارشاد ہے المجتہد قد یخطی وقد یصیب یعنی مجتہد اپنی اجتہادیات میں کبھی خطا کرتا ہے کبھی صواب۔ جب ایسی عظیم الشان ہستیوں کے متعلق یہ ارشاد فرمایا گیا ہے۔ تو باپ دادے اور اپنے اپنے دور کے علماء کی انفرادی رائے کو کیسے قطعی حق کہہ سکتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

یہی وجہ ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اور شیخ محقق مولینا عبدالحق محدث دہلوی حضرت شیخ مجدد الف ثانی اور امام عبدالوہاب شعرانی اور حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ نے صراحتاً ارشاد فرمایا کہ اعتقادیات اور احکام شریعت مطہرہ اور احکام کفر واسلام میں پیروں اور مرشدوں کے اقوال واعمال کا اتباع نہیں بلکہ ائمہ ہدیٰ یعنی امام ابو حنیفہ وامام محمد وامام ابو یوسف وامام ابو المنصور ماتریدی اور ابو الحسن اشعری رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اتباع کیا جائے گا۔ یعنی مشائخ طریقت مثلاً شیخ ابو الحسین نوری وشیخ ابو بکر شبلی وغیرہما رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال واعمال کا اتباع نہیں۔ ان کا ادب اور تعظیم کرنی چاہیے اور آداب واخلاق میں ان کا اتباع کیا جائے۔ یہی مضمون حضرت سید شاہ اسمٰعیل حسن صاحب مارہروی علیہ الرحمۃ نے اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے جس کو ہم نقل کر چکے ہیں۔ اس کے بعد یہ کہنا کہ ہمارے پیر کا یہ قول ہے کس قدر جہالت اور بے انصافی پر مبنی ہے۔ کیا احکام کفر واسلام میں پیروں ومرشدوں کی اتباع ہے۔ جان لو ان احکام میں ائمہ متکلمین وفقہاء کاملین کے ارشادات کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ یہی راہ حق یہی راہ نجات وسلامتی ہے

واللہ الموافق والیہ المرجع

تیسری آیت کریمہ کا یہ مطلب ہے کہ جب جہنمی جہنم کی آگ میں جلتے بھنتے ہونگے جیسے گوشت کے ٹکڑے ہانڈی میں لوٹ پوٹ ہوتے ہیں اسی طرح آگ میں ان کی حالت ہوگی۔ تو وہ یہ کہیں گے۔ اے رب ہمارے ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی انہوں نے ہم کو گمراہ کردیا۔ اس آیت شریفہ میں بھی صاف طور پر یہ بیان فرمادیا کہ امور دینیہ شرعیہ میں کسی سردار اور بڑے کی اطاعت نہیں۔ اطاعت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے بفضلہ تعالیٰ یہ امر محقق اور ثابت ہوچکا ہے کہ امور دینیہ شرعیہ میں باپ دادا استاد و پیر کی اطاعت نہیں بجز فرمان حق تعالیٰ و ارشاد رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔

لہٰذا استاد و پیر و ماں باپ وغیرہ میں سے کسی کا قول و عمل حجت شرعیہ نہیں بن سکتا۔ بہا حاملان شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات ہی قابل عمل اور حجت ہیں جیسا کہ ہم اوپر بیان کرچکے۔

ربط عادی یعنی بواسطہ تکرار کے دو چیزوں میں عدماً وجوداً تلازم ماشاء یہ اصل ہے۔ طبائعین اور ان کے متبعین کے کفر کی یہاں تک کہ بعض مسلمین بھی اس بلا میں مبتلا ہوگئے ہیں کہ اسباب کا ربط مسببات سے قطعی و طبعی جانتے ہیں۔ یہ عقیدہ کفر کی ہے۔ بلکہ یوں بھی سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اثر و قوت ان اشیاء میں رکھ دی ہے۔ بدعت اور گمراہی ہے۔ اہلسنت وجماعت کثر اللہ سوادہم کے خلاف ہے۔ اہلسنت وجماعت کثر اللہ سوادہم ونور بصائرہم کے نزدیک اسباب کا ربط مسببات سے عادی ہے نہ طبعی ہے نہ وضعی بلکہ ثبوت تلازم میں امر واحد محض تخلیق رب تعالیٰ جل شانہ سے ہے جب وہ چاہتا ہے پیدا فرمادیتا ہے اور جب نہ چاہے وجود میں نہیں آتے۔ لاکھوں سباب ہوں بیکار ہو جاتے ہیں۔

پنجم جہل مرکب یہ ایسی چیز ہے کہ اکثر لوگ اس میں مبتلا ہیں۔ اعتقاد خلاف واقع ایک جہل ہے۔ دوسرے اپنے جہل کو جہل نہ سمجھنا۔ اس سبب سے اس کو جہل مرکب کہنے کی وجہ قرار دی ہے۔

ششم اصول عقائد میں ظاہر کتاب وسنت سے استدلال کرنا۔ بغیر پیش کرنے دلائل و حجج یقینیہ عقلیہ قطعیہ شرعیہ کے ہمیں کچھ تقلید ردی پر کلام کرنا تھا مگر بغرض فائدہ کے اصول ستہ کو مع شرح بیان کردیا۔ واللہ الموفق ومنہ السداد

مقالہ نمبر ۲۴

چنیں و چناں اختر رضا خاں نے درباره عبارت تفسیر جلالین شریف کچھ خامہ فرسائی کی ہے جس میں اپنی طرف سے حسب عادت جھوٹ کی بھی آمیزش کردی ہے۔ مولوی ضیاء المصطفیٰ صاحب کو اپنا مناظر بتارہے ہیں۔ حالانکہ مناظرہ سے پہلے انکار کرچکے تھے۔ یعنی گفتگو سے قبل یہ کہا تھا کہ مناظرہ نہیں صرف آپس کی گفتگو افہام وتفہیم کے لئے وہ بھی تنہائی میں ہوگی اس پر فقیر نے یہ بھی کہا تھا کہ شہر بدایوں کے اہل علم وفہم مثلاً مولوی اقبال حسن صاحب امام خطیب جامع شمسی و صدر مدرس مدرسہ قادریہ بدایوں و مولوی حافظ سالم میاں صاحب سجادہ نشین درگاہ قادریہ بدایوں و مولوی محمد ابراہیم صاحب صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں کو بھی بلایا جائے تاکہ یہ گفتگو ان کی موجودگی میں ہو جائے۔ اس کو بھی نہ مانا گیا اور یہ کہا کہ یہ گفتگو تنہائی میں ہوگی۔ چنانچہ عوام وخواص میں سے کسی کو بھی شامل کرنے پر راضی نہ ہوئے فقیر نے بطور ارخائے عنان اس کو بھی منظور کرلیا۔ اب اپنی اس تحریر میں اس کو مناظرہ اور ضیاء المصطفیٰ کو مناظر بتارہے ہیں۔ پھر اس پر جھوٹ یہ کہ ضیاء المصطفیٰ صاحب نے

فقیر سے عبارت جلالین دیکھنے کو کہا مگر فقیر نے تو دکھائی استغفر اللہ لعنت اللہ علی الکاذبین
پھر جلالین اور بیضاوی اور شرح شفا وغیرہ سب کتابیں وہاں بھی میرے پاس موجود تھیں
نہ دکھانے کے کیا معنی۔ اب سنئے اصل بات کیا ہے۔ فقیر نے اس تنہائی کی گفتگو میں منجملہ اور
اور سوالات کے جن کا جواب ممکن نہ دے سکے نہ دے سکتے ہیں عوام کو فریب دہی کیلئے جتنا
چاہیں جھوٹ بولیں۔ اسی وجہ سے تو عوام و خواص کی شرکت کو نامنظور کیا تھا کہ ان لوگوں
کے سامنے گفتگو ہونے پر جھوٹ بولنے کا موقعہ بہت کم رہتا اور اگر جھوٹ بولتے تو کم از کم یہ
موجود ہونے والے حضرات تو بعین حرفوں سے یاد کر ہی لیتے۔ جیسا کہ اب بھی شہر بدایوں کا دانشمند
اور ذی فہم طبقہ ان صاحبان کو ویسے ہی حروف سے یاد کرتا ہے۔

خیر ہم نے سوال کیا تھا کہ تفسیر جلالین شریف ص۳۱ پر لکھا ہے۔

قد قرأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سورۃ النجم بمجلس من قریش
بعد افرأیتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری بالقاء
الشیطان علی لسانہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر علمہ بہا تلک الغرانیق
العلی وان شفاعتھن لترتجی ففرحوا بذلک ثم اخبرہ جبریل
علیہ السلام بما القاہ الشیطان علی لسانہ من ذلک فحزن فسلی
بھذہ الآیۃ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مرتبہ قریش کی ایک مجلس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے سورۃ النجم شریف کی قرات فرمائی تھی اور بعد قرات افرایتم اللات والعزی ومنوۃ الثالثۃ
(جس میں بتوں کے نام لات و عزی و منوۃ آتے ہیں) اس کے بعد شیطان نے آپ کی
زبان مبارک پر تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی القاء کر دیئے اس کو
سن کر مشرکین خوش ہوئے۔ پھر جبریل امین علیہ الصلوۃ والسلام نے آپ کو خبر دی کہ یہ الفاظ
آپ کی زبان پر شیطان نے القاء کئے ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم محزون ہوئے
حق تعالی نے اس آیت شریفہ کو نازل فرمایا اور آپ کو تسلی دی تا کہ آپ مطمئن ہو جائیں وہ

آیت شریفہ یہ ہے۔ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا
تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم
یحکم اللہ آیتہ واللہ علیم حکیم۔

اس آیت شریفہ کا مطلب صاحب جلالین کے بیان کی رو سے یہ ہے کہ اے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے پہلے کوئی رسول و نبی ایسے نہ ہوئے کہ جن کی قرات میں شیطان
نے اپنی طرف سے القاء نہ کیا ہو۔ پھر اللہ تعالی القاء شیطان کو مٹا دیتا ہے۔ اور اپنی آیات
کو محکم کرتا ہے اور اللہ تعالی جاننے والا اور حکمتوں والا ہے۔

فقیر نے سوال یہ کیا تھا کہ اس بیان صاحب جلالین میں کیا نبی کریم علیہ الصلوۃ و
التسلیم کی توہین و تنقیص نہیں نکلی کہ انہوں نے وحی الہی کی قرات میں القاء شیطان اور نبی
کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی زبان مبارک پر القاء بدرجہ اتم ہو کر سراسر شان مصطفے صلی
اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے بیان کیا۔ بحمد اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معصوم بلکہ سید
المعصومین ہونا اجماعی مسئلہ ہے۔ پھر آپ لوگوں نے صاحب تفسیر جلالین علامہ جلال الدین
محلی علیہ الرحمۃ پر فتوائے کفر صادر کیوں نہ کیا۔ آپ حضرات تو مسلمانوں کو کافر کہنے میں بہت
مشتاق ہیں۔ آپ کا بہترین مشغلہ یہی ہے کہ مسلمانوں کو کافر بنانا۔ پھر اسی جلد جلالین
میں اس واقع کو آیۃ ان الظالمین لفی شقاق بعید کی تفسیر میں بیان کیا
ای خلاف طویل مع النبی والمومنین حیث جری علی لسانہ ذکر
آلھتھم بما یرضیھم ثم ابطل ذلک۔

یعنی ظالم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والوں کے ساتھ طویل خلاف میں
ہیں۔ اس وجہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ان کے باطل معبودوں کا ذکر ان کی
پسند کے موافق جاری ہوا۔ پھر اللہ تعالی نے اس کو باطل کر دیا۔ پھر اس کے کچھ بعد لکھتے
ہیں فی سورتہ ... کی تفسیر میں ای القرآن بالقاء الشیطان علی لسان النبی صلی اللہ علیہ

ثم ابطل اھ یعنی یہ کفار قرآن شریف کے بارے میں شک اور تردد میں ہیں بوجہ اس چیز کے جو شیطان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر القاء کر دی پھر اللہ تعالیٰ نے اس شیطانی القاء کو باطل کر دیا۔ الغرض ان تینوں مقامات پر علامہ محلی علیہ الرحمۃ جلالین میں بھی لکھ رہے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر شیطان نے کفار کے معبودان باطل کی مدح القاء کر دی جس کو رب تعالیٰ نے باطل فرما دیا۔ کیا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان شریف پر بتوں کی مدح بالقائے شیطانی جاری ہونا ماننا توہین نہیں ہے۔ اگر ہے تو ان پر حکم کفر کیوں نہ صادر کیا گیا۔ کیا ان کے کلام میں کچھ تاویل کی گئی ہے وہ تاویل کیا ہے اسکی تو نہ آپ اور نہ آپ کے وکلا بتا سکے نہ آپ نے اپنی ابھی تحریر میں اس کی کوئی تاویل بیان کی۔

اس کتابچہ میں نمبر دیگر ہم سے سوال کئے ہیں۔ ہم نے تو صاحب جلالین کا قول بیان کیا تھا نہ اپنا عقیدہ بتایا تھا۔ نہ اپنے نزدیک اس کا حق ہونا بیان کیا تھا۔ اور اس پر یہ سوال کیا تھا کہ ان پر آپ لوگوں نے حکم کفر کیوں نہ لگایا۔ آپ نے اس کا تو کچھ جواب دیا نہیں۔ الٹے ہم سے سوال کرنے بیٹھے۔

پہلے ہمارے سوال کو سمجھ لو ہمارا مسلک مختار اس عبارت صاحب جلالین کے بارے میں وہ ہے جو شفا شریف میں علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے وا ما الماخذ الثانی فھو مبنی علی تسلیم الحدیث لو صح وقد اعاذنا اللہ تعالیٰ من صحتہ لکن علی کل حال فقد اجاب عن ذالک ائمۃ المسلمین باجوبۃ منھا الغث و السمین —

یعنی دوسرا طریقہ اس روایت پر کلام کا جو بنی ہے اس روایت کی صحت کے فرض کرنے پر اور اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی پناہ میں لے اس روایت کی تصحیح سے بہر حال

ائمہ مسلمین نے اس کے جوابات دیئے ہیں۔ بعض ان میں سے ضعیف ہیں اور بعض قوی ہیں۔ اس مقام پر اس بات کو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی نبی کی توہین وتنقیص کرنا یقیناً کفر ہے مگر کب جب کہ اس کا توہین وتنقیص ہونا شرعی جانچ پڑتال کے بعد ثابت وتحقق ہو جائے۔ اس حکم میں سب انبیاء کرام برابر ہیں۔ کوئی شخص بڑا مانا جاتا ہو یا چھوٹا انبیاء علیہم السلام کی توہین وتنقیص جس سے بھی صادر ہو گی یقینی اور قطعی ثبوت وتحقیق کے بعد یقیناً کفر ہے۔ جس کے کفر ہونے میں کسی مسلمان کو شک وشبہ نہیں ہو سکتا۔

اب سوال تو آپ سے یہ ہے کہ تفسیر جلالین میں تینوں مقامات مذکورہ میں اسی مضمون کو صراحتاً بیان کیا کہ شیطان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر کفار کے معبودان باطل کی مدح القاء کر دی یہاں تک کہ آپ کی زبان سے وہ الفاظ جاری ہو گئے جس کو آپ اسی کتابچہ کے ص۳۲ سطر ۲ میں تسلیم بھی کر رہے ہیں اور یہ الفاظ لکھ رہے ہیں ہیں [حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر بتوں کی تعریف جاری ہو جانا عالم بے خبری میں تھا یا دانستہ عبارت سے کیا ثابت ہوتا ہے اھ]

یہ مذکورہ عبارت آپ ہی کی ہے جس میں بتوں کی تعریف ہو جانا آپ کی زبان پر خود تسلیم کر رہے ہیں پھر اس کے بعد تحریر کرتے ہیں کہ عالم بےخبری میں تھا یا دانستہ اس میں بھی آپ نے یہ مان لیا کہ کفار کے بتوں کی تعریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر عالم بےخبری میں جاری ہوئی۔ کیا آپ کے نزدیک یہ بات جائز ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر بالقائے شیطان بےخبری میں کلمات کفر جاری ہو جائیں نعوذ باللہ منہ۔ آپ نے اس مقام پر مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت حفظ الایمان اور آپ کی پیش کردہ عبارت میں فرق پوچھا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح یہ ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب کی

عبارت کا وہ مطلب ہی نہیں جو آپ نے فرض کیا ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے اور اس عبارت میں اگر تاویل نہ کی جائے تو یہ قول اور یہ مضمون مردود ہے کہ اس میں ضروریات دین و اسلام کا یعنی نبوت اور وحی کا معاذ اللہ بے اعتبار ہونا لازم آتا ہے۔ جیسا کہ علامہ صاحب تفسیر مدارک نے ارشاد فرمایا ہے۔ اجراء الشیطان ذالک علیٰ لسانہ صلی اللہ علیہ وسلم جبرًا بحیث لا یقدر علیٰ الامتناع ممتنع لان الشیطان لا یقدر علیٰ ذالک فی حق غیرہ ففی حقہ اولیٰ والقول بانہ جریٰ علیٰ لسانہ سہوًا وغفلۃ مردود ایضًا لانہ لا یجوز مثل ھذہ الغفلۃ فی حال تبلیغ الوحی ولو جاز لبطل الاعتماد علیٰ قولہ ۔

یعنی جاری کرنا شیطان کا اس کو یعنی کفار کے معبودان باطل کی تعریف کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر جبرًا اس طور سے کہ آپ اس کے دفعہ کرنے پر قادر نہ ہوں محال اور ناممکن ہے۔ اس لئے کہ شیطان اس چیز پر آپ کے علاوہ اور لوگوں پر بھی قادر نہیں ہے لہٰذا آپ کے حق میں بدرجہ اولیٰ قادر نہیں ہے اور یہ قول کہ آپ کی زبان پر یہ کلمات سہواً اور غفلت سے جاری ہوئے یہ بھی مردود ہے اس لئے کہ ایسی غفلت حالت تبلیغ وحی میں جائز نہیں ہے اگر اس کو جائز مانا جائے گا تو آپ کے قول پر اعتماد باطل ہو جائے گا ۔ اس عبارت شریفہ میں آپ کے سوال نمبر ا یعنی بتوں کی تعریف کرادی کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ صاحب مدارک کے اجراء الشیطان ذالک علیٰ لسانہٖ پر غور کر لیجئے پھر صاحب مدارک نے اس کا رد بلیغ فرمایا اس کو دیکھ لیجئے اور صاحب بیضاوی کی طرف جو نسبت جواز سہو علی الانبیاء تفرقہ او وسوسہ ابلیس کی کی ہے۔ اس کے حال پر بھی غور کر لیجئے۔ ماشاء اللہ تفسیر بیضاوی کی عبارت کا مطلب خوب سمجھے کیا تفسیر بیضاوی نے یہ مانا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے بتوں کی تعریف سہوًا و غفلۃً کردی۔ نعوذ باللہ منہ۔ بلکہ انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں تین احتمال بیان کئے ہیں۔ چنانچہ یہ قول یعنی جواز سہو علی الانبیاء لائق آیت کے پہلے دو احتمالوں کی بناء پر ہے۔ اس مقام تبلیغ وحی پر ایسا سہو اور غفلت ہرگز جائز نہیں ورنہ آپ کے قول پر اعتماد باطل ہو جائے گا۔ کما قال فی المدارک ونقلت عبارتہ انفاً

واہ کیا خوب سمجھے تفسیر بیضاوی کی عبارت کو۔ الغرض صاحب بیضاوی علیہ الرحمۃ کا قول جواز سہو علی الانبیاء پہلے دو احتمالوں کے اعتبار پر ہے۔ ہم طول بحث سے احتراز کرتے ہوئے اسی قدر پر اکتفا کرتے ہیں ورنہ ہم علامہ بیضاوی کے تینوں احتمال کو تفصیل سے بیان کر دیتے اور اختر رضا خاں کی کتاب فہمی و عبارت شناسی کا پول پورا کھول کر بیان کرتے اور اختر رضا خاں صاحب کی فریب دہی اور کم علمی کو آشکارا کرتے۔ ہم نے اس قول پر تکیہ نہیں کیا بلکہ ہم نے صاحب تفسیر جلالین کیلئے آپ سے حکم معلوم تھا ... کیا صاحب جلالین نے اس قول کی تصریح نہیں کی۔ تکیہ تو ہمارا اس پر ہے جو ہم صاحب شفاء سے نقل کر چکے ہیں۔

ہم اس روایت کو صحیح ہی نہیں مانتے۔ ہمارا سوال تو آپ سے صاحب جلالین کے متعلق ہے کہ ان کے بارے میں آپ کیا فتویٰ دیتے ہیں جو اسی مضمون کو بیان کر رہے ہیں۔ یہ تو آپ لوگوں کا طریقہ بن گیا ہے کہ منکر کو مقر قرار دے کر بہتانات کے انبار لگاتے ہیں۔ مولوی غلام محمد گھوگھوی نے بھی یہی حرکت کی تھی کہ جب ہم نے قاضی شمس الدین صاحب سے یہ سوال کیا کہ فرعون بے عون کو جو حضرات مسلمان مان رہے ہیں اور دنیا سے اس کا انتقال مسلمان مومن، طاہر و مطہر ہو کر بیان کرتے ہیں جیسے شیخ محی الدین ابن عربی و مولانا جامی و علامہ جلال الدین دوانی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ تو ایسی صورت میں آپ ان حضرات پر کیا حکم لگاتے ہیں کہ فرعون کا حالت کفر میں غرق ہونا امت مرحومہ کا اجماعی

مسئلہ اور ظاہر قرآن و حدیث سے بھی یہی مستفاد ہے۔ اس وقت تو اس کا جواب نہ قاضی صاحب دے سکے نہ ان کے ہمراہیوں میں سے کوئی صاحب دے سکے۔

ان کے ہمراہیوں میں غلام محمد صاحب ناگپوری (مذکور) بھی تھے واپس اپنے گھر پہونچے اور وہاں سے ایک طویل تحریر لکھی جس میں جابجا کذب اور دروغ گوئی سے کام لیا اور ہم پر یہ بہتان رکھ دیا کہ فرعون کو مسلمان بتاتے ہیں اس دروغ بے فروغ کا کیا ٹھکانا ہے سوال ان حضرات کے بارے میں تھا جو فرعون کو مومن و مسلمان مانتے ہیں انہوں نے ہم پر یہ بہتان باندھا کہ ہم فرعون کو مسلمان مانتے ہیں استغفروا اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ غور کرنے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ غلام محمد اور غلام احمد ان دونوں ناموں میں تھوڑا سا ہی فرق ہے۔

اس نے غلام احمد کہلا کر کیا کیا کہا ہے اور یہ غلام محمد کہلا کر کیا کیا کریں یہی غلام محمد ہیں جب ان پر علماء بدایوں کی تکفیر کا بار پڑا جو بریلی سے ہو چکی ہے۔ جس میں علماء مدرسہ قادریہ بدایوں پر ۶۳ وجوہ کثیرہ احکام کفر و ضلال قائم کئے ہیں جس کا مفصل بیان سد الفرار میں موجود ہے۔ تو غلام محمد صاحب کو کوئی راستہ بچاؤ کا نہ ملا۔ تو سنا گیا ہے کہ عوام کالانعام کو یہ القاء کیا کہ سد الفرار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کی کب ہے بلکہ ان کے بڑے بیٹے مولوی حامد رضا خاں کی ہے۔ (۲) عذر بارد کا الورع البارد سے اس مطالبہ سے تمہاری جان کیسے بچ سکتی ہے۔ اول تو اس کا جواب صد الفرار ص۱۸ کے اخیر میں علماء بدایوں نے خود دیا ہے۔ چنانچہ صد الفرار حصہ دوم ص۱۸ کی عبارت بعینہ نقل کی جاتی ہے اس کو بغور ملاحظہ کریں۔ فاضل بریلوی سے خطاب کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

[یہ تصنیف ایسی نہیں جیسی آپ کے یہاں کی رسمی اسمی تصانیف ہوتی ہیں کہ کتاب کسی کی نام کسی کا ورنہ آپ بھی بقسم شرعی دین و دیانت کا لحاظ رکھ کر کہہ دیجئے کہ مجموعہ سد الفرار اسی فرضی مصنف کا ہے۔ جس کے نام سے چھپا ہے۔ ابھی

فیصلہ ہوا جاتا ہے۔ یعنی آپ کے الفاظ میں معروض اور وصول رسالہ سے تین دن تک مہلت ہے شریعت مطہرہ نے ابلائے اعذار کیلئے رکھی ہے۔ میں پہلے روز جناب سے حلف شرعی کی درخواست کرتا ہوں۔ ایک دن گذر گیا، دوسرے روز پھر درخواست کرتا ہوں دو دن ہوئے تیسرے دن پھر کرتا ہوں، تینوں دن ہوئے تو میرا دعویٰ ثابت اور آپ کا رسمی و عملی انکار ساقط الیٰ آخرہ]

کیا غلام محمد صاحب ثابت کر سکتے ہیں کہ فاضل بریلوی صاحب نے مجموعہ سد الفرار کو اپنی تصنیف ہونے سے بقسم شرعی انکار کیا ہے اگر ہو تو وہ تحریر دکھاؤ۔ اور نہیں دکھا سکتے تو اس دروغگوئی سے توبہ صحیح کر دو ورنہ جان لو ان بطش ربک لشدید یعنی تیرے رب کی پکڑ سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہٹ اور ضد کرنے والوں کو راہ نہیں دیتا ہے پھر بالفرض یہی مان لیا جائے کہ سد الفرار مولوی حامد رضا خاں صاحب کی تصنیف ہے۔ کیا فاضل بریلوی کی حیات اور موجودگی میں اس کی تصنیف اور اشاعت نہیں ہوئی خاص مسئلہ اذان جسکا تعلق خاص فاضل بریلوی سے تھا۔ کیا اس مسئلہ کے متعلق یہ کتاب نہ لکھی گئی۔ پھر ان کے گھر سے خاص ان کے بیٹے کی طرف سے شائع ہوئی۔ کیا فاضل بریلوی کے بغیر علم کے اسکی تصنیف و اشاعت ہوئی یہ ہے عذر لنگ جو کسی ذی شعور کے نزدیک نہیں چلے گا یہی عذر بارد کا الورع البارد ہے جو بوجہ خلاف ظاہر ہونے کے نامسموع ہوگا۔

اختر رضا خاں کی اس تحریر میں اور بھی بعض مقامات باقی رہ گئے ہیں جن پر کلام کیا جائے مگر بلحاظ اختصار ترک کرنا اور کسی دوسرے موقع کے حوالہ کرنا مناسب ہے۔

مقالہ نمبر ۲۵

اب ہم اس کے بعد ایک ضروری اور عبرتناک مضمون کی طرف توجہ کرتے ہیں اور ناظرین باتمکین اہل ایمان والنصاف سے ایمانی و انصافی فیصلہ کے خواہاں ہیں۔ فاضل بریلوی کی تحریروں اور حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بہت تیز مزاج اور شدت پسند طبیعت رکھتے تھے۔ جب جب کسی ہمعصر سے ان کا ٹکراؤ ہوا تو انہوں نے ان کے کلام کو غلط معنیٰ پہنا کر اپنی تشریح کی بنا پر کم از کم کفر کا فتویٰ تو لگا ہی دیا۔ اس میں وہ یہ بھی نہیں دیکھتے تھے کہ یہ فروعی مسئلہ ہے یا اصولی۔ بہرحال کسی نہ کسی طور پر کفر تلاش ضرور کر لیتے تھے۔ اس عادت کے مطابق علمائے بدایوں سے ایک فروعی اختلاف یعنی اذان خطبہ پر خوب تکرار ہوئی۔ نوبت باینجا رسید کہ فاضل بریلوی نے تمام علماء مدرسہ قادریہ بدایوں پر احکام کفر و ارتداد تحریر کیے جس کا مفصل بیان سد الفرار بالخصوص اس کے آخری جز "نکس، اباطیل" میں موجود ہے۔

ان حضرات یعنی علماء مدرسہ قادریہ بدایوں پر حکم کفر و ارتداد کے فتاوے دینے کے لیے جو عنوانات قائم کیے گئے ہیں ان کو بغور ملاحظہ فرمالیجئے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ مدرسہ قادریہ کو لفظ مدرسہ خرما سے تعبیر کیا ہے اور اسی کا لکھا ہے اس رسالہ کے حاشیہ پر جا بجا جلی قلم سے یہ عنوانات قائم کیے گئے ہیں (منقول از رسالہ نکس اباطیل مدرسہ خرما) اس رسالہ کے صفحہ ۸۲ کے حاشیہ پر جلی قلم سے مرقوم ہے۔ "اللہ و انبیاء و ملائکہ پر مدرسہ خرما کے حملے" یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ مدرسہ قادریہ بدایوں کے علماء نے نعوذ باللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء اور فرشتوں پر حملے کیے۔

اسی سد الفرار کے ص۸۳ کے حاشیہ پر جلی قلم سے رقمطراز ہیں کہ "غوث اعظم

و امام اعظم و امام رازی و امام غزالی پر تصدیمائی۔ افترا اور حملے" یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ مدرسہ قادریہ بدایوں کے علماء نے حضرت غوث اعظم اور سیدنا امام اعظم اور امام فخر الدین رازی اور امام محمد غزالی پر بہتان لگائے اور حملے کیے ہیں۔ اسی کتاب کے اسی ص۸۳ کے حاشیہ پر جلی قلم سے مرقوم ہے۔

مدرسہ خرما میں ائمہ اہلسنت کی تکفیر

یعنی فاضل بریلوی ارشاد فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے اہلسنت کے اماموں کو کافر بنایا۔ اسی صفحہ کے حاشیہ کے اخیر میں ہے۔ "اللہ تعالیٰ پر حملے" یعنی علماء مدرسہ قادریہ نے اللہ تعالیٰ پر حملے کیے۔ اسی سد الفرار ص۸۵ کے حاشیہ پر جلی قلم سے مرقوم ہے کہ۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خرمائی برتاؤ" یعنی علماء مدرسہ قادریہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاذ اللہ بے ادبی کا برتاؤ کیا پھر اسی ص۸۵ کے حاشیہ کے اخیر میں جلی قلم تحریر کیا گیا ہے۔

"مدرسہ خرما میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح گالی" یعنی فاضل بریلوی ارشاد فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح گالی دی۔ اسی رسالہ سد الفرار کے ص۸۶ کے حاشیہ پر رقمطراز ہیں کہ "یہاں نہ صرف مدرسہ خرما بلکہ ہر ناظر و سامع کے بھی ایمان کا امتحان ہے کہ کس کس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت عزیز ہے اور کون کون ان کے گالی دینے والے مدرسہ کی حمایت کرتا اور کون کون خاطر لحاظ یا بے پروائی سے ساکت رہتا ہے"۔

پہلے عنوان ص۸۵ میں صاف صاف فرمایا کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح گالی دی اس کے بعد صاف طور پر یہ فرمایا کہ یہ مقام صرف علماء مدرسہ قادریہ کے لئے مخصوص نہیں۔ بلکہ ہر اس شخص کیلئے جو ہماری اس تحریر

کو دیکھے یا سنے ان سب کے ایمان کا امتحان ہے کہ ان لوگوں میں سے کس کس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت عزیز ہے اور کون کون ان کو اس گالی دینے والے مدرسہ کی رعایت کرتا ہے اور کون کون خاطر لحاظ یا بے پروائی سے ساکت رہتا ہے۔ اس عبارت میں تصریح کر دی کہ مدرسہ قادریہ بدایوں نعوذ باللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا مدرسہ ہے۔ لہٰذا اس مدرسہ کی رعایت کرنا اور خاطر و لحاظ یا بے پروائی سے خاموش ہو جانا ایمانی امتحان میں ناکام ہو جانا ہے۔ اسی کتاب کے صفحہ ۸ سطر ۲ پر فرماتے ہیں۔

"یونہی جو اس قائل یا اس اشاعت کنندہ راضی شوندہ اسکا یہ حال جان کر کفار مرتدین کا سا برتاؤ نہ کرے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی سخت توہین پر ان کی رعایت کرے ان پر ان پر تشنیع اور ان کی شقاوت کی اشاعت کو ناگوار رکھے وہ بھی انہی کی طرح لعنت و عذاب کا مستحق ہے۔ الٰہی تیرے غضب سے تیری پناہ۔ اب ایمان اور سنیت کے لمبے چوڑے دعوؤں کی جانچ ہے۔ کون کون گردن رکھتا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل کسی کی رعایت نہیں کرتا۔ اور کون کون بگڑ کر منہ پھیرتا منہ بناتا یوادون من حاد اللہ و رسولہٗ میں داخل ہوتا ہے۔ حضرت مولینا فضل رسول اور حضرت مولانا عبد القادر قدس اللہ سرہما دلنور قبرہما کیا آپ نہیں دیکھتے کہ آپ کے بعد مدرسہ خرما اللہ اور رسول کی توہینوں کا رہنا ہو گیا ہے۔"

اس عبارت میں فاضل بریلوی صاف طور پر فرما رہے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ نے جب معاذ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح گالی دی اس کے بعد جو ان کے ساتھ کفار و مرتدین کا سا برتاؤ نہ کرے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی سخت توہین پر ان کی رعایت کرے ان کی برائیوں اور شقاوت کی اشاعت کو ناگوار رکھے۔ وہ بھی ان ہی کی طرح لعنت و عذاب کا مستحق ہے۔ پھر ایمان و سنیت کے لمبے چوڑے دعووں کی جانچ ہے۔ جس میں ان کے گھر والے بھی ناکام ہو کر ایمان و سنیت سے خارج ہو کر اللہ و رسول کے مخالفین میں داخل ہو

گئے کیونکہ حسب بیان صد الغفار مولوی حامد رضا خاں صاحب، مولینا عبد المقتدر صاحب سجادہ بدایوں کے انتقال کے بعد سوم میں شریک ہوئے اور قبر پر فاتحہ خوانی کی اور مولینا محب احمد صاحب کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ پھر مولینا عبد القدیر صاحب سجادہ قادریہ بدایوں کے سوم میں مولینا مصطفےٰ رضا خاں صاحب شریک ہوئے۔ بعض حضرات ان کے اعراس کے مواقع پر شریک ہوتے رہے۔ جیسے ٹھیکے دار اہل اسلام و سنیت مولوی حبیب الرحمٰن صاحب اڑیسوی مولوی رضوان الرحمٰن صاحب مانپوری، مولوی محمد حسین صاحب سنبھلی وغیرہم ان سے پوچھا جائے کہ فاضل بریلوی کے مسلک اور فتوے کے مطابق آپ کا عمل ہوا یا اس کے خلاف۔ لہٰذا فاضل بریلوی کے مسلک اور فتوے کے مطابق نہ تو آپ لوگ سنی رہے نہ مسلمان، بلکہ حسب قول فاضل بریلوی آپ لوگ لعنت و عذاب کے مستحق ہوئے۔

مسلمانوں ان کو سد الفرار دکھا کر ایمان اور اسلام کی رو سے معلوم کرو کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اگر سد الفرار کے بیانات کو حق و صحیح مانتے ہو تو کیوں ان حضرات کو فریب دیتے ہو اور آخرت کے نقصان کو گوارہ کرتے ہو۔ اگر سد الفرار کے بیان کو حق اور صحیح نہیں مانتے تو ان سے تحریر لو کہ جس میں یہ صاف اقرار کریں کہ سد الفرار میں جو احکام کفر و ارتداد علماء بدایوں پر لگائے ہیں وہ صحیح نہیں ہیں ہم ان کو نہیں مانتے۔ اس کے آگے ان کے دستخط لے لیجئے۔ بالفرض اگر اس پر دستخط کر دیں تو فاضل بریلوی کے فتوے کی رو سے ان پر کیا حکم عائد ہوتا ہے اور اگر دستخط نہ کریں تو ان کے قول و عمل کے تضاد کو خوب سمجھ لیجئے۔

اسی کا نام ہے شاید تضاد قول و عمل
دکھا کے پھول جو کانٹے بچھائے جاتے ہیں

اور سنئے اسی سد الفرار صفحہ ۸۷ میں جلی قلم سے لکھا ہے۔

"مدرسہ خرما میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیقدری"

یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ نے نبی صلی اللہ علیہ کے مراتب عالیہ کی بیقدری کی نعوذ باللہ منہ۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۸۵ کے حاشیہ پر جلی قلم سے صاف تحریر فرمایا "مدرسہ خرما کی انوکھی تسلیم کہ آذان خطبہ دروازہ مسجد پر کہنا فرض ہے جو اندر کہے وہ مشرک ہے"

یعنی فاضل بریلوی تحریر فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے یہ مان لیا کہ آذان خطبہ دروازہ مسجد پر کہنا فرض ہے۔ جو اندر کہے وہ مشرک ہے۔ یعنی علماء مدرسہ قادریہ نے یہ بات تسلیم کرلی کہ اذان خطبہ دروازہ مسجد پر فرض ہے اور اندر مسجد کے جو اذان کہے وہ مشرک ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ ۸۹ کے حاشیہ پر جلی قلم سے یہ رقمطراز ہیں "مدرسہ خرما میں لاکھوں ائمہ کی تکفیر" یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ نے لاکھوں ائمہ اہلسنت کو کافر بتلایا۔

اسی کتاب کے صفحہ ۹۰ پر مرقوم ہے۔

"مدرسہ خرما میں صفات الہیہ کے ساتھ برتاؤ" یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ نے صفات الہی کے ساتھ گستاخی کی۔ نعوذ باللہ منہ

اسی کتاب کے صفحہ ۹۱ کے حاشیہ پر تحریر فرمایا۔

"مدرسہ خرما میں آخرت کی مذمت، اور دنیا کی تعریف، کافروں کو معزز سمجھنا اور مسلمانوں کو ذلیل" یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ نے آخرت کی مذمت کی اور دنیا کی تعریف کردی اور کفار کو باعزت اور مسلمانوں کو ذلیل بتایا۔ اسی کتاب کے صفحہ ۹۳ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں۔

"مدرسہ خرما کے نزدیک مخلوقات اللہ سے پوشیدہ و غائب ہیں" یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں کے نزدیک مخلوقات اللہ تعالیٰ

سے پوشیدہ و غائب ہیں۔ معاذ اللہ گویا اللہ تعالیٰ کے علم کی نفی کی۔ پھر اسی صفحہ ۹۳ پر دوسرا عنوان ان الفاظ میں بیان کیا کہ۔

["اعتقاد مدرسہ خرما کہ ہم اللہ کو دیکھتے ہیں وہ ہمیں نہیں دیکھتا"] یعنی فاضل بریلوی صراحۃً بیان فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں کا یہ اعتقاد ہے یعنی یہ عقیدہ ہے کہ ہم اللہ کو دیکھتے ہیں اور اللہ ہم کو نہیں دیکھتا۔ معاذ اللہ تعالیٰ پھر اسی صفحہ ۹۳ کے حاشیہ میں تیسرا عنوان یوں قائم فرمایا کہ۔

["مدرسہ خرما میں دین کا تمسخر کچھ برا نہیں"] پھر اسی کتاب کے صفحہ ۹۴ کے حاشیہ میں یہ تحریر فرمایا کہ

["آدم علیہ السلام اور جنت سے مدرسہ خرما کی گستاخی"] یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ نے حضرت آدم علیہ السلام اور جنت کے ساتھ گستاخی کی اس کتاب کے صفحہ ۹۴ کے حاشیہ پر جلی قلم سے رقمطراز ہیں کہ۔

"مدرسہ خرما میں کلمہ طیبہ کا صدق باطل" یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں کے نزدیک کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا سچا ہونا باطل ہے۔ نعوذ باللہ تعالیٰ جب سچا ہونا باطل ہوا تو نعوذ باللہ جھوٹا ہوا۔

صفحہ ۹۵ پر فرماتے ہیں۔

["اللہ اور رسول کے ساتھ مدرسہ خرما کی گستاخیاں"] یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے اللہ اور رسول کے ساتھ گستاخیاں کیں۔ پھر صفحہ ۹۹ کے حاشیہ پر جلی قلم سے تحریر فرمایا کہ۔

"انجیل و قرآن پر خرمائی حملے" یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے انجیل و قرآن و اللہ و رسول پر حملے کئے اللہ عزوجل پر خرمائی حملے: پھر اسکے بعد تحریر فرمایا "نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خرمائی حملے" یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے انجیل و قرآن و اللہ و رسول پر حملے کئے۔

"صدیق اکبر پر خرمائی افتراء، اللہ عزوجل پر حملہ، اسلام پر حملے" یعنی فاضل بریلوی نے فرمایا کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے حضرت صدیق اکبر پر افتراء کیا اور اللہ عزوجل پر حملہ کیا اور اسلام پر حملے کئے۔ پھر ص ۱ پر لکھا
["اللہ عزوجل پر خرمائی زبان درازیاں"] یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے اللہ عزوجل پر زبان درازیاں کیں۔ پھر ص ۲ پر قمطراز ہیں کہ

["قرآن عظیم پر خرمائی حملے"] اس صفحہ کے آخری حاشیہ پر فرماتے ہیں کہ

[رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خرمائی سخت سخت حملے:] یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت سخت حملے کئے ہیں اسی کتاب کے ص ۱۰۴

["فاروق اعظم و مولیٰ علی و صحابہ پر خرمائی حملے"] یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ و مولیٰ علی رضی اللہ عنہ و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر حملے کئے ہیں۔

ص ۱۰۵ کے حاشیہ پر فرمایا کہ

[مدرسہ خرما میں حضرت اویس قرنی کی تکفیر] یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو کافر بتلایا نعوذ باللہ منہ اسی کتاب کے ص ۱۰۶ کے حاشیہ پر جلی قلم سے تحریر ہے کہ

"اسلام پر خرمائی حملے" یعنی علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے اسلام پر حملے کئے، اس کے بعد اسی ص ۱۰۶ پر جلی قلم سے تحریر فرماتے ہیں کہ

"مدرسہ خرما میں وجود خدا سے انکار" یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ کو وجود خدا سے انکار ہے معاذ اللہ پھر اسی ص ۱۰۷ کے حاشیہ پر فرمایا کہ

"مدرسہ خرما کے نزدیک اسلام میں جو کچھ ہے فریب ہے" یعنی فاضل بریلوی

فرماتے ہیں مدرسہ قادریہ کے علماء کے نزدیک اسلام میں جو کچھ ہے فریب ہے یعنی دھوکہ ہے پھر ص ۱۰۸ پر فرمایا کہ

"امام اعظم پر خرمائی زبان درازیاں" پھر اسی صفحہ میں فرمایا "غوث اعظم پر خرمائی حملے" یعنی امام اعظم اور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر بھی علماء مدرسہ قادریہ نے زبان درازیاں اور حملے کئے۔ پھر ص ۱۰۹ پر فرمایا کہ "مدرسہ خرما میں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ظلم" اور یہ تحریر کیا کہ

"اکابر چشت پر خرمائی حملہ" یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ نے اللہ تعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت کی اور اکابر چشت یعنی خاندان چشت کے اکابر اولیاء پر حملہ کیا۔ ص ۱۰۹ کے اخیر میں ہے کہ

"مدرسہ خرما میں نجس شراب کی تعریف و ترغیب" یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں، مدرسہ قادریہ میں ناپاک شراب کی کمال تعریف و اس کے استعمال کی ترغیب دی۔

بطور نمونہ یہ چند مقامات نقل کئے گئے ہیں ان کو ناظرین کرام بغور ملاحظہ فرمائیں اور فاضل بریلوی کی عادت اور ذہنیت کا اندازہ لگائیں۔ یہ جو کچھ فاضل بریلوی نے علماء مدرسہ قادریہ بدایوں کے لیے بیان کیا ہے۔ اس قدر الزامات تو علماء دیوبند پر بھی نہ کئے گئے۔ اگر بنظر انصاف دیکھئے تو علماء دیوبند سے بڑھ کر علماء بدایوں کو کافر و مرتد قرار دیا گیا ہے ان کی ہر تحریر کو ایمان سمجھنے والے اور اس پر آنکھ بند کر کے ایمان لانے والے نگاہ عبرت سے پڑھیں کہ ہندوستان کے کس عالم کو فاضل بریلوی نے بخشا ہے۔

سنئے اگر علماء دیوبند پر توہین و تنقیص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا الزام لگایا ہے تو علماء بدایوں کو بھی صاف صاف تحریر فرما دیا کہ مدرسہ خرما میں نبی صلی اللہ علیہ

وسلم کو صریح گالی اور مدرسہ قادریہ کو گالی دینے والا مدرسہ بتایا گیا ہے اور فرمایا کہ گالی دینے والے مدرسہ کی رعایت کرنا اور خاطر لحاظ یا بے پروائی سے ساکت رہنا۔ یعنی اس مدرسہ والوں کے بارے میں خاموش رہنا بھی ایمانی امتحان میں ناکام ہونا ہے۔ یعنی بے ایمان اور کافر ہونا ہے۔ اگر علماء دیوبند کی طرف امکان کذب منسوب کیا ہے تو علماء مدرسہ قادریہ کی طرف امکان ظلم کو منسوب کیا ہے۔ چنانچہ ص۱۰۹ سد الفرار سے ہم نقل کر چکے۔ [مدرسہ خرما میں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ظلم ہم] علماء مدرسہ قادریہ نے اللہ تعالیٰ کی طرف ظالم نسبت کر دی۔ معاذ اللہ حق تعالیٰ کو انھوں نے ظالم مان لیا۔

صرف یہی نہیں بلکہ علماء دیوبند کی طرف جس خبیث کفر کی نسبت کی ہے اس سے اخبث کفر کی نسبت علماء مدرسہ قادریہ بدایوں کی طرف کی ہے وہ یہ کہ مدرسہ قادریہ کے علماء کے نزدیک کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا سچا ہونا باطل ہے پھر ص۱۰۱ پر فرمایا کہ مدرسہ خرما میں وجود خدا سے انکار مدرسہ قادریہ کے علماء خدا و ند عالم کے وجود کا انکار کرتے ہیں ظاہر ہے کہ خدا کے وجود کا انکار دھریہ کرتے ہیں۔ تو نعوذ باللہ مدرسہ قادریہ کے علماء دھریہ ہو گئے۔

یہ الزامات تو علماء دیوبند پر بھی نہیں بیان کئے گئے پھر یہ بھی بتایا کہ مدرسہ قادریہ کا عقیدہ ہے کہ ہم خدا کو دیکھتے ہیں وہ ہمیں نہیں دیکھتا۔ جیسا کہ ہم ص۹۳ سد الفرار سے نقل کر چکے۔ پھر یہ بھی ص۱۰۹ میں فرمایا کہ مدرسہ قادریہ کے علماء نے ناپاک شراب کی کمال تعریف کی اور لوگوں کو اس کے استعمال کی ترغیب دی۔

مسلمانو یہ بیانات منقولہ اگر قابل یقین ہیں تو ان سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ فاضل بریلوی کے فتوے کی رو سے علماء مدرسہ قادریہ بدایوں علماء دیوبند سے بھی کفر و ارتداد میں آگے ہیں۔

کیونکہ جو کفریات علماء بدایوں کے بتائے گئے ہیں وہ علماء دیوبند کے نہیں بتائے

گئے۔ مسلمانو ذرا غور کرو یہ کیا معاملہ ہے۔

جس وقت سد الفرار میں مدرسہ قادریہ کے علماء پر یہ کفر و ارتداد کے احکام شائع کئے گئے تھے اس وقت مدرسہ قادریہ میں کون کون عالم تھے اپنی تحقیق کے مطابق ہم بتاتے ہیں۔

مولانا عبد المقتدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مفتی مدرسہ قادریہ، مولانا محب احمد صاحب اور ان کے صاحب زادے مولانا محمد ابراہیم صاحب مولانا حافظ بخش صاحب، مولانا قدیر بخش صاحب، مولانا عبد القدیر صاحب سجادہ نشین درگاہ قادریہ، مولانا عبد الماجد صاحب وغیرہ مولانا عبد المقتدر صاحب علیہ الرحمۃ تو سب کے سردار اور ملجا و ماویٰ ہی تھے۔

مولانا عبد المقتدر صاحب پر تو مستقل کفر و ارتداد کے احکام ص۸ سد الفرار میں بیان کر دیئے گئے جن میں ان کے اعمال تک کو باطل ہونا اور بیعت کا ختم ہو جانا سب صاف صاف طریقہ سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ان بقیہ عبارات مذکورہ میں سب شامل ہیں۔ اس لئے کہ مدرسہ خرما یعنی کہ مدرسہ قادریہ کے علماء کا پورا گروہ شامل ہے۔ الغرض تاج الفحول مولانا عبد القادر صاحب کے بعد کے سب علماء پر حکم کفر و ارتداد بتایا گیا۔ اگر نظر غائر سے دیکھا جائے تو مولانا عبد القادر صاحب بدایونی علیہ الرحمۃ بھی فاضل بریلوی کی حسام الحرمین کے کفر و ارتدادی احکام سے نہیں بچے۔ اگرچہ مولانا عبد القادر صاحب کا انتقال حسام الحرمین کے شائع ہونے سے قبل ہو چکا تھا۔ مگر حسام الحرمین میں جو احکام مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے بارے میں بتائے گئے ہیں۔ ان احکام سے مولانا عبد القادر صاحب متفق نہیں۔ چنانچہ انکی تحریر ابطال اغلاط قاسمیہ میں دیکھ لیجیے کہ حسام الحرمین کے بیان اور مولانا عبد القادر صاحب کے بیان میں زمین و آسمان کا فرق ہے کہ انھوں نے مولوی

محمد قاسم صاحب کی عبارت تحذیر الناس کے متعلق نہ کافر و مرتد لکھا۔ اور نہ یہ کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر تحریر کیا۔ اس فتوے پر مولانا عبد الحی صاحب لکھنوٗ اور مولینا ارشاد حسین صاحب رام پوری کے بھی دستخط و مواہیر ثبت ہیں۔ اور ان کے علاوہ اور علماء ہندوستان کے بھی دستخط اور مواہیر ہیں ان کو دیکھ لیجیے اور فیصلہ کر لیجیے کہ جب ان علماء ہند کے ارشادات حسام الحرمین کے موافق نہیں ہیں تو حسام الحرمین کے اعتبار سے یہ حضرات بھی کافر ٹھہرے۔ اور مولینا عبد القادر صاحب تو فاضل بریلوی کے ممدوح ہیں۔ فاضل بریلوی نے ان کی مدح میں ایک سو سے زائد اشعار پر مشتمل قصیدہ تصنیف کیا ہے۔ جس کا نام "چراغ انس" ہے۔ یہ قصیدہ حدائق بخشش حصہ سوم میں شائع ہوا ہے۔ اب غور فرمائیے کہ ان کے کفری احکام سے کون بچا نہ مکے اور مدینے والے بچے، نہ مصر و بغداد والے، نہ افغانستان والے ہندوستان میں دیوبند والے اور ان کے مریدین و معتقدین حتی کہ ان کو مسلمان ماننے والے، نہ رامپور کے علماء، نہ لکھنوٗ کے علماء نہ بدایوں کے علماء، نہ ان کے شاگرد اور مرید اور معتقد۔ پھر مولوی حشمت علی صاحب کے فتوے کی رو سے کچھوچھہ والے پیر سید العزاب کے فتوے کی رو سے مارہرہ والے بھی نہ بچے بس اندھے بہرے ہو کر بریلی سے جو تکفیریں مسلمانوں کی ہوئی ہیں۔ مان لو تو سنی اور مسلمان ہو اور اس میں عقل و فہم سے کام لو تو چنیں و چنان ہو۔

الی اصل فاضل بریلوی اپنے فتوے کی رو سے مولانا عبد القادر صاحب بدایونی و مولانا عبد الحی صاحب لکھنوٗ علیہ الرحمۃ کی مدح کر کے خود بھی اس حکم کفر میں آ گئے۔

حسام الحرمین میں غلام احمد قادیانی کی تکفیر تو بیشک صحیح اور حق ہے۔ جس کی تکفیر تمام علماء ہندوستان نے با اتفاق کر دی بلکہ خود علماء دیوبند نے تو نہایت اہتمام کے ساتھ اس کی تردید و تکفیر کی ہے اس کے علاوہ اور حضرات کی تکفیروں کا

تحقیق اور ثبوت احکام شرعیہ و قوانین علمیہ کی رو سے نہیں ہوتا ہے۔

لہٰذا منازل آخرت و یوم الحساب سے ڈرنے والوں کے لیے سلامتی اور نجات کی راہ یہ ہی ہے کہ اس طریقہ تکفیر مسلمین سے اعراض کریں کہ تکفیر مسلم کی راہ بہت خطرناک ہے۔ تمام عالمان شریعت و کاملان طریقت اسی کی تعلیم دے رہے ہیں۔ ہم نے اس مضمون کو اپنی اسی کتاب کے مقالات میں تفصیل اور دلائل شرعیہ کے ساتھ بیان کر دیا واللہ الموفق۔

مقالہ نمبر ۲۶

اس کتابچے یعنی نام نہاد "شرعی فیصلہ" میں جہاں بکثرت جھوٹ اور بہتانوں کے انبار لگائے گئے ہیں۔ ایک مضمون بعنوان "تعارف امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ" بھی تحریر کیا گیا ہے۔ فاضل بریلوی کے عالم فاضل ہونے میں کلام نہیں۔ ہر ذی فہم مسلمان منصف کو اس کا اعتراف ہے۔ مگر اس جاہلانا گمراہ گر بے ادبی اور گستاخی کے تعارف کو تو کوئی بھی علم فہم والا مسلمان گوارہ نہیں کر سکتا کہ کس قدر جھوٹ اور امامان حق کے ساتھ بے ادبی اور گستاخی اور ان مقدس ہستیوں کے ساتھ بے اعتنائی برتی گئی ہے۔ جسکو سنکر ہر اہل فہم مسلمان کو اس کا افسوس ہو گا۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیہِ راجعون۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ عالم تھے۔ محقق تھے۔ فقیہ تھے۔ مگر با وجود اس کے کوئی یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ معصوم تھے۔ اور کیا یہ کہہ سکتا ہے کہ ان کی ہر تصنیف کا ہر ہر فقرہ مقبول بارگاہ رب العلا ہو چکا ہے یا انہوں نے جو کچھ

اعمال کئے اپنی حیات میں۔ اور تحریرات فرمائی ہیں۔ وہ سب مقبول بارگاہ رب اعلا ہو چکے اس کا علم کس کو ہے۔ جان لیجئے ایسے گمراہ کن تعارف سے فاضل بریلوی کی مدح ہرگز خوش نہیں ہو سکتی ہے کہ جن کو انھوں نے اپنا امام اور پیشوا مانا تم ان کے ساتھ یہ بے ادبی اور بے اعتنائی برت رہے ہو اور فاضل بریلوی کے تعارف میں مبالغہ بیانی کر رہے ہو اس کا نام تم نے سنیت رکھا ہے۔ جھوٹ بولنا اور اس کی تبلیغ کرنا یہی وجہ ہے کہ تمہارے ہم نوا سب مل کر بھی اہلسنت وجماعت کی صحیح جامع مانع تعریف نہ بتا سکے اور نہ بتا سکتے ہیں۔ بتائیں تو کیا من گھڑت الفاظ کو کون مان سکتا ہے اور ان کے پاس سوائے من گھڑت کے اور ہے کیا۔ اور عام مسلمانوں کو یہ ازراہ فریب دہی جتانا کہ ہم ہی سنی ہیں اور ہم مسلمان ہیں۔ سبحان اللہ کیسے سنی مسلمان ہیں کہ مذہب اہلسنت کی صحیح تعریف بھی نہیں بتا سکتے۔

جان لو بروز قیامت زبان درازی اور دروغگوئی بیڑا غرق کر دیگی۔ یہ خیال سراسر باطل ہے کہ رب کریم جل جلالہ اور اس کے حبیب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس سے کام چل جائے گا۔ ایں خیال ست محال ست وجنوں

اب سنئے اس تعارف میں امام رازی یعنی امام فخر الدین رازی اور امام غزالی رحمۃ اللہ اور شیخ عارف باللہ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی کیا گیا ہے مگر اس بے اعتنائی کیسا تھا کہ انکے ذکر کے موقع پر اتنی بھی توفیق نہ ہوئی کہ رحمۃ اللہ علیہ یا رضی اللہ عنہ بھی لکھ جاتا پھر من گھڑت خیالات اور توہمات بے سروپا کہ امام رازی ہوتے تو اعلیٰ حضرت کو آفریں کہتے، امام غزالی ہوتے تو وجد کرتے یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ امام غزالی وجد کرتے کیا امام غزالی کو اتنا علم نہ تھا ایسے بے ادبو امام حجۃ الاسلام امام محمد غزالی تو ایسے بلند مقام کے عالم ہیں کہ جن کے لئے قطب الوقت سیدی شیخ ابوالحسن شاذلی ولی کامل نے اپنا دیکھا ہوا واقعہ بیان فرمایا کہ جس کو تفسیر روح البیان نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض میں علامہ شہاب الدین

خفاجی نے بیان فرمایا کہ شیخ موصوف بیت المقدس میں تھے ایک واقعہ میں دیکھا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیا کرام کا مجمع ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اونچے مقام پر جلوہ افروز ہیں۔ حضرت موسیٰ کلیم الرحمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کیا کہ علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیا کی مانند ہونگے۔ کیا آپ کا ارشاد ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی حدیث ہونے کا اقرار فرمایا۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ اپنے امت کے کسی عالم کو دکھائیے چنانچہ آپ نے امام حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باجازت حضور صلی اللہ علیہ وسلم امام غزالی سے کچھ سوال کیا۔ جس کا جواب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا۔ یعنی ایک سوال کے جواب میں متعدد کلمات بیان کئے۔

الغرض امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایسے عالم ہیں کہ حسب بیان شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کا عالم قرار دیکر گروہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں پیش کیا۔ تعجب ہے کہ ایسی عظیم الشان ہستی کو یہ کہدیا کہ فاضل بریلوی کو وہ دیکھتے تو وجد کرتے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مستطاب احیاء العلوم ہے جس سے حنفی شافعی مالکی حنبلی چاروں مذہب کے مسلمان اہل علم استفادہ کرتے آئے ہیں اور کرتے رہیں گے ان کی دوسری کتاب تفسیر قرآن مجید ہے جس کا نام "یاقوت التاویل" جو چالیس جلدوں میں تحریر فرمائی ہے۔ جس میں تمام امت مسلمہ کے مسلمانوں کے لئے علوم معارف کے دریا بہا دیئے ہیں۔ جنکی مقبولیت بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس درجہ پر پہونچی ہوئی ہے نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض میں تحریر ہے کہ ایک شخص امام غزالی علیہ الرحمۃ کا مخالف تھا تو امام موصوف نے بارگاہ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ

واسلام میں اس کی شکایت کی تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم منام میں اسکو
یہ فرمایا کہ تو غزالی کی مخالفت کرتا ہے چنانچہ خواب میں ہی اس کے کوڑے لگوائے۔ وہ شخص
جب بیدار ہوا تو کوڑوں کا اثر اور اس کی تکلیف کمر پر موجود پائی۔ ایسے امام عالیشان کے
ساتھ یہ بے اعتنائی اور یہ برتاؤ پھر عارف باللہ مجمع شریعت و طریقت سیدی محی الدین
ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر کیا ہے کہ ابن عربی ہوتے تو دعائیں دیتے یہ کیسے معلوم
ہو گیا آپ کو جن کو دنیا سے تشریف لیجائے ہوئے متعدد صدیاں گذر چکیں ان اہل کمال
حضرات پر آپ وہمی اور خیالی پلاؤ پکا رہے ہیں۔

پھر کہا امام اعظم ہوتے تو مرحبا کہتے سیدنا امام اعظم کے ساتھ کیا خوب برتاؤ ہے
کیا ان کے شاگردان کرام میں کوئی ایسا عالم نہ تھا افسوس گستاخی و بے ادبی و اللہ العظیم
فاضل بریلوی اپنے زمانے کے عالم و مفتی ہونے کے باوجود امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
کے شاگردان شاگرد کے برابر بھی نہیں ہو سکتے ہیں۔ ان کے مقلدین، اور شاگردان کرام
میں ایسی ایسی ہستیاں ہیں کہ اپنے علم و عمل میں آفتاب نیمروز سے زائد روشن اور تاباں
ہیں جن کے انوار علم و عمل سے قیامت تک مسلمان منور ہوتے رہیں گے۔ امام عبد اللہ ابن
مبارک رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم کے شاگردوں میں سے ہیں۔ علوم کا حال تو کتب دینیہ سے معلوم
کیجیئے اور صلاح و برکت کا یہ عالم ہے کہ علماء فرماتے ہیں کہ جس جگہ عبد اللہ ابن مبارک کا
ذکر کیا جاتا ہے۔ نزول رحمت ہوتا ہے۔

اس کے بعد امام ابو جعفر طحاوی اور علامہ ابن عابدین شامی مصنف رد المحتار علی رد
المختار شرح تنویر الابصار علیہم الرحمۃ والرضوان کے ساتھ تو وہ بے ادبی و گستاخی کا
برتاؤ کیا کہ ان دونوں حضرات کو فاضل بریلوی کی شاگردی کے لائق بتلایا ہے اور اس پر
یہ بہتان اور دروغ گوئی کہ اگر یہ حضرات دنیا میں زندہ ہوتے تو فاضل بریلوی کی شاگردی
کی آرزو کرتے کہ فاضل بریلوی کا اتنا بڑا اور وسیع علم تھا کہ امام اجل رئیس الاحناف ابو جعفر

طحاوی اور علامہ شامی کو ان کی شاگردی کی آرزو ہوتی استغفر اللہ ربی من
کل ذنب و اتوب الیہ

مسلمانوں یہ ہے اس سنیت مزعومہ کی داستان کہ امام جعفر طحاوی جو کہ امام
مزنی کے شاگرد ہیں، جو امام شافعی کے شاگرد ہیں۔ اپنے دور میں مذہب حنفی کے رئیس
جن کے دور کو تقریباً گیارہ صدیاں گذر چکیں ان کو فاضل بریلوی کی شاگردی کا متمنی بتا
رہے ہیں۔

امام طحاوی کا ذکر اور ان کے اقوال کے بیان خصوصاً کتب مذہب حنفیہ ہدایہ
و شرح وقایہ و در مختار وغیرہ میں جا بجا موجود ہے۔ چنانچہ اہل علم پر یہ چیز آفتاب
نصف النہار کی طرح روشن ہے۔ مگر ان پتھر کے کیڑوں اور گوبر کے بھنگوں کی سن لیجیے
کہ کیا کیا بے سرکی گا رہے ہیں اور اپنی جہالت کا ثبوت دے رہے ہیں۔ در حقیقت یہ
فاضل بریلوی کی تعریف نہیں ہے بلکہ ان کو عالم برزخ میں ایذا پہونچا رہے ہیں

ع۔ دوستی بے خرد چوں دشمنیست

ع۔ اگر خصم جانی تو عاقل بود
بہ از دوستدارے کہ جاہل بود

اللھم اغفرلنا ذنوبنا سیآتنا، توفنا مع الابرار
برحمتک یا ستار یا غفار وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا
و مولانا محمد و اٰلہ واصحابہ و اہلبیتہ واولیاء
ملتہ و علماء امتہ اجمعین الی یوم القرار۔

ختم شد

ضروری اعلان

تمام برادران مسلمین سے گذارش ہے کہ مدرسہ ظفر العلوم جو بدایوں میں اپنی نوعیت کا واحد مدرسہ ہے جسکی مستقل آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں۔ نیز اس پُر فتن دور میں دینی تدریسی تبلیغی خدمت انجام دے رہا ہے۔ آپ حضرات اگر اسکی بقاء و ترقی چاہتے ہیں تو سرزمین بدایوں میں اس غریب مدرسہ کی ہر قسم کی مدد فرمایئں۔

نیز صدقۃ الفطر زکوٰۃ چرم قربانی و صدقات کسی موقعہ پر بھی اس مدرسہ کی اعانت فرماکر عنداللہ ماجور ہوں

المشتہر

قاری فضیل الظفر خاں مہتمم مدرسہ ظفر العلوم
بڑھ والی مسجد محلہ سوتھہ بدایوں

فہرست اغلاط انکشاف حق

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
شاہد	مشاہد رضا	۱	۶	میر	میرے	۱۶	۱
سوائے	سوء کی	۱	۱۱	نہ ہو	تھا	۱۶	۵
لیا	کیا	۲	۱۱	غور	غور و تامل	۱۶	۵
وہاب	الوہاب	۳	۱	لوئی	کوئی	۱۶	۹
اشادات	ارشادات	۳	۵	بریوی	بریلوی	۱۶	۱۲
شرعی	شرعی	۳	۹	ب	باب	۱۶	۱۵
مولوں	مولوی	۳	۲۳	قدر	قادر	۱۷	۱۰
الصوارم الہند	الصوارم الہندیہ	۳	۲۴	مطلع	مصلح الدین	۱۷	۱۸
تکفر	تکفیر	۴	۱۹	وتوع	وقوع	۱۸	۱۱
وحود	وجہ	۴	۲۳	اطاہل	الجاہل	۱۸	۱۸
لفر	کفر	۵	۲۵	آپسے	آپنے	۱۸	۲۰
مطرہ	سطرہ	۷	۷	المیزائل	المیزان	۲۴	۱
بل	دبال	۷	۲۴	سان	شان	۲۵	۲
ہوئے	ہوتے	۸	۱۶	کرائے	کرتے	۲۶	۷
[illegible]	رو	۹	۱۶	القناد	التناد	۲۷	۸
من گرچہ میں	میں میں گرچہ	۱۳	۱۸	سانھ	ساتھ	۲۹	۶
بن بیت	اہل بیت	۱۴	۱۷	نرویز	تزویر	۳۱	۱۰
[illegible]	عالیہ	۱۵	۳	مھی	بھی	۳۲	۴
[illegible]	کسی کا	۱۵	۱۷	مھلی	پہیلی	۳۳	۴
[illegible]	صاف	۱۵	۱۸	نیرجالی	تیر خالی	۳۳	۴

غلط	صحیح	صفحہ	سطر
آنے	آئے	۳۲	۱۱
نلحوط	ملحوظ	۳۴	۱۶
لیا	دیا	۳۴	۸
بناتے	بتائے	۳۴	۱۲
عبدالحئی	مولانا عبدالحئی	۳۵	۲۱
سوتناک	ہولناک	۳۶	۲۱
ہو	ہوا	۳۷	۷
اسباب	احباب	۳۹	۱۴
کیے	کے	۳۹	۱۸
مطب	مطلب	۳۹	۱۹
سکے	جسکے	۴۲	۱۵
سلمم	مسلم	۴۳	۸
ترنیع	ترجیع	۴۳	۱۵
ادر	زور	۴۴	۱۵
رتبہ	طبقہ	۴۶	۱۲
کطریق	بطریق	۴۸	۱۱
ہربینا	نابینا	۵۲	۱
نزب	کذب	۵۳	۸
ندی	قاری	۵۶	۴
بئی	بتی	۵۸	۱۱
نازنر	نذیر	۶۶	۱۲

غلط	صحیح	صفحہ	سطر
صا۱۰	جانا	۶۸	۱۵
طبوعہ	مطبوعہ	۶۹	۵
پر	پھر	۷۲	۳
صفحہ ۷۰ کے بقیہ اشعار کا ترجمہ ص۷۷ پر ہے -			
جموی	حموی	۷۸	۵
اجیری تر	جیری تر ہے	۸۷	۱۲
۱۱۱النسا ما	انسانًا	۹۰	۴
توف	خوف	۹۹	۱
دریارہ	دوبارہ	۱۰۳	۷
ماد	اعتماد	۱۰۳	۵
نعن	نعین	۱۰۶	۲
حکمہ	کلمہ	۱۰۹	
انا	اللہ	۱۱۱	
زبد	زید	۱۲۹	
رکھا	رہا	۱۳۱	
ودار	وراء	۱۳۸	
تحدیر	تحذیر	۱۴۴	
الناری	الطاری	۱۴۹	
ودصحہ	ودجوعہ	۱۹۲	
جواب	خواب	۱۹۵	
مانیے	حاشیے	۱۹۸	

غلط	صحیح	صفحہ	سطر
قصد	قصر	۱۶۹	۶
حلد	جلد	۱۶۹	۱۸
حض	محض	۱۸۲	۱
سید	سیدا	۱۸۳	۱۴
احا	اچھالنے	۱۸۶	۶
ہیں خارج	ہیں نہ خارج	۱۸۹	۳
وفایہ	وقایہ	۱۹۲	۱۴
باشقاعت	باستقامت	۱۹۲	۱۵
ہوے	ہوئے	۱۹۴	۱
اناشت وتحمق	واذاشت وتحقق	۱۹۸	۱۶
حمعہ	جمعہ	۲۰۲	۷
شرع	شرح	۲۰۲	۱۵
سرح	شرح	۲۰۲	۲۱
	حوالے	۲۰۴	۷
طیبین	طیبین	۲۰۴	۹
حارصیت	حارجیت	۲۰۵	۴
ہو مکا	ہوچکا	۲۰۶	۱۵

غلط	صحیح	صفحہ	سطر
بسط الانسان	بسط البنان	۲۰۷	۷
بصعت	بعفت	۲۰۸	۲۰
لنام	لئام	۲۱۲	۱۲
ایک	آیت	۲۱۴	۱۱
متمنی	تمنی	۲۱۹	۲
قلفہ	غفلۃ	۲۲۲	۷
مطرق	الوسوسہ	۲۲۲	۱۹
دلوں	قول	۲۲۳	۴
بیصاد	بیضاوی	۲۲۳	۶
آکا	آشکارہ	۲۲۳	۱۰
حسب بیان تفسیر جلالین آپ سے سوال کیا ہے ۲۲۳			
آن	مان	۲۲۳	۱۸
صرنع	مرتع	۲۲۷	۱۲
رہنا	رمنا	۲۲۸	۱۵
سنت	سنیت	۲۲۸	۲۰
عنش	بنت	۲۳۱	۱۰
درانیاں	درازیاں	۲۳۲	۴